بعینہ طبع کی عام اجازت ہے

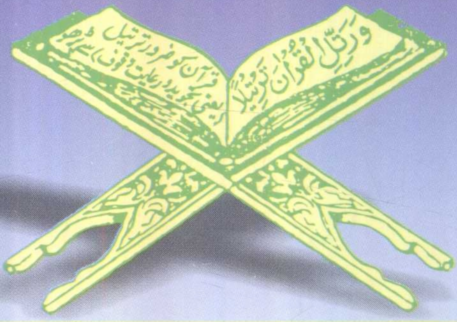

علمِ وقف پر تمام ضروری مسائل کی جامع وسہل
اور سلسلۂ نصابِ تجوید وقرأت کی درسی کتاب

مسمّٰی بہ

وقوف المبتدی

www.KitaboSunnat.com

مؤلفہ

(قاری) محمد اسمٰعیل صادق خورجوی
مدرس تحفیظ القرآن مکہ معظمہ

باہتمام

ابن المؤلف مفتی محمد سالم خورجوی سلمہ اللہ تعالیٰ
متعلم "امّ القریٰ" یونیورسٹی مکہ معظمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خصوصیات کتاب "وقوف المبتدی"

● متعلقات قرآت میں علمِ وقوف ایک نہایت دقیق علم ہے کیونکہ اس میں معانی قرآن اور عربیت کو زیادہ دخل ہے یہی وجہ ہے کہ اس موضوع پر جو کتب و رسائل ہیں ان سے ذی الاستعداد حضرات تو خوب مستفید ہوئے اور ان شاء اللہ ہوتے رہیں گے مگر غیر عربی داں طلباء ان کو پوری طرح سمجھنے سے مجبور رہتے ہیں لہٰذا زیرِ نظر کتاب "وقوف المبتدی" میں اس کا پورا اہتمام کیا گیا ہے کہ اصل کتاب میں ایک عبارت بھی ایسی نہ لکھی جائے کہ جس کے سمجھنے سے طلباء عزیز قاصر رہیں

● کتاب ہذا اپنے ماخذ رسائل عالیہ نافعہ جامع الوقف و معرفۃ الوقوف کی پورے طور پر جامع ہونے کے ساتھ ساتھ دوسری کتب متعددہ مثلاً المکتفی - النشر الکبیر - منار الہدیٰ - نہایات البیان - عنایات رحمانی - الجواہر النقیہ - کشف النظر فیوضِ مکیہ - معلم الأدار - کمال الفرقان مع ضمیمہ وغیرہ سے بھی ماخوذ و مستفاد ہے جس کی وجہ سے نہایت جامع ہو گئی ہے۔

● کتاب کے شروع میں علمِ وقف سے متعلق ایک مفید اور مفصّل مقدمہ لکھا گیا ہے۔

● ہمزہ قطعی و عارضی کی شناخت اور ہمزہ عارضی کو حرکت دینے کے قواعد جو عربی جاننے پر موقوف ہیں اس طرح بیان کئے گئے ہیں کہ غیر عربی داں طلبہ بھی بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور ضبط کر سکتے ہیں۔

● وقف سے متعلق وجوہ جائزہ جو بیان کی گئی ہیں افہام و تفہیم کے لئے ان کا اجراء بھی کیا گیا ہے۔

● کتاب کے آخر میں نقشہ علم الوقف لکھا گیا ہے جس کو دیکھتے ہی گویا پوری کتاب کے مضامین سامنے آجاتے ہیں۔

● رسالہ مبارکہ "تعلیم الوقف" مصنّفہ امام القراء حضرت اقدس قاری عبداللہ صاحب مکیؒ (تالیف فرمودہ ۱۳۱۱ھ غالباً) جو اب تک رسالہ منظومہ تجوید القرآن کے حاشیہ پر طبع ہوتا رہا اس کی تصحیح و تکمیل نیز سوانح حضرت مصنّف کا اضافہ کر کے بشکل رسالہ کتابِ ہذا کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے۔

● کتاب ہذا "وقوف المبتدی" کو ہند و پاک اور سعودی عرب کے متعدد قراء کرام و علماء عظام شیخ القراء حضرت مولانا المولوی الحافظ القاری المقری اظہار احمد صاحب تھانوی اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان - شیخ القراء حضرت الحاج مولانا القاری المقری الدکتور السید کلیم اللہ صاحب حسینی دار القراءت حیدر آباد دکن - مشفقی حضرت مولانا المولوی محمد مسعود شمیم صاحب دام ظلہم ناظم اعلیٰ مدرسہ عالیہ صولتیہ مکہ معظمہ - استاذ القراء جناب مولانا المولوی الحافظ القاری المقری احمد ضیاء صاحب ازہری بانی مرکزی دار القراءت لکھنؤ وغیرہم نے ملاحظہ فرما کر اس کی تصویب و توثیق اور تعریف و تحسین فرمائی فالحمد للہ تعالیٰ علیٰ ذٰلک۔

ؔ ان تمام کتابوں کے ناموں کی فہرست کتاب کے آخر میں لکھی گئی تھی مگر اتفاق کہ وہ فہرست اور رسالہ تعلیم الوقف سے متعلقہ حضرت قاری نیاز احمد صاحب کی تقریظ باقی تھی کہ کتابت کی دس کاپیاں پوری ہو گئیں اس لیے شامل نہ کیا جا سکا البتہ اس وقت جو کتابیں موجود تھیں اور جن مضامین کے ماخذ ذہن میں تھے ان کے حوالے لکھ دیے گئے کیونکہ کتابت، تالیف کے تقریباً چار سال بعد ہوئی اور اسی دوران یہ سانحہ پیش آیا کہ ایک صاحب کے ہاتھوں میری بہت سی کتابیں اور اوراق ضائع ہو گئے ۱۲ مؤلف مکہ معظمہ

طبع سوم کتابت: قاری عبد الجبار دہلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاری محمد مصطفیٰ راسخ

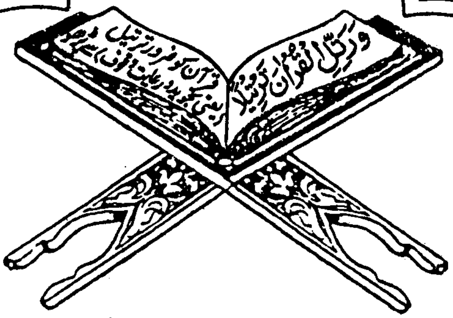

علمِ وقف پر تمام ضروری مسائل کی جامع
اور نہایت آسان و مفید درسی کتاب

مسمّٰی بہ

وقوف المبتدی کامل

مع رسالہ "تعلیم الوقف"

مؤلفہ

www.KitaboSunnat.com

(قاری) محمد اسمٰعیل صادق خورجوی
مدرس تحفیظ القرآن مکہ معظمہ

باہتمام

ابن المؤلف مفتی محمد سالم میاں سلمہ اللہ تعالیٰ
متعلم جامعہ "اُمّ القریٰ" مکہ معظمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین کتاب ہذا

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	تقریظ حضرت قاری نیاز احمد	۴	۲۱	حضرت قاضی ابو یوسف کا اعتراض اور اس کا جواب	۲۳
۲	مکتوب حضرت قاری اظہار احمد	۵	۲۲	تعارف علم وقف	۲۵
۳	تبصرہ قاری محمد طاہر صاحب	۶	۲۳	علم وقف کے حضرات ائمہ	۲۵
۴	توثیق مفتی خالد حسین صاحب	۷	۲۴	علم وقف کی سن تدوین اور پہلی کتاب	۲۶
۵	تعارف	۸	۲۵	علم وقف کی عربی کتب	۲۶
۶	دستور العمل تدریس کتاب ہذا	۱۰	۲۶	علم وقف کی اردو کتب	۲۸
۷	خطبہ	۱۱	۲۷	کتاب وقوف المبتدی	۲۹
۸	مقدمہ	۱۲	۲۸	اصطلاحاتِ علمِ وقف	۳۰
۹	قرآن کی ترتیل کے معنیٰ	۱۲	۲۹	علمِ وقف کے مبادی	۳۱
۱۰	علم وقف کا وجوب	۱۲	۳۰	معرفت وقف میں دلائل اربعہ	۳۳
۱۱	حضرت عبداللہ ابن عمر کا ارشاد	۱۲	۳۱	باعتبار اقوال قاری وقف کا بیان	۳۴
۱۲	وقوف سیکھنے پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق	۱۳	۳۲	باعتبار کیفیت وقف کا بیان	۳۶
۱۳	رسول اللہ ﷺ کی غلط وقف پر تنبیہ	۱۴	۳۳	اوقافِ سبعہ کا بیان	۴۹
۱۴	قاری قرآن کی مثال	۱۴	۳۴	باعتبار مطابقت ومخالفت وصل ورسم وقف کا بیان	۵۱
۱۵	وقف کی غلطی سے غلط معنیٰ کا شبہ ہونا	۱۵			
۱۶	ائمہ اور علماء اوقاف کے اقوال	۱۶	۳۵	وقف کی کیفیت سے متعلق قواعد تجوید کا بیان	۵۲
۱۷	ایک اشکال اور اس کا جواب	۱۹			
۱۸	حرف اور حرکت وغیرہ کی تبدیلی سے معنیٰ بدل جانا	۲۰	۳۶	آیات اور وقف کی علامات کا بیان	۵۹
			۳۷	علاماتِ وقف کا تفصیلی بیان	۶۵
۱۹	عموم بلوی کے معنیٰ	۲۲	۳۸	وقف سے متعلق فوائد متفرقہ	۷۷
۲۰	وجوب شرعی اور وجوب عرفی کا مطلب	۲۲	۳۹	سکتہ کا بیان	۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
٤٠	خلاصہ نمبر ایک	٨٥
٤١	سکوت کا بیان	٨٦
٤٢	قطع کا بیان	٨٨
٤٣	ابتدار کا بیان	٩١
٤٥	اعادہ کا بیان	٩٤
٤٦	وصل کا بیان	٩٥
٤٧	خلاصہ نمبر ٢	١٠٠
٤٨	نقشہ موعودہ ہمزہ وصلیہ متحرکہ	١٠١
٤٩	خاتمہ	١٠٣
٥٠	ضمیمہ	١٠٤
٥١	محل وقف کا بیان	١٠٤
٥٢	وقف میں معمول قرار سبعہ	١٠٥
٥٣	اوقاف اربعہ کا بیان	١٠٧
٥٤	وقفِ تام	١٠٨
٥٥	وقفِ کافی	١١٣
٥٦	وقفِ حسن	١١٧

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
٥٧	وقفِ قبیح	١١٩
٥٨	تنبیہ نبیہ	١٢٣
٥٩	محل ابتدار کا بیان	١٢٥
٦٠	ابتدار احسن	١٢٦
٦١	ابتدار حسن	١٢٧
٦٢	ابتدار صحیح	١٢٧
٦٣	ابتدار قبیح	١٢٧
٦٤	محل اعادہ کا بیان	١٢٨
٦٥	وقف موافق رسم الخط کا بیان	١٣٠
٦٦	نقشہ علم الوقف	١٣٢
٦٧	رسالہ تعلیم الوقف کامل ومحشیٰ	١٣٣
٦٨	مختصر سوانح امام القرار حضرت قاری عبداللہ صاحب مکیؒ	١٣٩
٦٩	تقریظ شیخ القرار حضرت قاری نیاز احمد صاحب نگینویؒ (متعلقہ رسالہ مذکورہ تعلیم الوقف کامل)	١٤٤

مؤلف کا پتہ

(قاری) محمد اسمٰعیل صادق نزد جامع مسجد قصبہ خورجہ ضلع بلندشہر یوپی۔ انڈیا

QARI MUHAMMAD ISMAEEL SADIQ

NEAR JAMA MASJID KHURJA Distt Bulandshahar(up)india

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

استاذی المحترم شیخ القراء حضرت الحاج حافظ مقری **قاری نیاز احمد صاحب** نگینوی سابق صدر شعبۂ تجوید و قراءت مسلم یونیورسٹی علی گڈھ ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب **وقوف المبتدی**[1] تالیف فرمودہ عزیز مکرم جناب حافظ و قاری المقری محمد اسماعیل صادق خورجوی عم فیضہٗ مقیم مکہ معظمہ جو بفضلہ بارہ[12] سال[2] سے اپنے اسلاف شیخ القراء جناب قاری عبدالخالق صاحب مرحوم و مغفور سہارنپوری و شیخ القراء جناب ضیاء الدین صاحب الٰہ آبادی و استاذی شیخ القراء جناب عبدالمالک صاحب صدر شعبۂ تجوید و قرأت مدرسہ عالیہ فرقانیہ چوک لکھنؤ کے نقش قدم پر خدمت کلام پاک و اشاعت تجوید و قرأت میں بڑے خلوص و محنت کے ساتھ مصروف ہیں۔ از اوّل تا آخر دیکھا نہایت صحیح و مفید اور متعدد خصوصیات و خوبیوں کا حامل پایا۔ ماشاء اللہ خوب لکھا ہے اُردو زبان میں علم وقف پر ایسی جامع اور مفصل مکمل کتاب میری نظر سے نہیں گذری۔ اس کے مطالعہ سے میری طبیعت بڑی خوش ہوئی کیوں کہ اوّل تو زبان اُردو میں اس موضوع پر کتابیں ہی بہت کم لکھی گئی ہیں اور جو چند رسائل نظر سے گذرے ہیں وہ مبتدی طلبہ کی صلاحیتوں سے بہت بالا ہیں۔ اس لئے فی الواقع ایک ایسے رسالہ کی ضرورت تھی کہ جس میں وقف اور اس کے متعلق مسائل عام فہم انداز میں بیان کئے گئے ہوں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کمی کو بھی قاری صاحب موصوف نے بحسن و خوبی پورا فرما دیا ہے۔ خدا کرے کہ کتاب رسوم المبتدی اور قرأت المبتدی بھی جلد تالیف ہو جائیں۔

مجھے قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ طلبہ اس کتاب کو بآسانی سمجھ کر پڑھ سکیں گے اور رسالہ قواعد المبتدی و کتاب تجوید المبتدی و کتاب التحفہ علی روایۃ شعبہ وغیرہ کی طرح اس سے بھی خوب مستفید ہوں گے۔ ضرورت ہے کہ مدارس اسلامیہ کے شعبہ ہائے تجوید میں کتاب ہذا کو بھی داخل نصاب فرما لیا جائے تاکہ طلبہ کو تجوید کے ساتھ علم وقف سے بھی واقفیت حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف گرامی قدر کو جزائے خیر مرحمت فرمائے اور ان کے علوم میں اضافہ اور ان کی درسی و تصنیفی و تالیفی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین

نیاز احمد

سابق ایسوسی ایٹ لیکچرار ان قرأت
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ یوپی ۵/۱۲ ۱۹۸۴ء

---

[1] جو اپنی جامعیت و افادیت کے اعتبار سے "وقوف المنتہی" ہے ۱۲ منہ [2] اس طرح کہ دس سال اپنے وطن قصبہ خورجہ کے مشہور ادارہ مدرسہ خازن العلوم کے صدر مدرس و شیخ التجوید رہے اور دو سال سے مکہ کرمہ میں خدمت کلام پاک میں مصروف ہیں ۱۲ نیاز احمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکتوب

مخدومی المحترم شیخ القراء قاری اظہار احمد صاحب تھانوی سابق شیخ التجوید والقرآت
حضرت مولانا مولوی حافظ قاری اظہار احمد صاحب اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم... قاری صاحب .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا ملفوف مضمون ملا۔ پڑھا۔ عمدہ ہے .... !

قاری صاحب آپ کی کتاب علمی ہے شرح جامی تک پڑھا ہوا طالب علم بخوبی حل کرسکتا ہے باقی غیر عربی داں طلاب کے لیے اس میں کوئی افادیت نہیں۔

قاری صاحب قرآن مجید کے معانی و مطالب میں ڈوب کر علماء ماوراء النہر نے رکوعات اور رموز اوقاف لگائے۔ علامہ سجاوندی بڑا ٹھوس کام کر گیا ہے۔ آپ کے لیے تصنیفی میدان یہ ہے کہ ہندو پاک کے مطبوعہ مصاحف میں جو رموز لگائی گئی ہیں ان پر تشریحی کام کیجیے۔ بتدریج ان رموز میں اغلاط ہو رہی ہیں۔ اصل سے رجوع فرما کر آپ اس کو ازسرِ نو زیادہ صحت کے ساتھ اور پختگی کی راہیں کھولیں۔

میرے پاس نہ وقت نہ کتابوں کے پرانے ذخائر ورنہ جی چاہتا ہے کہ علماء ماوراء النہر کی محنتوں اور کاوشوں کو اُجاگر کیا جائے۔

بہر حال آپ کی تصنیف عمدہ ہے۔ احتیاط کے ساتھ آپ نے اردو میں اصطلاحات کو منتقل کیا ہے یہ بھی بسا غنیمت ہے...... !

بندہ اظہار احمد تھانوی

حال وارد جامع مسجد گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز آریہ نگر لاہور

۵ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

لہ حضرت قاری صاحب مدظلہم العالی کا یہ مکتوب گرامی کتاب ہذا کے ضمیمہ سے متعلق ہے ۱۲ مؤلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ

محترمی المکرم شیخ القراء حضرت مولانا حافظ مقری **قاری محمد طاہر صاحب رحیمی** مدیر جامعہ رحیمیہ اشاعۃ القرآت محلہ مغل آباد۔ ملتان۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علیٰ ماینبغی لجلالہ وعظمتہ ؛ والصّلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمدٍ والہ وصحابتہ ؛ امّابعد

"رسالہ وقوف المبتدی"!.. احقرو ناچیز محمد طاہر رحیمی کے مطالعہ سے گزرا ، اوقاف و مبادی کے موضوع و فن پر یہ ایک اہم و وقیع و نرالا اور بہت حد تک جامع و مستند رسالہ ہے جس میں موضوع ہذا کے عام ضرورت کے مسائل و مضامین متشتتہ منتشرہ کی معتد بہ ضروری العلم مقدار کو بہت مہارت و ہشیاری و بیدار مغزی کے ساتھ مواضع و کتب متفرقہ مختلفہ بالخصوص النشر مع شرح کشف النظر، عنایاتِ رحمانی، الجواہر النقیہ، جمال القرآن مع شرح کمال الفرقان ضمیمہ کمال، تسہیل القواعد مع ضمیمہ سے ملتقط و اخذ فرما کر عمدہ پیرایہ میں یکجا جمع و ضبط کرنے کی مبارک کوشش کی گئی ہے۔ اور بہت اچھی قابلِ تحسین و رشک قرآنی خدمت سرانجام دی گئی ہے، فجزاھم اللہ فی الدارین بالخیرات و البرکات جزاءً وفاقًا و اجرًا طباقًا وزادھم اللہ توفیقًا مزیدًا امزیدًا وبارك فی علومھم واعمالھم

بعض جدید اصطلاحات مثلاً وقفِ ارسال وقفِ قصر وقف ہمزہ وغیرہ نیز مواقع وقف کفران کی تفاصیل اہلِ فن کی محظوظیت و تنشیطِ طبع کا موقع فراہم کرتی ہیں۔

ترتیب دل نشیں و عمدہ، عبارت سلیس و شگفتہ، انداز بیان سہل و شستہ ہے ......!

حق تعالیٰ شانہ اس رسالہ کو اوقاف و مبادی کی ریسرچ اور اس موضوع پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے روشن مینارہ اور ٹھوس و محققانہ معلومات و مواد کی مستحکم و پائیدار اساس و بنیاد کی شان کا حامل بنائیں نیز تلاوت قرآن کی منازلِ سیر کی مسافت طے کرنے والے خوش بخت سالکین و رہنوردوں کیلیے اس کو سنگِ میل و نشان سفر کا مصداق و مظہر ثابت فرمائیں۔ آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ناچیز مخلص محمد طاہر رحیمی عفی عنہ ... محلہ مغل آباد۔ ملتان پاکستان

۱۱ر صفر ۱۴۱۰ھ ۱۳ر ستمبر ۱۹۸۹ء بشب پنجشنبہ

ﮯ جو مؤلف کی فرمائش پر تحریر فرمایا گیا۔ بڑا قیمتی و تفصیلی تبصرہ ہے۔ یہاں اس کا ابتدائی و آخری حصہ نقل کیا گیا ۱۲ مؤلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توثیق

بکرمی المحترم عمدۃ العلماء حضرت الحاج مولانا مولوی مفتی خالد حسین صاحب حفظہ اللہ استاذ حدیث دار العلوم حرم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ سعودیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوۃ والسلام علی نبیہ اما بعد

احقر کے سامنے دو کتابیں جلوہ افروز ہیں ایک **وقوف المبتدی** دوسری **فیوضِ مکیّہ** ان دونوں کے مصنّف شیخ القراء قاری محمد اسمٰعیل صادق خورجوی صاحب دامت معالیہم ہیں اس حقیر نے دونوں کتابوں کو جستہ جستہ پڑھا بلکہ استفادہ کیا تو دل سے بلکہ سودائے قلب سے دعاء نکلی کہ ماشاء اللہ۔ الحمد للہ خوب لکھا ہے لکھنے والے نے اے باری تعالیٰ ان کتابوں کو خوب خوب قبولیت سے نواز دیجیے اور صاحبِ کتاب کا دینی اور دنیوی تمام مرادوں سے دامن بھر دیجیے کہ اس دور پرفتن میں ایسے اہل اللہ موجود ہیں جو قرآن پاک کے اوقاف میں اتنی پُر مغز اور فن تجوید کی اتنی جامع کتاب جو کہ مبتدی اور منتہی دونوں کو یکساں مفید ہوں پیش فرما دیں.....
اور میں نے قاری صاحب کو اہل اللہ کہا شاید کوئی سوچے کہ دراصل میں نے اپنے ولی ہونے کا دعوٰی کیا ہے اس لیے کہ مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد نہیں ایسا نہیں بلکہ ہرگز ایسا نہیں میں نے تو ایک حقیقت نفس الامری بتائی ہے جس کو ہر صاحب ایمان تسلیم کرے گا اور وہ یہ ہے کہ الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَھْلُ الْقُرْاٰنِ اَھْلُ اللّٰہِ بس آخر میں دعا ہے کہ زور قلم اور زیادہ۔

خالد حسین
سابق خادم التدریس دار العلوم دیوبند
حال مدرس المدرستہ الصولتیہ مکۃ المکرمۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعارف

از استاذزادہ محترم حضرت مولانا حافظ قاری محمد طیب خاں خورجوی حفظہ اللہ تعالیٰ
مقیم شہر ممبئی - انڈیا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شیخ القراء جناب مولانا قاری محمد اسماعیل صادق خورجوی مکی (ولادت ۱۳۷۰ھ) میرے والد ماجد استاذ الاساتذہ حضرت قاری احمد سعید خاں صاحب خورجویؒ (تلمیذ شیخ القراء حضرت قاری عبدالخالق صاحب سہارنپوریؒ) کے انتہائی مشہور اور مایہ ناز شاگرد ہیں تقریباً پانچ سال حضرتؒ کی خدمت میں رہے اور حفظ قرآن وتجوید بروایت حفصؒ کی تحصیل کی۔ ترتیل وتدویر اور حدر میں مہارت حاصل کی اور ۱۳۹۰ھ میں شہر خورجہ کی بڑی اور مشہور مسجد "مسجد ترینان" میں نہایت پختگی اور عمدگی سے روایتِ حفص میں پہلی محراب سنائی۔ سماعت حضرت والد صاحب ہی نے فرمائی تھی۔

صرف ونحو اور عربی کی ابتدائی کتابیں مولانا مولوی اکبر علی صاحب بہرائچی مظاہری سابق مدرس مدرسہ فیض خالق خورجہ سے اور کتب متوسطات مولانا مفتی محمد واصف عثمانی قاسمی مفتی شہر خورجہ سے پڑھیں۔

موصوف نے قرات سبعہ وعشرہ اور ان سے متعلقہ کتب درسیہ فوائد مکیہ۔ خلاصہ۔ تحفہ۔ جزریہ۔ شاطبیہ رائیہ۔ درہ۔ طیبہ وغیرہ شیخ القراء حضرت مولانا قاری ابن ضیاء محب الدین احمد صاحب الہ آبادیؒ (تلمیذ امام القراء حضرت قاری عبدالرحمن خاں مکیؒ) سے لکھنؤ وغیرہ میں پڑھیں اور خصوصی سندیں حاصل کیں۔

قرات کے عربی لہجوں کی مشق عالمی شہرت یافتہ قاری استاذ القراء حضرت قاری نیاز احمد صاحب نگینویؒ سابق صدر شعبہ تجوید مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (تلمیذ شیخ القراء حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحب علی گڑھیؒ) سے کی۔ اللہ تعالیٰ نے حسنِ ادا خوش آوازی اور پرکشش لہجوں کی دولت سے بھی خوب نوازا ہے اور اس بارے میں مشہور اکابر قراء اور علماء سے داد تحسین حاصل کر چکے ہیں جن میں سے چند اسماء گرامی کتاب "فیوض مکیہ" کے شروع میں محترم مولانا قاری مفتی عبدالرحیم صاحب قاسمی نے تحریر فرمائے ہیں۔

اور خوش الحانی اور سانس کی طوالت میں تو گویا بے نظیر رہے ہیں چنانچہ دہلی کے آل انڈیا پہلے مقابلہ قرات میں (جو ۱۹۷۵ء میں عیدگاہ میں ہوا تھا) قاری صاحب موصوف کا سورۃ تین میں اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحٰکِمِیْنَ سے (مع تکبیر اور بسملہ کے) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ تک ایک سانس میں پڑھنا لاکھوں کے مجمع نے سنا جس میں سیکڑوں قرا اور علماء کرام بھی موجود تھے اسی لئے شہر نگینہ کے جلسۂ قرارت میں (جو غالباً ۱۹۷۹ء میں ہوا) قاری صاحب موصوف جس وقت قرارت کرنے کے لئے اسٹیج پر بیٹھے تو شیخ القراء جناب مولانا قاری عبداللہ سلیم صاحب صدر شعبہ تجوید و قرارت دارالعلوم دیوبند نے قاری صاحب موصوف کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا تھا "قاری صاحب کا جثہ دیکھئے اور سانس دیکھئے" امام القراء حضرت قاری عبداللہ خاں مکیؒ کے شاگرد حضرت قاری محمد عمر صاحب تھانوی نے موصوف کی قرأۃ سن کر فرمایا تھا کہ ہمارے پاس بھی قاری عبدالباسط ہے۔

قاری صاحب موصوف نے قرارت کے بہت سے جلسوں، شبینوں، کانفرنسوں اور مقابلوں میں بھی شرکت کی اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے اعزاز بخشا۔ قرارت کے کئی مقابلوں میں جج کے فرائض بھی انجام دیئے۔ ملیشیا کے بین الاقوامی مقابلہ قرارت سے متعلق دہلی میں حکومتِ ہند جو انتخابی جلسہ کرداتی ہے اس میں بھی موصوف کو مدعو کیا گیا۔

قاری صاحب موصوف نے ۱۳۹۲ھ سے ۱۴۰۲ھ تک مدرسہ عربی "خازن العلوم" خورجہ میں حفظ قرآن کریم اور تجوید و قرارت کی بڑی اہم و وقیع خدمات انجام دیں اور یکم رمضان ۱۴۰۲ھ سے مکہ معظمہ میں انہی اہم خدمات میں مصروف ہیں۔ اس دوران موصوف نے تفسیر و حدیث اور فقہ وغیرہ میں علماء حرم سے استفادہ بھی کیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط

تلامذہ و مستفیدین سیکڑوں کی تعداد میں ہیں جن میں بہت سے خدمتِ قرآن و تجوید و قرأۃ میں مصروف ہیں۔ ماشاء اللہ تحریری افادہ کا خاصا ذوق ہے جس کے نتیجہ میں متعدد کتابیں ان کے قلم سے وجود میں آئیں جن میں سے ایک پیش نظر کتاب "وقوفُ المبتدی کامل" بھی ہے جو رسالہ جامع الوقف و معرفۃ الوقوف کی شرح اور بہت سی کتابوں کے اس موضوع سے متعلقہ اور مطلوبہ مضامین کا عطر ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور طالبین و شائقین کو نفع پہنچائے آمین مجھے امید ہے کہ یہ کتاب کتب ہائے علم وقف میں ایک خاص مقام حاصل کرے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

احقر محمد طیب خاں خورجوی مقیم ممبئی

یکم ربیع الآخر ۱۴۲۵ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسبی اللہ

دستور العمل تدریس کتاب ہذا

① رسالہ ہذا کو کتاب "تجوید المبتدی" کے بعد شروع فرمایا جاوے اور خوب سمجھا کر پڑھایا جائے، ممکن ہو تو بالترتیب لکھوایا بھی جاوے۔

نوٹ:۔ بہتر تو یہ ہے کہ تجوید المبتدی کی طرح ہر سبق استاذ پڑھائیں لیکن اگر طلباء عزیز سمجھ دار ہوں تو وہ خود بھی یاد کر سکتے ہیں مگر سبق کا تعین اور نگرانی بہر صورت ضروری ہے۔

② پہلا سبق اور خلاصے زبانی یاد کرادئے جائیں

③ طلبہ کو تاکید فرمائیں کہ روزانہ آپس میں تکرار بھی کریں (بشرطیکہ جماعت ہو) ورنہ سبق کی ہر عبارت کو کم از کم سات مرتبہ بالجہر پڑھا جائے۔

④ جب تک ایک سبق یاد اور خوب ذہن نشین نہ ہو جائے دوسرا سبق نہ دیا جائے۔

⑤ کتاب ہذا میں تحریر شدہ اسئلے اور ان کے جوابات کاپی پر لکھوا کر ملاحظہ فرمائیں۔

⑥ سبق نمبر چار میں جملہ کیفیات وقف کی عملاً بھی مشق کرائی جائے بالخصوص روم و اشمام اور وقف بالتشدید کی

⑦ اس کی کامل نگرانی ہو کہ طلبہ عزیز پڑھتے ہوئے مسائل کے خلاف وقف نہ کریں۔

⑧ ذی استعداد طلبہ کرام کے لئے متن کتاب کے ساتھ ہی متعلقہ حواشی اور ضمیمہ بھی پڑھنا ضروری ہے۔

⑨ جدول سبق آخر کے الفاظ قرآنیہ (بحوالہ جات) زبانی یاد کرادیئے جائیں۔

⑩ کتاب ہذا "وقوف المبتدی" کی تکمیل کے بعد کتاب "رسوم المبتدی" شروع فرمائی جائے کہ رسم قرآنی کا جاننا بھی قاری کے لئے نہایت ضروری ہے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ

مشورہ رسالہ جامع الوقف و معرفۃ الوقوف کے طلبہ کرام اس کتاب کو بطور امدادی کتب اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ ان شاء اللہ الرحمٰن نہایت معاون و مفید ثابت ہوگی۔ فقط

بندہ محمد اسمٰعیل صادق خورجوی مسجد الکریم مکہ معظمہ

ے جو کتاب "فیوض مکّیۃ" کے نام سے مشہور ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْخَالِقِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ کِتَابِہٖ "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا"، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ الصَّادِقِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ خِطَابِہٖ "بِئْسَ خَطِیْبُ الْقَوْمِ اَنْتَ" لِمَا قَالَہٗ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا وَوَقَفَ عَلَیْہِ؛ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَاَئِمَّۃِ دِیْنِہٖ اَجْمَعِیْنَ: اَلَّذِیْنَ اَدَّوْا اِلَیْنَا الْقُرْاٰنَ الْمَجِیْدَ: کَمَا سَمِعُوْہُ مِنْ صَاحِبِ الْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ؛ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَمَّا بَعْدُ ابو سالم محمد اسماعیل صادق بن شیخ محمد ابراہیم خورجوی مقیم مکہ معظمہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً وَّتکریماً عرض کرتا ہے کہ بحمدہ تعالیٰ ترتیل کے پہلے جزو تجوید الحروف میں تو حضرات علماء و قراء کرام نے چھوٹی بڑی بہت کتابیں تالیف فرمائی ہیں لیکن دوسرے جزو معرفۃ الوقوف پر اردو زبان میں رسالہ تعلیم الوقف مصنفہ امام القراء حضرت اقدس مولانا حافظ قاری مقری محمد عبداللہ خاں صاحب مہاجر مکی اور رسالہ جامع الوقف معرفۃ الوقوف مؤلفہ حضرت استاذی وسندی شیخ القراء مولانا حافظ قاری مقری محب الدین احمد صاحب الہ آبادی نور اللہ مرقدہ کے علاوہ کوئی رسالہ نظر سے نہیں گذرا اس لئے عرصہ سے اس ضرورت کا احساس تھا کہ "رسالہ تجوید المبتدی" کی طرح ایک کتاب علم وقف میں بھی مبتدی طلباء عزیز کے فہم و استفادہ کو پیش نظر رکھ کر خاص ترتیب پر لکھی جائے مگر بوجہ عوارض مختلفہ جس میں بڑا امر قلتِ فرصت ہے تکمیل نہ ہو سکی لیکن اب بعض احباب کی خواہش کی وجہ سے اپنے مولائے حقیقی اللہ رب العزت کی ذاتِ عالی کے بھروسہ پر اس کام کو شروع کرتا ہوں اور اس کا نام "وقوف المبتدی" رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ محض اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول فرما کر طالبین و شائقین فن کے حق میں زیادہ سے زیادہ نافع فرماویں اور مجھ حقیر پُر تقصیر، میرے تمام اساتذہ کرام اور والدین واجداد عظام نیز اس کتاب کے حضرات معلمین و متعلمین کے لیے اپنی دائمی رضا و تقرب کا ذریعہ بناویں آمین ثم آمین

یَا سَامِعَ الدُّعَاءِ تَقَبَّلْ دُعَاءَنَا

سَاَلْتُکَ الْخَیْرَ یَا ذَا الْمَنِّ وَالْکَرَمِ

التماس مؤلف کا مقصود طلباء عزیز کو مسائل علم وقف جامع وسہل طریق پر سمجھانا اور ذہن نشین کرانا ہے لہٰذا مضمون کی طوالت حضرات اہل علم و اساتذہ فن کو ہرگز بار خاطر نہ ہونی چاہیے۔

وَالْعُذْرُ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ[1]

---

[1] منار الہدیٰ فی بیان الوقف والابتداء صـ۶ للعلامۃ احمد الاشمونی ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُقدّمہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے ”وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا“ یعنی پڑھو قرآن کو ترتیل کے ساتھ۔ لہٰذا اس حکمِ خداوندی کے موافق قرآنِ حکیم کو ترتیل ہی کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ ورنہ ترتیل کے خلاف قرآنِ عظیم پڑھنے میں عذاب اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے۔

② قرآن پاک کی ترتیل کے معنیٰ

ترتیل کی تعریف سیّدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ فرمائی ہے۔ یعنی حرفوں کو تجوید کے ساتھ ادا کرنا اور وقف کی جگہ اور قاعدے پہچاننا۔ لہٰذا ترتیل اُسی وقت مکمل ہوسکتی ہے جبکہ حروف کو تجوید سے ادا کرنے کے ساتھ وقف کرتے وقت وقف کے مواقع اور قواعد کی بھی رعایت کی جائے ورنہ بغیر اس کے محض تجوید سے ترتیل کامل نہیں ہوگی۔ پس جو شخص وقف کی معرفت حاصل کئے بغیر قرآن مجید پڑھے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ تجوید کے خلاف قرآن حمید کو پڑھنے والا

③ علمِ وقف کا وجوب

علم وقف ترتیل ہی کا دوسرا حصّہ ہے جو اہمیت کے لحاظ سے علم تجوید سے کم نہیں کیونکہ کلام اللہ شریف کی جس آیۃ شریفہ سے تجوید کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اسی آیۃ کریمہ سے علم وقف کا بھی وجوب ثابت ہے چنانچہ بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ علم وقف کا حاصل کرنا واجب ہے اس لئے کہ حضرت علیؓ سے ترتیل کی تفسیر میں دو جزو منقول ہیں۔ جب پہلے جزو ”تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ“ کا حاصل کرنا ضروری ہے تو دوسرے جزو ”مَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ“ کا بھی حاصل کرنا اور اس سے واقف ہونا ضروری ہے۔

④ حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کا ارشاد

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

لَقَدْ عِشْنَا بُرْھَۃً مِّنْ دَھْرِنَا ⁂ ہم (صحابہؓ) نے اپنی زندگی کا ایک طویل زمانہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّ اَحَدَنَا لَيُؤْتَى الْاِيْمَانَ قَبْلَ الْقُرْاٰنِ ٭ وَتَنْزِلُ السُّوْرَةُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٭ فَنَتَعَلَّمُ حَلَالَهَا وَحَرَامَهَا ٭ وَمَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّوْقَفَ عِنْدَهٗ مِنْهَا ٭ كَمَا تَتَعَلَّمُوْنَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ الْقُرْاٰنَ[۱]

اس طرح گذارا ٭ کہ ہم میں سے ہر شخص قرآن پڑھنے سے پہلے ہی ایمان لے آتا ٭ اور جب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کوئی سورۃ نازل ہوتی ٭ تو ہم سب آپ سے اس سورۃ کے حلال حرام کی تعلیم حاصل کرتے ٭ اور ان مقامات کو معلوم کرتے جہاں قراءۃ میں وقف کرنا چاہیئے ٭ جس طرح آج تم قرآن کے الفاظ سیکھتے ہو

وقوف ⑤ سیکھنے پر صحابہ کرامؓ کا اتفاق

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ ارشاد کے متعلق حضرت علامہ عثمان بن سعید دانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس بات کی دلیل ہے کہ وقف کی تعلیم توقیفی ہے. یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی باقاعدہ صحابہ کرام کو تعلیم دی ہے۔ اور اس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے[۲] نیز علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ وقوف کا سیکھنا واجب ہے اور اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع ہے اسی لیے قرأت کے ائمہ حضرت نافع مدنیؒ حضرت ابو عمرو بصریؒ حضرت عاصم کوفیؒ حضرت ابو جعفر مدنیؒ حضرت یعقوب حضرمیؒ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے کہ وہ وقوف کی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے اسی وجہ سے بعض کتب قرأت میں حضرات علماء مجودین نے یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ جب تک شاگرد کو وقف اور ابتداء کے علم سے بھی واقفیت نہ ہو جائے اس وقت تک اُستاذ و مُجیز اس کو قرأت کی اجازت و سند نہ دے (کیونکہ یہ التزام و اہتمام نہ کرنے کی صورت میں علاوہ اس کے کہ شاگرد

---

[۱] اخرجہ امام ابو جعفر ابن النحاسؒ المتوفیٰ ۳۳۸ھ / کتاب القطع والائتناف صـ۸۷ (معلم الاداء صـ۳۹) ۱۲ منہ

[۲] فَفِيْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ تَعْلِيْمَ ذٰلِكَ تَوْقِيْفٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ اِجْمَاعٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ (المکتفی للعلامۃ الدانی المتوفیٰ ۴۴۴ھ صـ۱۳۵) ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے قرآن عزیز میں اغلاط واقع ہوں۔ ایک یہ بھی خرابی اور نقصان ہے کہ جو طلبۂ عزیز استاذ و شیخ سے پڑھ رہے ہیں ان کی نظر میں اس کی اہمیت وضرورت نہیں رہے گی اور وہ وقف وابتداء کے بارے میں عملی طور پر آزاد رہیں گے اور پھر اس کوتاہی اور غفلت کا سلسلہ آئندہ ان فارغین کے شاگردوں میں بھی جاری رہے گا۔)

نیز فرماتے ہیں کہ اوقاف کی تعلیم کے لئے ہمارے اساتذۂ کرام ہمیں ہر ہر حرف پر انگلیوں کے اشارہ سے وقف کراتے تھے کہ یہاں ٹھہرو، یہاں ٹھہرو اور ان کا یہ طریقہ اور عادت وہ تھی جو انھوں نے اپنے شیوخ سے اخذ کی تھی ۱؎ اور عقلاً بھی قاری ومقری کے لئے یہ بہت معیوب ہے کہ ترتیل کے ایک جزو کی رعایت کی جائے اور دوسرے جزو میں غلطی کی جائے۔

⑥ سیدنا رسول اللہؐ کی غلط وقف پر تنبیہ

حضرت عدیؓ بن حاتم طائی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دو شخص آئے ان میں سے ایک شخص نے کہا مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا اور اس پر اختیاری طور پر وقف کر دیا۔ اس صورت میں معنیٰ یہ ہو گئے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی وہ بامراد ہوا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ بھی بامراد ہوا۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنتے ہی فرمایا "قُمْ" اٹھ یہاں سے۔ یا یہ فرمایا "اِذْهَبْ" جا یہاں سے دور ہو۔ اور ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا "بِئْسَ الْخَطِيْبُ اَنْتَ" تو تو برا خطیب ہے ۲؎

⑦ قاری قرآن کی مثال

اگرچہ قرأت میں اصل اور بہتر وصل ہے۔ یعنی قرآن پاک کو ایک سانس میں مسلسل پڑھنا اس لئے کہ

۱؎ نشر کبیر جلد اول صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ مصر للعلامۃ الجزریؒ ۱۲ منہ

۲؎ معلم الاداء صفحہ ۳۵ (بحوالہ کتاب القطع والائتناف وغیرہ) ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلام الٰہی شروع سے آخر تک (اس اعتبار سے کہ اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ ہے کہ بندوں کا تعلق خالق سے ہو جائے) ایک مضمون کی طرح ہے اور کلام مسلسل، فصیح یعنی عمدہ اس وقت معلوم ہوتا ہے جبکہ اس کو ایک ہی سانس میں ادا کیا جائے جیسا کہ عام طور پر گفتگو کرنے کا انداز ہوتا ہے[۱] نیز قاری کی مثال مسافر کی سی ہے اور اوقافِ قرآنی کی مثال منزلوں اور اسٹیشنوں کی طرح ہے تو جیسا کہ مسافر کو ہر منزل اور ہر اسٹیشن پر اترنا اور ٹھہرنا ضروری نہیں بلکہ فضول و بیکار اور وقت کو ضائع اور خراب کرنا ہے اسی طرح قاری کو بھی بلا وجہ درمیان میں وقف کرنا ضروری نہیں[۲] مگر جس طرح مسافر کو سواری بدلنے یا کچھ دیر آرام کرنے کے لئے ٹھہرنے کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح ہر قاری کو بھی قرأت کی حالت میں سانس ختم ہونے یا استراحت (یعنی آرام) وغیرہ کے لئے ٹھہرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اس لئے وقوف کی معرفت حاصل کرنا بھی ہر قاری کے لئے ضروری ہے تاکہ جب وقف کی ضرورت ہو تو بے موقع اور خلافِ قاعدہ وقف نہ ہو۔ پس قاری کو ایسی جگہ وقف کرنا چاہیے کہ جہاں وقف کرنا صحیح بھی ہو اور فصیح بھی ہو جس طرح مسافر سفر کے دوران ٹھہرنے کے واسطے کسی تکلیف دہ جگہ کا انتخاب نہیں کرتا بلکہ آرام دہ و سکون کا مقام منتخب کرتا ہے۔

(۸) وقف کی غلطی سے غلط معنیٰ کا شبہ ہونا

وقف میں غلطی کرنے سے کلام اللہ شریف کی صحتِ تامہ نہ ہونے کے علاوہ بعض مرتبہ شریعت کے خلاف معنیٰ پیدا ہونے کا شبہ ہوتا ہے جیسے سورۂ نساء کے ساتویں رکوع میں یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی میں لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر وقف کرنا جس کے معنیٰ ہوتے ہیں "اے ایمان والو تم نماز کے قریب مت جاؤ۔ اسی طرح سورۂ اعراف کے چودھویں رکوع میں فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ پر وقف کرنا جس کے معنیٰ ہوتے ہیں کہ حق ظاہر بھی ہو گیا اور

---

[۱] نیز وصل کے اصل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں اعراب کی صراحت اور اظہار ہوتا ہے جو بہیم معنی پر دلالت کرتا ہے ۱۲ منہ

[۲] کذا فی التبیان شرح خلاصۃ البیان ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناپید بھی۔

نیز سورۂ حشر کے پہلے رکوع میں وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا میں عَنْهُ پر بغیر فَانْتَھُوْا کے وقف کرنا کیونکہ اس صورت میں معنیٰ یہ ہوتے ہیں کہ جو کچھ تم کو اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے اس کو لو اور جس سے منع کرے اس کو بھی۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔ حالانکہ صحیح معنیٰ یہ ہیں کہ اور رسول (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں رُک جایا کرو۔ پس حق تعالیٰ کا یہ ارشاد دو مستقل اور ایک دوسرے کے متقابل جملوں پر مشتمل ہے۔ جملۂ اولیٰ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کا حکم ہے اور جملۂ ثانیہ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا میں حضور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ممنوعات (یعنی منع کی ہوئی باتوں) سے بچنے کا حکم ہے[1] یہی وجہ ہے کہ حضراتِ علماء و قراء کرام اور شیوخ عظام نے رعایتِ وقوف کی بڑی تاکید فرمائی ہے اور وقوفِ قرآنیہ کو ایک مستقل فن کی شکل دے کر اس میں مستقل کتابیں تحریر فرمائیں۔

حضرات ⑨ ائمہ اور علماء اوقاف کے اقوال

① حضرت امام علامہ ابو حاتم سہل بن محمد سجستانیؒ فرماتے ہیں مَنْ لَّمْ یَعْرِفِ الْوَقْفَ لَمْ یَعْرِفِ الْقُرْاٰنَ[2] یعنی جس نے وقف کے مواقع نہ جانے اس نے قرآن کے معانی نہیں سمجھے۔

② حضرت امام ابوبکر محمد بن قاسم انباریؒ کتاب "ایضاح الوقف" میں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے بنیادی علوم میں سے علم الوقف والابتداء کا جاننا بھی ضروری ہے۔ اس لیے کہ کوئی بھی قرآن کی معنوی معرفت تامہ اس وقت تک حاصل نہیں کرسکتا جب تک وہ

---

[1] کذا فی التوضیحات المرضیہ للحضرت القاری محمد شریف رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

[2] نہایۃ القول المفید ص ۱۵۲ والقول الجلیل قلمی مؤلفہ شیخ القراء حضرت قاری عبد الخالق صاحبؒ علی گڑھی (معلم الاداء) ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مواقع وقوف کی معرفت حاصل نہ کرلے۔

۳ حضرت امام ابوجعفر نحاس کتاب "القطع والائتناف" میں فرماتے ہیں علم وقف وابتداء، وہ علم ہے جس کے سیکھنے کی تمام مسلمانوں کو ضرورت ہے اس لیے کہ دورانِ تلاوت سانس لینے کے لیے سب ہی کو ضرورت پڑتی ہے۔

۴ حضرت امام ابوقاسم یوسف بن علی ہذلی اپنی کتاب "الکامل" میں فرماتے ہیں موقع محل کے اعتبار سے مناسب جگہ پر وقف کرنا تلاوت کا زیور، قاری کی زینت، تلاوت کرنے والے کی فصاحت وبلاغت، سننے والے کے لیے معنی کے سمجھنے میں آسانی اور عالم کی شان ہے۔ اور عمدہ وقف کے ذریعہ دو مختلف معنوں اور متضاد ضدوں اور دو متغایر حکموں میں فرق واضح ہو جاتا ہے[1]

۵ حضرت امام بدرالدین زرکشیؒ کتاب "البرہان" میں فرماتے ہیں کہ علمِ وقف ایک جلیل القدر فن ہے اور اسی سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کس طرح پڑھنا چاہیے اور اسی پر کثیر فوائد اور عجیب استنباطات کا ترتّب ہوتا ہے اور اسی سے آیتوں کے معنی کھلتے ہیں اور مشکلات میں وقوع سے بچنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

۶ حضرت امام نکزاویؒ (کتابُ الوقف میں) فرماتے ہیں کہ وقف کا باب عظیم الشان اور قابلِ قدر ہے۔ کیونکہ کسی شخص کو بھی قرآن کے معانی اور اس سے احکامِ شرعی کے دلائل مُستَنبط کرنے کی شناخت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ علم الفواصل حاصل نہ کرلے اور رؤسِ آیات کو نہ پہچانے[2]

۷ شیخ الاسلام ابویحییٰ زکریا انصاریؒ کتاب "المُقْصِد" میں فرماتے ہیں۔ وَكَيْسُنَّ لِلْقَارِیِٔ اَنْ يَّتَعَلَّمَ الْوُقُوْفَ۔ یعنی قاری کے لیے علم وقف وابتداء کا سیکھنا سنت سے ثابت ہے (یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس علم کی باقاعدہ تعلیم دیا کرتے تھے)

---

[1] معلم الاداء فی الوقف والابتداء مؤلفہ قاری محمد تقی الاسلام صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ

[2] تفہیم الوقوف مؤلفہ استاذ القراء حضرت قاری محمد اسمٰعیل صاحب امرتسریؒ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❽ حضرت علامہ ابوالحسن علی بن محمد صفاقسیؒ کتاب "تنبیہ الغافلین" میں فرماتے ہیں کہ معرفۃ الوقوف کا جاننا نہایت ہی ضروری ہے۔ اس لیے کہ اس کے بغیر کلام اللہ کے مرادی معنیٰ نہ تو واضح ہوتے ہیں اور نہ مکمل یعنی بعض اوقات قاری کلام پورا ہونے سے پہلے ہی وقف کر دیتا ہے جس کی وجہ سے کلام ادھورا رہ جاتا ہے اور بے ربط ہو کر معنیٰ کے سمجھنے میں دقت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تو مطلب ہی فوت ہو جاتا ہے۔

❾ حجۃ الاسلام حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ "اَلْقَوْلُ الْجَازِم" میں فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ اوقاف ہی تفسیرِ قرآن ہیں کہ فصل اور وصل سے معنی قرآن کے واضح ہو جاتے ہیں۔

❿ امام الوقت شیخ القراء حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ کتاب "فوائد مکیہ" میں فرماتے ہیں کہ قاری مقری کے لیے چار علموں کا جاننا ضروری ہے ایک علم تجوید۔ دوسرا علم وقف تیسرے رسمِ عثمانی اور چوتھے علم قرآت۔

⓫ محرر الفن شیخ القراء حضرت قاری مقری عبدالمالک صاحب نے "تعلیقات مالکیہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ امام ابوالفضل رازیؒ امام عاصم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ حسن وقف وابتدار کی رعایت رکھتے تھے۔ اور امام ابوالفضل محمد بن جعفر خزاعیؒ فرماتے ہیں کہ امام عاصم اور امام کسائی حسن وقف وابتدار کی رعایت رکھتے تھے۔ جب وقف و ابتدار کے بارے میں امام عاصم کا مذہب معلوم ہو گیا تو اب روایت حفص میں تلاوت کرنے والوں کو صاحبِ قراءہ یعنی امام عاصم کی اتباع میں حسبِ معنیٰ حسن وقف و ابتدار کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔

⓬ شیخ القراء حضرت قاری مقری محمد شریف صاحب لاہوریؒ "توضیحات مرضیہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ وقف وابتدار کی معرفت بھی ترتیل کا ایک حصہ ہے جس کے بغیر ترتیل کامل نہیں ہوتی۔ اس لیے قرار کو چاہیے کہ قواعد تجوید کی طرح حسن وقف وابتدار کی رعایت کو بھی اپنا معمول بنائیں اور اس کا پورا پورا اہتمام کریں اور اہتمام کروائیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اگر قاری دوران تلاوت وقف وابتدار کے بارے میں صحیح محل کی رعایت نہ رکھے تو اس سے بعض دفعہ نہایت قبیح اور نامناسب معنی متصور ہو جاتے ہیں. اگرچہ قاری کے اس عمل اور بے جا وقف کرنے سے قرآن مجید کے معنیٰ واقعۃً بدل تو نہیں جاتے لیکن اس سے قبیح اور فاسد معنیٰ کا ایہام ضرور ہوتا ہے۔[1]

۱۳ شیخ القراء حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ "عنایاتِ رحمانی" میں میں فرماتے ہیں کہ وقوف کا محفوظ رکھنا ہر شخص کے لیے ضروری ہے تاکہ وقف بے موقعہ نہ ہو۔

۱۴ شیخ القراء حضرت مولانا قاری اظہار احمد صاحب تھانویؒ "الجواہر النقیہ" میں فرماتے ہیں کہ تجوید کے ساتھ قاری کو اس بات میں بھی ماہر ہونا ضروری ہے کہ آیات کے مفہوم و مراد اور لفظی و معنوی تعلق کو پیش نظر رکھتے ہوئے ٹھہرنے اور ماقبل سے اعادہ یا مابعد سے ابتدار کرنے کی تمام وجوہ سے واقف ہو۔

۱۵ استاذی وسندی شیخ القراء حضرت مولانا قاری ابن ضیاء محب الدین احمد صاحب الہ آبادیؒ رسالہ "جامع الوقف" میں فرماتے ہیں کہ بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر علم تجوید سے قرآن مجید کی صحت ہوتی ہے تو علمِ وقف سے قرآن کریم کی معرفت حاصل ہوتی ہے موجودہ زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ بہت عمدہ پڑھتے ہیں لیکن جس وقت اوقاف میں غلطی کرتے ہیں تو سن کر بڑی کلفت ہوتی ہے۔

⑩ ایک اشکال اور اس کا جواب

فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ حسنِ وقف وابتدار کا اہتمام کرنا شرعی طور پر نہ واجب ہے اور نہ ضروری۔ اور نہ ہی اس کا اہتمام نہ کرنے پر کوئی عذاب اور تہدید ہے۔ اس فتویٰ کی بنیاد پر ذہنوں میں یہ بات گشت کر سکتی ہے کہ جب شرعی طور پر حسنِ وقف وابتدار کی رعایت نہ واجب ہے اور نہ ضروری۔ تو پھر اس کے اہتمام کرنے پر کیوں زور دیا جاتا ہے جبکہ علم وقف

[1] معلم الادار فی الوقف والابتدار ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے محققین حضرات کی تحقیق بھی یہ ہے کہ بے محل وقف و ابتداء کرنے سے حقیقی معنوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا (یعنی قرآن شریف کے معنیٰ میں کوئی تبدیلی نہیں آتی لیکن چونکہ بعض جگہ غلط وقف اور ابتداء و اعادہ سے حقیقی معنیٰ کے خلاف وہم پیدا ہو جاتا ہے اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے کہ مرادِ الٰہی کے خلاف معنیٰ کا تخیل بھی ممنوع ہے)

جواب فقہاء کرام کا یہ فتویٰ عمومِ بلویٰ کی بنیاد پر عام لوگوں کے لیے ہے جو اس علم و فن کے حروف ابجد سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ اور اس فتویٰ کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسا کہ تجوید نہ جاننے والوں کے لیئے مُتَشَابِہُ الصَّوت حروف کی عام غلطیوں کے بارے میں فقہاء کرام نے عمومِ بلویٰ کی وجہ سے ان کی نمازوں کے باطل ہونے اور ان کی تلاوتوں کے نادرست ہونے کا فتویٰ نہیں دیا۔ حالانکہ کون نہیں جانتا کہ تجوید کے واجب ہونے پر ساری امت کا اجماع ہے اور قرآن شریف کی قراءۃ میں لحنِ جلی حرام ہے اور معنیٰ بگڑنے پر بعض مرتبہ نماز باطل ہو جاتی ہے۔

پس جس طرح فقہاء کرام کے عمومِ بلویٰ والے فتویٰ کی بنا پر وجوبِ تجوید کا انکار لازم نہیں آتا اسی طرح فقہاء کرام کے فتویٰ کو دلیل بنا کر حسن وقف و ابتداء کے وجوب اور اس کی شرعی اہمیت و ضرورت کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

حرف ⑪ اور حرکت وغیرہ کی تبدیلی سے معنیٰ بدل جانا

عربی زبان اتنی لطیف ہے کہ حرف کی تبدیلی تو بہت بڑی بات ہے حرکات کی تبدیلی سے بھی معنیٰ بدل جاتے ہیں۔ مثلاً خَلَقْنَا ہم نے پیدا کیا۔ خَلَقَنَا اس نے ہمیں پیدا کیا۔

- اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ تو نے ان پر انعام کیا۔ اَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ میں نے ان پر انعام کیا۔
- فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فرعون نے رسول کی نافرمانی کی۔ فَعَصٰى فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلُ فرعون کی رسول نے نافرمانی کی۔ اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ۔ اب حرف کی تبدیلی کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① قُلْ ھُوَ اللّٰہُ کی جگہ کُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھنے سے معنیٰ یہ ہو جائیں گے "آپ کھائیں وہ اللہ ایک ہے۔ کیونکہ "قُلْ" کے معنیٰ ہیں آپ کہیں اور "کُلْ" کے معنیٰ آپ کھائیں۔

② قَلْبُ کے معنیٰ دل اور کَلْبُ کے معنیٰ کتّا۔ کوئی دعا کر رہا ہے "اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ کَلْبِیْ" اے اللہ میرے کتّے کو پاک کردے۔ یعنی دل کی پاکی کے بجائے کتّے کی پاکی کی دعا کر رہا ہے۔ پھر بھلا دل کیسے پاک ہو۔

③ صَعِیْدٌ (مٹی) سَعِیْدٌ (سعادت مند) باری تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا اگر تمھیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلو۔ اور سَعِیْدًا طَیِّبًا کے معنیٰ یہ ہو جائیں گے کہ اگر تمھیں پانی نہ ملے تو ایسے سعادت مند سے تیمم کرلو جو پاک ہو۔

④ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○ یا اللہ گمراہ لوگوں کے راستہ سے بچانا۔ اور وَلَا الدَّآلِّیْنَ ○ کے معنیٰ یہ ہوں گے یا اللہ رہنمائی کرنے والوں کے راستہ سے بچانا۔

⑤ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ یہ قرآن متقی لوگوں یعنی اللہ سے ڈرنے والوں اور ہدایت کے طلبگاروں کے لیے ہدایت ہے۔ اور ھُدًی لِّلْمُتَّکِیْنَ ○ کے معنی ہوں گے کہ دنیا کی چندروزہ زندگی پر تکیہ اور بھروسہ کرنے والوں کے لیے ہدایت ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

تنبیہ اس طرح کی بڑی غلطیاں عموم بلویٰ کی بنا پر عام لوگوں کے لیے تو کسی درجہ میں معاف ہیں مگر اہلِ علم کے لیے کسی طرح بھی تسامح کی گنجائش نہیں۔ ایسے ہی وقف و ابتداء کی غلطیوں میں عام لوگ تو عموم بلویٰ کی بنا پر معذور سمجھے جائیں گے مگر اہلِ علم اس سے بری الذمّہ نہیں ہو سکتے۔ ان کے لیے اس علم کا سیکھنا ہی ضروری ہے۔ کیونکہ فقہاء کرام ہی کا فتویٰ ہے کہ قاری کی نماز اُمّی یعنی غیر قاری کے پیچھے جائز نہیں[1]۔ اور یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ فقہاء کرام کی اصطلاح میں غیر قاری کو اُمّی

[1] نشر کبیر جلد اوّل ص۲۱۱ للعلامۃ الجزری ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُمّی کہتے ہیں۔ اگر فقہاء کے نزدیک ترتیل کے دونوں جز یعنی تجوید الحروف اور معرفۃ الوقوف غیر ضروری اور امر زائد کے حکم میں ہوتے تو غیر قاری کے لیے "اُمّی" اصطلاح وضع نہ فرماتے۔

⑫ عموم بلوٰی کے معنیٰ

لغت میں "بلوٰی" مصیبت، آزمائش، سختی وغیرہ کو کہتے ہیں۔ اور فقہا کی اصطلاح میں "عموم بلوٰی" سے ایسی عام حالتِ اضطراری مراد ہے جس سے بچنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہو۔ ایسی حالت میں شریعت نے کچھ رخصت دی ہے مگر اس طرح کی رخصتوں کو عام قاعدہ اور ضابطہ بنا لینا شریعت کی منشاء کے بالکل خلاف ہے مثلاً کوئی شخص نماز کے لیے بارش کے گندے پانی سے گذر گیا یا بارش کی گندی چھینٹیں کپڑوں پر پڑ گئیں تو ایسی مجبوری کی حالت میں ان ہی کپڑوں میں نماز ہو جائے گی۔ اس شرعی رخصت کو حضرات فقہا کی اصطلاح میں عموم بلوٰی کہتے ہیں۔ لیکن اس رخصت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بارش کا گندا پانی اور بارش کی گندی چھینٹیں پاک ہیں۔ بلکہ حتی الامکان اس سے بچنا ہی ضروری ہے۔ اسی طرح وقف و ابتداء کی غلطیوں سے بچنا ضروری ہے جو سیکھے بغیر مشکل ہے۔

⑬ وجوبِ شرعی اور وجوبِ عرفی کا مطلب

شرعی احکام دو طرح کے ہیں۔

① وہ جس سے کوئی فرد بھی مستثنیٰ نہیں جیسے نماز کہ کسی حالت میں بھی معاف نہیں

② وہ جو کسی مجبوری کی وجہ سے معاف اور مستثنیٰ ہو جائے جیسے جہاد۔ مشہور حدیث ہے کہ سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو شریک جہاد ہونے سے اس بنا پر منع اور مستثنیٰ فرمایا کہ ان کی والدہ کی دیکھ بھال کرنے والا اور کوئی نہ تھا۔ حالانکہ ان صحابی رضی اللہ عنہ نے جہاد میں شرکت کی خواہش خود ظاہر کی تھی۔

پس اسی طرح وہ لوگ جو غیر شعوری کے زمانہ میں تو کسی قاری سے قرآن مجید صحیح نہ پڑھ سکے اور علم وقف و ابتداء حاصل نہ کر سکے اور بڑے ہو کر دنیاوی اشغال اور اہل و عیال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں پھنس گئے۔ ایسے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ دنیاوی ضروری مشغلوں کے ساتھ ساتھ اپنے امکان کے بقدر قرآن مجید صحیح پڑھنا سیکھیں اور دورانِ تلاوت، آیتوں اور وقف کی نشانیوں یعنی م۔ ط۔ ج۔ ز۔ ص۔ ق وغیرہ پر وقف کریں کہ عام لوگوں کی سہولت کی خاطر قرآن شریف کے معنوں کی مناسبت سے یہ علامتیں جگہ جگہ لگادی گئی ہیں تاکہ عام لوگ بھی بے موقع وقف کرنے سے بچ سکیں۔ اور اہلِ علم حضرات کے لیے ضروری ہے کہ وہ باقاعدہ اس علم کو اہتمام کے ساتھ سیکھیں پس اہلِ علم حضرات کے لیے تو علم وقف کا سیکھنا واجب ہے اور عام لوگ مجبوری اور عموم بلوٰی کی وجہ سے مستثنیٰ ہیں۔ اسی کو قراء اور علماءِ اوقاف کی اصطلاح میں وجوب عرفی کہتے ہیں۔ اور اگر حسنِ وقف وابتداء کی رعایت شرعاً واجب ہوتی تو کوئی بھی مستثنیٰ نہ ہوتا۔ پس وجوب عرفی کا مطلب یہ سمجھ لینا کہ اس کی شرعی حیثیت کچھ نہیں یہ غلط فہمی ہے۔

اللہ تعالیٰ فقہاءِ کرام کی قبروں کو جنّت کے باغات بنائے اور ان کو غفران و رضوان کی چادر میں ڈھانپ لے کہ عام لوگوں کی مجبوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے آسانی پیدا کر گئے یعنی شریعت کی حدود میں رہ کر جس قدر بھی سہولت نکل سکتی تھی اس کے مطابق فتوے صادر اور تحریر فرما گئے۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی خَیْرًا ط آمین۔

حضرت (۱۴) قاضی ابو یوسفؒ کا اعتراض اور اس کا جواب

حضرت قاضی ابو یوسفؒ جو حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے خاص شاگرد ہیں اور امام صاحب کے شاگردوں میں ان کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں وقف کی قسمیں بنانا اور ان کے نام رکھنا بدعت ہے اور وقف کی قسمیں کرنے والے اور ان کے نام رکھنے والے بدعت کے مرتکب ہیں۔

جواب یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ سیدنا رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں صرف قرآن شریف کی کتابت ہوئی ہے وہ بھی متفرق چیزوں پر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باقی تمام علوم و فنون کی تدوین عہد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد ہوئی۔ اور ہر علم و فن کی باتیں اور مضامین سمجھنے سمجھانے اور ان کی تعلیم و تعلم میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے اصطلاحات وضع کی گئیں۔ ایسے ہی جب علم وقف و ابتدار کی تدوین ہوئی تو علمِ وقوف کے حضراتِ ائمہ کرام نے آسانی کے لیئے اس کی بھی اصطلاحات وضع کیں۔ اور وقف کی قسمیں بیان کیں۔ اور چونکہ علم وقف کی تدوین اور اوقاف کی تعیین قرون ثلاثہ میں ہوئی ہے اس لیے اس عمل کو بدعت نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ بہترین زمانہ ہے جیسا کہ رسالت مآب سیدنا رسولِ اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ؛ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ؛ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ کہ سب سے بہتر زمانہ میرا یعنی میرے صحابہ کا ہے؛ اس کے بعد تابعین کا؛ پھر تبع تابعین کا[1]

پس حضرت قاضی ابو یوسف رح کا اقسامِ وقف اور اس کی اصطلاحات کو بدعت کہنا لغوی معنیٰ میں ہے۔ نہ کہ شرعی بدعت اور اس کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسا کہ خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بعد کاتبِ وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کتابی صورت میں جمع کرنے کو بدعت کہا تھا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا امرار تھا کہ قرآن مجید کو حفاظت کی غرض سے کتابی صورت میں بھی جمع کیا جائے[2]

نیز حضرات اہلِ علم پر یہ پوشیدہ نہیں کہ کلام اللہ شریف اپنے نزول کے ابتدائی زمانے سے لے کر آخر تک تقریباً تیئیس ۲۳ سال اور پھر جمع صدیقی ۱۲ھ سے لے کر جمع عثمانی کے بعد تک یعنی کم و بیش چالیس ۴۰ سال نقطوں اور اعراب یعنی زبر۔ زیر۔ پیش وغیرہ سے خالی رہا۔ اسلام جب عجمی ممالک میں پھیلا اور اہلِ عجم کی سہولت کے لیے قرنِ ثانی میں یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے کے بعد ان چیزوں کا اضافہ کیا گیا تو حضرات علمار متقدمین کا اس میں اختلاف ہوا کہ بعض حضرات ان نشانوں

---

[1] معلم الاداء ص۱۱۴ بحوالہ رسالہ "ردّ الطغیان" فی اوقاف القرآن وغیرہا ۱۲ منہ

[2] مناہل العرفان ص۲۲۴۔ نوٹ: مضمون نمبر ۱۰ سے یہاں تک (معمولی تغیر و اضافہ کے ساتھ) معلم الاداء سے ماخوذ ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو لکھنا جائز اور بعض مکروہ سمجھتے تھے۔ اس طرح کی مثالیں اور اختلافی اقوال اور بھی ہیں مگر ان تمام اقوال میں مُختار اور مُفتیٰ بہٖ قول اس کو قرار دیا جائے گا جس کو علماء امت نے عملی طور پر اختیار کر لیا ہو اور جو قول علماء امت کے تعامل کے خلاف ہوگا اس کو شاذ کہا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضراتِ متقدمین میں سے حضرت قاضی ابو یوسفؒ کے اس قول کی کسی نے بھی تائید نہیں فرمائی۔

⑮ تعارفِ علمِ وقف

حضرات اکابر علماء کرام اور قراء عظام نے قرآن شریف کی تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت اور سہولت کی غرض سے بہت سے علوم بھی مدوّن فرمائے جن میں سے ایک "علم وقف" بھی ہے جو علمِ تجوید کی طرح قرآن پاک کے بنیادی اور بہت ہی اہم و افضل علوم میں سے ہے کیونکہ اس علم شریف کا تعلق بھی کلام اللہ سے ہے۔

اس مبارک علم کی تدوین اور تشکیل کا مقصد قرآنِ کریم کو وقف اور ابتداء وغیرہ کی غلطیوں سے محفوظ رکھنا اور ان دونوں کی معرفت حاصل کرنے میں آسانی پیدا کرنا ہے۔ کیونکہ قرآنِ حکیم میں چھوٹی آیتیں بھی ہیں اور بڑی آیتیں بھی اسی طرح چھوٹے جملے بھی ہیں اور بڑے جملے بھی جس کی وجہ سے قاری (یعنی قرآن حکیم پڑھنے والا) کبھی تو پوری آیت اور پورے جملے کو پڑھ سکتا ہے اور کبھی نہیں کہ انسان فطری طور پر کمزور اور سانس لینے پر مجبور ہے اس لئے علم وقف کے حضراتِ ائمہ اور مشائخ کرام نے اس ضرورت کی طرف توجہ دی اور انھوں نے شروع سے آخر تک قرآنِ عظیم کی تمام آیتوں۔ جملوں اور کلمات کو بڑے غور و فکر اور محنت سے دیکھ کر وقف و ابتداء کی قسمیں بنائیں اور ان کے اصول و قواعد وضع کئے تاکہ عَامَّۃُ الْمُسْلِمِیْنَ بھی ان کی پابندی سے قرآنِ عزیز کی قرأت صحیح کر سکیں۔

⑯ علمِ وقف کے حضرات ائمہ

وقف کے مسائل کی تدوین اور تحریر کرنے والے بہت سے حضرات ہیں جن میں سے چند مشہور ائمہ کرام یہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① حضرت امام ضرار بن صرد مقری کوفیؒ۔ جو "کتابُ الوقف والابتداء" کے مصنف ہیں۔
② حضرت امام شیبہ بن نصاح مقری مدنیؒ جو قراء تابعین میں مشہور ہیں۔
③ امام ابو حاتم سہل بن محمد سجستانیؒ۔ جو علم قراءت کے سب سے پہلے مؤلف ہیں۔
④ امام ابو بکر محمد بن قاسم نحویؒ۔ جو علامہ ابن انباری کے نام سے مشہور ہیں۔
⑤ امام ابو جعفر احمد بن محمد مقریؒ۔ جو علامہ ابن نحاس کے نام سے مشہور ہیں۔
⑥ امام ابو جعفر محمد بن طیفور غزنویؒ۔ جو علامہ سجاوندی کے نام سے مشہور ہیں۔

پھر ان سب بزرگوں میں اولیت کا شرف حضرت ضرار کوفیؒ اور حضرت شیبہ مدنیؒ کو حاصل ہے کیونکہ علم وقف کو سب سے پہلے وضع کرنے والے یہی حضرات ہیں۔

علم وقف ⑰ کی سن تدوین اور پہلی کتاب

علم وقف کی سن تدوین تقریباً ایک سو دس[۱۱۰] ہجری ہے کیونکہ حضرت امام ضرار کوفیؒ کا انتقال سن ایک سو انتیس ہجری میں اور حضرت امام شیبہ مدنیؒ کا وصال سن ایک سو تیئس[۱۳۰] ہجری میں ہوا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وقف وابتداء کے مسائل کی تدوین اور تحریر کرنے کی ابتداء دوسری صدی ہجری سے ہوئی جس کو میں نے تقریبی طور پر سن ایک سو دس ہجری لکھا۔ فَاِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ ؛ وَاِنْ كَانَ خَطَاً فَمِنِّيْ ۔

حضرت علامہ جزریؒ کی تحقیق کے مطابق علم وقف پر سب سے پہلی تصنیف حضرت امام شیبہ مدنیؒ کی "کتابُ الوقوف" ہے اور دوسری تصنیف غالباً حضرت امام ضرار کوفیؒ کی "کتابُ الوقف والابتداء" ہے۔ پھر اس کے بعد دوسری بہت سی کتابیں معرضِ تحریر میں آئیں جن میں سے اٹھہتر کتابوں کا تذکرہ کتاب "معلم الاداء" اور عربی میں کتاب "اَلْمُكْتَفٰى" وغیرہ کے شروع میں درج ہے۔ ان میں سے بعض کتابوں کے نام ان شاء اللہ تعالیٰ ابھی لکھے جائیں گے۔ فَجَزَى اللّٰهُ تَعَالَى الْمُؤَلِّفِيْنَ ۞ آمین۔

علم وقف ⑱ کی عربی کتب

علم وقف پر عربی زبان میں بہ کثرت کتابیں لکھی گئیں یہاں صرف پچیس[۲۵] کتابوں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے حضرات مؤلفین کے نام مع ان کی تاریخ وفات کے لکھتا ہوں۔

① کتاب الوقوف والابتداء :- از حضرت ضرار بن صرد مقری کوفی متوفیٰ ۱۲۹ھ

② کتاب الوقوف :- از حضرت شیبہ بن نصاح مدنیؒ کوفی متوفی ۱۳۰ھ

③ کتاب الوقف والابتداء :- از حضرت امام ابو عمرو بصریؒ (قرآتِ سبعہ کے تیسرے امام) متوفی ۱۵۴ھ۔

④ الوقف والابتداء :- از حضرت امام حمزہ کوفیؒ (قرآت کے چھٹے امام) متوفی ۱۵۶ھ۔

⑤ وقف التمام :- از حضرت امام نافع مدنیؒ (قرآت کے پہلے امام) متوفی ۱۶۹ھ

⑥ الوقف والابتداء :- از حضرت امام کسائی کوفیؒ (قرآت کے ساتویں امام) متوفی ۱۸۹ھ

⑦ وقف التمام :- از حضرت امام یعقوب حضرمیؒ (قرآت عشرہ کے نویں امام) متوفی ۲۰۵ھ

⑧ المقاطع والمبادی :- از حضرت علامہ ابو حاتم سہل بن محمد سجستانی مقری متوفی ۲۵۵ھ۔

⑨ الایضاح فی الوقف والابتداء :- از حضرت علامہ محمد بن قاسم بن انباریؒ متوفی ۳۲۸ھ۔

⑩ القطع والائتناف :- از حضرت علامہ ابو جعفر ابن نحاس مقریؒ متوفی ۳۳۸ھ

⑪ الابانۃ فی الوقف والابتداء :- از حضرت علامہ محمد بن جعفر جرجانیؒ متوفی ۴۰۸ھ

⑫ الھدایۃ فی الوقف :- از حضرت علامہ مکی بن ابی طالب قیسی اندلسیؒ متوفی ۴۳۷ھ۔

⑬ المکتفیٰ فی الوقف والابتداء :- از حضرت علامہ عثمان بن سعید دانیؒ متوفی ۴۴۴ھ

www.KitaboSunnat.com

⑭ المرشد فی الوقف :- از حضرت علامہ حسن بن علی عمانی متوفی ۵۰۰ھ کے بعد

⑮ نظام الاداء :- از حضرت علامہ عبد العزیز (ابن طحان) اندلسیؒ متوفی ۵۶۰ھ

⑯ الایضاح فی الوقف والابتداء :- از حضرت علامہ محمد بن طیفور سجاوندیؒ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متوفی ۵۶۰ھ

(۱۷) الھادی :- از حضرت علامہ حسن بن احمد ہمدانی متوفی ۵۶۹ھ

(۱۸) علم الاھتداء :- از حضرت علامہ ابوالحسن علی بن محمد سخاوی ؒ متوفی ۶۴۳ھ

(۱۹) وصف الاھتداء :- از حضرت علامہ ابراہیم بن عمر جعبری ؒ متوفی ۷۳۲ھ

(۲۰) الاھتداء :- از حضرت علامہ ابوخیر محمد بن محمد جزری ؒ متوفی ۸۳۲ھ

(۲۱) مناری الھدی :- از حضرت علامہ احمد بن محمد اشمونی ؒ متوفی ۹۰۰ھ

(۲۲) المقصد :- از حضرت علامہ زکریا بن محمد انصاری ؒ متوفی ۹۲۶ھ

(۲۳) تحفۃ العرفان :- از حضرت علامہ احمد بن مصطفیٰ طاش کبریٰ ؒ متوفی ۹۶۸ھ

(۲۴) اوائل الندیٰ :- از شیخ عبداللہ بن مسعود حضرمی متوفی ۱۰۴۷ھ کے بعد

(۲۵) کنوز الطاف البرہان :- از حضرت شیخ محمد صادق ہندی متوفی ۱۲۹۰ھ کے بعد۔

عِلم وقف (۱۹) کی اُردُو کتب

افسوس کہ اردو زبان میں وقف کے موضوع پر صرف چند ہی کتابیں لکھی گئی ہیں ضرورت ہے کہ حضرات اہلِ فن اس پر توجہ فرمائیں۔

(۱) رَدُّ الطُّغیان :- از حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ؒ

(۲) رموز القرآن :- از حضرت مولانا مولوی محمد حسن صاحب شاہجہانپوری ؒ

(۳) تعلیم الوقف :- از حضرت مولانا قاری عبداللہ خاں صاحب مکی ؒ

(۴) جامع الوقف } از استاذی وسندی حضرت مولانا قاری محب الدین احمد صاحب الٰہ آبادی ؒ

(۵) معرفۃ الوقوف } (تلمیذ شیخ القراء حضرت مولانا قاری عبدالرحمان خاں مکی ؒ)

(۶) تفہیم الوقوف :- از حضرت قاری محمد اسمٰعیل صاحب امرتسری ثم لاہوری ؒ

(۷) معلم الادا :- از حضرت مولانا قاری محمد تقی الاسلام صاحب مدظلہ العالی

(۸) وقوف المبتدی :- از مؤلف (جو پیش نظرؔ ہے)

ؔ مقدمہ کے اکثر مضامین بوقتِ طبع دوم لکھے گئے ۱۲ مولف ۲/۸/۱۴۱۵ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب ⑳ وقوف المبتدی ؎

پیشِ نظر کتاب پہلی بار ۱۴۰۸ھ میں ۸/۱۸×۲۲ کے سائز میں آفسیٹ پر طبع ہوئی تھی جس کی پروف ریڈنگ اور طباعت میں مشفقی جناب منشی عبدالعزیز صاحب خورجوی مرحوم اور محبی قاری عبدالواحد علی صاحب گونڈوی مرحوم مدرس مدرسہ عربیہ "قاسم العلوم" خورجہ نے خاصی محنت کی تھی اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کو غریق رحمت فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

اب عزیزی مفتی محمد سالم میاں سلمہ نے ہندستان میں اور مخلصی جناب الحاج عبدالمقیت خاں صاحب نے پاکستان میں اس کو طبع کرانے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ پورا فرمائیں۔ آمین۔ اللھم آمین

میں تہ دل سے ان تمام احباب و مخلصین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تالیف و طباعت اور نظر ثانی میں کسی طرح بھی میری اعانت کی جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

① عزیز مشفقم قاری مولوی عبدالحق صاحب امام مسجد محلہ مسفلہ مکہ معظمہ
② عزیز مکرم حافظ قاری محمد اکبر صاحب مدرس مدرسہ مفتاح العلوم قصبہ کاندھلہ
③ عزیز محترم حافظ قاری ربیع الحسین صاحب سابق مدرس مدرسہ مفتاح العلوم فیروزآباد
④ عزیز مخلصم حافظ قاری مشکور عالم صاحب مدرس مدرسہ محلہ قصابان خورجہ
⑤ عزیز نورچشم قاری مفتی محمد سالم میاں صدر مدرس مدرسہ عربیہ خازن العلوم خورجہ

اللہ رب العزت ان سب کو صحت و عافیت نصیب فرمائیں اور اپنی رضا و خوشنودی کی دولت سے نوازیں ؎

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

العبد محمد اسمٰعیل صادق خورجوی

مدرس تحفیظ القرآن مکہ معظمہ

مورخہ ۴/۳/۱۴۲۵ھ جمعہ

؎ یہ مضمون طبع دوم کے وقت لکھا گیا ۱۲ مؤلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحاتِ علم وقف

(۱) سُکُوْن :۔ جزم کو کہتے ہیں۔ (۲) فَتْحَۃٌ، نصب :۔ زبر کو کہتے ہیں۔
(۳) کَسْرَۃٌ، جر :۔ زیر کو کہتے ہیں۔ (۴) ضَمَّۃٌ، رَفع :۔ پیش کو کہتے ہیں۔
(۵) حَرَکَت :۔ زبر، زیر اور پیش کو کہتے ہیں۔ (۶) مُتَحَرِّك :۔ حرکت والا۔
(۷) مَفْتُوح، مَنْصُوب :۔ زبر والا۔ (۸) مَکْسُوْر، مَجْرُوْر :۔ زیر والا۔
(۹) مَضْمُوم، مَرْفُوْع :۔ پیش والا۔ (۱۰) تَشْدِیْد :۔ کسی حرف کو دو مرتبہ اس طرح پڑھنا کہ اوّل ساکن پھر متحرک
(۱۱) مُشَدَّد :۔ تشدید والے حرف۔ (۱۲) تَنْوِیْن :۔ دو زبر، دو زیر، دو پیش کہتے ہیں۔
(۱۳) سَاکِن :۔ سکون والا حرف۔ (۱۴) مُنَوَّن :۔ تنوین والے حرف۔
(۱۵) وقف :۔ کلمہ کے آخر پر قاعدہ کے موافق سانس لینے کے لیے ٹھہرنا۔ (۱۶) مَوْقِف :۔ وقف کی جگہ۔
(۱۷) حرف مَوْقُوْف :۔ وہ حرف جس پر وقف کیا جائے۔ (۱۸) اِسْکَان :۔ حرف متحرک کو بالکل ساکن کرنا۔
(۱۹) اِشْمَام :۔ ہونٹوں سے ضمّہ کی طرف اشارہ کرنا۔ (۲۰) اِبْدَال :۔ حرف موقوف کو دوسرے حرف سے بدلنا
(۲۱) رَوْم :۔ حرکت کو خفیف اور کمزور ادا کرنا۔ (۲۲) اِظْهَار :۔ حرف مدغم یا حرف مخفی کو ظاہر کرنا۔
(۲۳) مُدْغَم :۔ وہ حرف جس کا ادغام کیا جائے۔ (۲۴) مُخْفٰی :۔ وہ حرف جس کا اخفار کیا جائے۔
(۲۵) رَسْم :۔ قرآن مجید کی لکھت۔ (۲۶) کلمہ مَوْصُوْلَۃ :۔ وہ کلمہ جو اپنے بعد کے کلمہ سے ملا ہوا لکھا ہو۔
(۲۷) اِثْبَات :۔ جو حرفِ مد وصل میں یا رسم میں محذوف ہو اس کو ثابت رکھنا۔
(۲۸) حَذْف :۔ جو حرف وصل میں ثابت ہو اس کو گرا دینا۔
(۲۹) اِلْحَاق :۔ سکتہ کی ہٰ زیادہ کرنا۔ (۳۰) حرف مَرسوم :۔ وہ حرف جو لکھا ہوا ہو۔
(۳۱) حرف مَحْذُوْف :۔ وہ حرف جو پڑھا نہ جاتا ہو یا قرآن میں لکھا ہوا نہ ہو۔
(۳۲) اِبْتِدَاء :۔ وقف کے بعد آگے سے پڑھنا۔ (۳۳) حرفِ مَبْدُوْء :۔ وہ حرف جس سے ابتدا کی جائے
(۳۴) اِعَادَہ :۔ وقف کے بعد لوٹانا۔ (۳۵) وَصْل :۔ ملا کر پڑھنا۔ (۳۶) فَصْل :۔ علیحدہ پڑھنا۔
(۳۷) سُکُوْت :۔ قرآن پاک سے متعلق کسی ضرورت سے وقف کی مدت میں تاخیر کرنا۔
(۳۸) سَکْتَہ :۔ صرف آواز بند کر کے تھوڑی دیر رکنا۔ (۳۹) قَطْع :۔ قراءۃ ختم کرنا۔ (۴۰) مَقْطَع :۔ قطع کی جگہ ۔

وَقَدْ تَقَضّٰی رَسْمِیَ الْمُقَدِّمَہ
مِنِّیْ لِقَارِئِ الْقُرْاٰنِ تَقْدِمَہ (فیوض مکیہ ص۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱ پہلا سبق

علمِ وقف کے مبادی کا بیان

کسی بھی علم کے شروع کرتے وقت جن باتوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے ان کو "مَبَادِئ علم" کہتے ہیں۔ علمِ وقف کے مبادی بارہ۱۲ ہیں۔

(۱) نام :- علمِ وقف

(۲) **وقف کے لغوی معنیٰ** :- اَلْوَقْفُ عَنِ الشَّیْئِ۔ یعنی کسی چیز سے رکنا۔

اصطلاح قراء (یعنی قاریوں کی بول چال) کے اعتبار سے یہ قرآن شریف پڑھنے میں چار۴ طرح واقع ہوتا ہے۔

- پس اگر پڑھتے پڑھتے آخر کلمہ پر صرف آواز رُکے اور سانس جاری رہے تو سکتہ ہوگا۔
- اور اگر آواز کے ساتھ سانس بھی ٹوٹے (یعنی آواز اور سانس دونوں ٹوٹ جائیں) تو وقف ہوگا
- اور قرآن شریف کے متعلق کسی ضرورت سے وقف کی مدت میں تاخیر ہو تو سکوت ہوگا۔
- اور اگر وقف کے بعد نہ پڑھے تو قطع ہوگا۔

(۳) **وقف کے اصطلاحی معنیٰ** :- جو کلمہ اپنے بعد والے کلمہ سے ملا ہوا نہ لکھا ہو اس کے آخری حرف پر کیفیتِ وقف کے موافق آواز اور سانس توڑ کر آگے پڑھنے کی نیّت کے ساتھ کچھ دیر ٹھہرنا۔ پس کلمہ کے درمیان پر وقف کرنا یا ایسے کلمہ کے آخر پر وقف کرنا جو اپنے بعد کے کلمہ سے ملا ہوا ہو (جیسے مِنکُمْ میں لفظ مِنْ اپنے بعد والے کلمہ "کُمْ" سے ملا ہوا لکھا ہوا ہے) یا اِسکان۔ اِشمام۔ رَوم کے بغیر مثلاً پوری حرکت کے ساتھ وقف کرنا یا بغیر سانس توڑے وقف کرنا جائز نہیں نہ روایۃً اور نہ درایۃً یعنی نہ تو اس طرح وقف اساتذہ اور شیوخ سے سنا گیا ہے اور نہ قاعدہ کی رُو سے صحیح ہے۔

(۴) **علمِ وقف کے معنیٰ** :- وہ علم جس میں قرآن شریف کے اوقاف اور مَبادی کے حالات (یعنی ان کے مواقع اور طریقے) بیان کیے جائیں۔

(۵) **علمِ وقف کا موضوع** :- کلمہ اور کلام ہے (اس لیے کہ وقف میں دو۲ چیزیں ہیں

- ایک کیفیتِ وقف۔ یعنی یہ جاننا کہ وقف کس طرح کیا جائے۔ بِالْاِسْکَان ، بِالْاِشْمَام یا بالرَّوْم وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

● دوسرے محل وقف یعنی یہ پہچاننا کہ وقف کس جگہ کیا جائے تو وقف کو کیفیت کی حیثیت سے آخر کلمہ سے تعلق ہوتا ہے اور محلِ وقف کی حیثیت سے آخر کلام سے تعلق ہوتا ہے

(۶) علم وقف کی غایت :- وقف و ابتدار کا صحیح ہونا اور معنی کا واضح ہونا۔

(۷) علم وقف کا فائدہ :- اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا۔

(۸) علم وقف کا مآخذ :- سیدنا رسولِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرآۃ اور تعلیم ہے جو آپؐ نے حضراتِ صحابہ کرامؓ کو دی۔

(۹) علم وقف کے اجزار :- یہ دو ہیں۔

(۱) وقف اور ابتدار کا محل پہچاننا کہ وقف کہاں اور ابتدار کہاں سے کی جائے۔

(۲) وقف اور ابتدار کی کیفیت جاننا کہ یہ دونوں کس طرح کیے جائیں[۱]

(۱۰) علم وقف کی فضیلت :- یہ علم بنیادی اور افضل علوم میں سے ہے کیونکہ اس کا تعلق کلام اللہ سے ہے۔

(۱۱) علمِ وقف کے واضع :- حضرت شَیْبَہُ بن نَصَّاح مدنیؒ وغیرہ ہیں۔

(۱۲) علمِ وقف کا حکم :- وقف و ابتدا میں ذیل کی پانچ چیزوں کی رعایت کرنا فرض ہے۔

(۱) کلمہ کے درمیان پر وقف نہ ہو مثلاً الْعٰلَمِيْنَ میں عا پر وقف نہ ہو۔

(۲) کلمہ کے درمیان سے ابتدار نہ ہو مثلاً يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ پر وقف کرکے سُ اعْبُدُوْا سے اعادہ نہ ہو[۲]

(۳) بغیر سانس توڑے وقف نہ ہو۔

(۴) پوری حرکت (زبر، زیر، پیش) کے ساتھ وقف نہ ہو۔

(۵) حرفِ مَبْدُوْر (یعنی ابتدار اور اعادہ والے حرف) کی حرکت صحیح ادا ہو مثلاً اَلرَّحْمٰنِ کے ہمزہ کو فتحہ اِتَّبِعُوْا کے ہمزہ کو کسرہ اور اُقْتُلُوْا کے ہمزہ کو ضمہ پڑھنا (اور) وقف و ابتدار کی فرض مقدار سے زیادہ مہارت حاصل کرنا مستحب[۳] ہے۔ (اور) علم وقف کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔

(لہذا) ذی استعداد طلبۂ کرام کو علم وقف بھی ضرور حاصل کرنا چاہیے۔

۱-۲-۳ ؎ تبصرہ محترم مولانا قاری محمد طاہر صاحب رحیمی حفظہ اللہ (جس میں جا بجا غلطیوں کی اصلاح بھی فرمائی گئی اور ضروری و مفید ترمیم و اضافے بھی) ۱۲ مؤلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲ دوسرا سبق

معرفتِ وقف میں دلائلِ اربعہ کا بیان

① قرآن :- سورہ مزمّل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ؕ جس کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے "بَيِّنْهُ تَبْيِيْنًا" سے کی ہے (اور) اس تفسیر کی شرح حضرت علامہ ابوجعفر نحاس رحؒ یہ فرماتے ہیں "فَمِنَ التَّبْيِيْنِ تَفْصِيْلُ الْحُرُوْفِ وَالْوَقْفُ عَلٰى مَاتَمَّ مَعْنَاهُ مِنْهَا[1]۔ یعنی تبیین کہتے ہیں حروف کو واضح طور پر صاف صاف ادا کرنا (جو تجوید کے بغیر ممکن نہیں) اور وقف ایسی جگہ کرنا جہاں کلام کے معنیٰ پورے ہو رہے ہوں[2]۔

② حدیث :- سیدنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ ۞ اِقْرَءُوْا وَلَا حَرَجَ ۞ وَلٰكِنْ لَا تَخْتِمُوْا ذِكْرَ رَحْمَةٍ بِعَذَابٍ وَلَا تَخْتِمُوْا ذِكْرَ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ[3] یعنی بیشک یہ قرآن نازل ہوا سات حروف پر ۞ جو چاہو پڑھو کوئی حرج نہیں ۞ لیکن (یہ خیال رہے کہ) رحمت کے ذکر کو عذاب کے ذکر کے ساتھ اور عذاب کے ذکر کو رحمت کے ذکر کے ساتھ نہ ملانا۔

اس حدیث شریف میں صحیح اور عمدہ وقف کرنے کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔

③ اجماع :- کتاب "نشر کبیر" میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کا ارشاد (جو مقدمہ کے شروع میں گذرا) اس بات کی قوی حجّت ہے کہ علمِ اوقاف کا سیکھنا اجماعِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے[4]۔

---

[1] کتاب القطع والائتناف ص۷۳ للعلامۃ ابن النحاسؒ متوفی سنہ ۳۳۸ھ ۱۲ منہ

[2] کتاب "معلم الاداء فی الوقف والابتداء ص۲۷ مؤلفہ حضرت مولانا قاری محمد تقی الاسلام صاحب ۱۲ منہ

[3] معلم الاداء وکتاب القطع والائتناف ص۸۹ للعلامۃ ابن النحاسؒ ۱۲ منہ

[4] وَفِيْ كَلَامِ ابْنِ عُمَرَ بُرْهَانٌ عَلٰى اَنَّ تَعَلُّمَهٗ اِجْمَاعٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (النشر الکبیر ص۲۲۵) ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ قیاس :- قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کی عبارتیں گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہیں (اور) ہر زبان کی گفتگو میں رُکنے اور نہ رُکنے کے مواقع ہوتے ہیں جن کو بات کے صحیح کہنے اور صحیح سمجھنے میں بہت دخل ہوتا ہے (لہٰذا) قرآن کو صحت الفاظ سے پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے اوقاف کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے (چنانچہ) حضرت علامہ جزریؒ فرماتے ہیں ؎

وَبَعْدَ تَجْوِيْدِكَ لِلْحُرُوْفِ ۔ اور تمھارے لیے حرفوں کی تجوید جان لینے کے بعد
لَابُدَّ مِنْ مَعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ ۔ ضروری ہے وقوف (اور ابتداء کے احکام) کا جاننا

(اور) حضرت علامہ ابو حاتم سجستانیؒ کا قول مقدمہ میں گذر چکا ہے مَنْ لَّمْ يَعْرِفِ الْوَقْفَ :: لَمْ يَعْرِفِ الْقُرْاٰنَ کہ جس نے وقف کے مواقع کو نہ پہچانا :: اس نے قرآن کے معانی کو نہ سمجھا۔

۳ تیسرا سبق

باعتبارِ احوالِ قاری وقف کا بیان

قاری کے حال اور ضرورت کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں
وقفِ اختیاری۔ وقفِ اضطراری۔ وقفِ اختباری۔ وقفِ انتظاری۔

① وقفِ اختیاری :- اس وقف کو کہتے ہیں جو قصدًا (یعنی اپنے اختیار اور ارادہ سے بغیر کسی عذر کے) استراحت وغیرہ کے لیے کیا جائے۔ اوقاف میں یہ وقف اصل ہے۔ وقفِ اختیاری آیت یا علامتِ وقف یعنی وقف کی نشانی جیسے میم۔ طا وغیرہ[1] ہی پر کرنا چاہیے۔ تاکہ وقف کرنے کے بعد ابتدا یعنی وقف والے کلمہ کے آگے سے قرأت کی جا سکے۔ اس لیے کہ وقفِ اختیاری اُسی جگہ صحیح ہے جس کے بعد ابتدا کی جا سکے۔ اور اعادہ یعنی وقف والے کلمہ سے یا دو ایک کلمے پیچھے سے لوٹا کر پڑھنے کی ضرورت

---

[1] یعنی وقفِ تام اور وقفِ کافی ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو۔ اس کے علاوہ آیات اور علاماتِ وقف وغیرہ پر وقف کرنے سے قرآن پاک کے پڑھنے میں ایک حسن اور خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور معنی کی وضاحت ہوتی ہے اسی وجہ سے حضراتِ علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ اوقاف قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔ یعنی ان کے ذریعہ قرآن کریم کے معنیٰ اور تفسیر کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

(۲) **وقفِ اضطراری** :۔ اس وقف کو کہتے ہیں جو بلا قصد (یعنی بغیر ارادہ کسی مجبوری کی وجہ سے) واقع ہو جائے مثلاً سانس تنگ یا پوری ہو جانے کی وجہ سے یا پڑھتے پڑھتے تھک جانے کی وجہ سے یا بھول جانے کی وجہ سے یا کھانسی۔ چھینک۔ ہچکی وغیرہ کے آجانے کی وجہ سے وقف ہو جائے۔ وقفِ اضطراری ہر اس کلمہ کے آخر پر صحیح ہے۔ جو اپنے بعد والے کلمہ سے الگ لکھا ہوا ہو۔ اس لیے کہ جب قاری مجبور ہی ہو گیا تو پھر کس طرح آگے تک پڑھ سکتا ہے۔ پس اگر ایسی جگہ وقف ہو جائے جہاں آیت یا علامتِ وقف وغیرہ نہ ہو۔ تو عربی نہ جاننے والے شخص کو اعادہ کر کے آگے پڑھنا چاہیے اور اگر معنی جانتا ہو تو پھر اس کے لیے یہ تفصیل ہے، کہ اگر اعادہ کی ضرورت[۱] ہو تو اعادہ کرے ورنہ نہیں۔

(۳) **وقف اختباری** :۔ (بائے مُوَحَّدَہ[۲] کے ساتھ) اس وقف کو کہتے ہیں جو کیفیتِ وقف وغیرہ سمجھنے سمجھانے کی غرض سے کیا جائے مثلاً شاگرد کو اسکان۔ اشمام۔ روم۔ ابدال۔ اثبات۔ حذف وغیرہ یا طول۔ توسط۔ قصر کی مقدار بتانے کے لیے یا شاگرد کی آزمائش کرنے کے لیے کہ یہ سمجھتا ہے یا نہیں۔ اُستاذ کا وقف کرنا۔ یا یہ پہچاننے کے لیے وقف کرنا کہ یہ کلمہ مَقْطُوْعْ (یعنی اپنے بعد والے کلمہ سے علیحدہ لکھا ہوا ہے) یا مَوْصُوْلْ (یعنی اپنے بعد کے کلمہ سے ملا ہوا ہے) وقف اختباری بھی ہر کلمۂ مَقْطُوْعَہ کے آخر پر کیا جا سکتا ہے۔

(۴) **وقف انتظاری** :۔ اُس وقف کو کہتے ہیں۔ جو قراٰت سَبْعَہ یا عَشَرَہ (سات یا دس

---

[۱] مثلاً مبتدا پر بغیر خبر کے یا موصوف پر بغیر صفت کے یا شرط پر بغیر جزا کے یا موصول پر بغیر صلہ کے وقف ہو جائے ۱۲ منہ

[۲] بار کو موحّدہ اس لیے بولتے ہیں کہ اس پر ایک نقطہ ہوتا ہے اور وجہ اس لفظ کے لکھنے کی یہ ہوتی ہے کہ کوئی یائے تحتانی نہ سمجھے ۱۲ (جناب قاری ولی اللہ صاحب عفی عنہ مدرس تجوید جامعہ خادم الاسلام ہاپوڑ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرأتوں کو) جمع کرنے کی غرض سے ایک جگہ بار بار یعنی ایک سے زائد مرتبہ وقف کیا جائے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اَلرَّحِيْمِ مَلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ پس چونکہ اس میں ایک روایت کے بعد دوسری کا انتظار کیا جاتا ہے۔ اس مناسبت سے اس کو وقفِ انتظاری کہتے ہیں۔ وقفِ انتظاری قرارِ سبعہ یا عشرہ کے اختلاف ادا کرنے کے وقت کیا جاتا ہے اور یہ وقف ہر اس کلمۂ مقطوعہ پر درست ہے جس میں قرأت کی وجوہ ایک سے زیادہ ہوں۔

اسئلہ

(١) ترتیل کس کو کہتے ہیں اور کب مکمل ہوتی ہے۔ (٢) خلاف ترتیل قرآن کریم پڑھنے والا کیسا ہے۔
(٣) وقوف کی اہمیت میں علامہ جزریؒ کیا فرماتے ہیں۔
(٤) علم وقف کا واجب ہونا کہاں سے ثابت ہے۔
(٥) وقف کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ نیز وقف کا موضوع اور غایت بتائیے۔
(٦) وقف میں کن ۲ دو باتوں کا جاننا ضروری ہے (٧) وقف کی اولاً تقسیم کے طرح پر ہے۔
(٨) احوالِ قاری کے اعتبار سے وقف کی تمام قسمیں مع ان کی تعریف اور محل کے بیان کریئے۔
(٩) آیات و علامات وقف پر وقف کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔
(١٠) اگر وقف ایسی جگہ واقع ہو جائے جہاں آیت یا علامتِ وقف نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

٤ چوتھا سبق

باعتبارِ کیفیت وقف کا بیان

کیفیت وقف | یعنی یہ جاننا کہ وقف کس طرح کرنا چاہیئے تاکہ وقف قاعدہ کے خلاف نہ ہو جائے۔ کیفیت وقف کی تفصیلاً متعدد صورتیں ہیں۔

(١) **وقف بِالْاِسْکَانُ**[1]:- یعنی حرف موقوف علیہ (جس حرف پر وقف کیا جائے

---

[1] اسکان کے لغوی معنیٰ سکون یعنی آرام دینا اور حرف کو بے حرکت کر دینا ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس) پر ایک زبر۔ ایک زیر۔ ایک پیش یا دو زبر۔ یا دو زیر۔ یا دو پیش ہوں۔ تو اس حرف کو بالکل ساکن کر کے وقف کرنا تاکہ حرکت کا ذرہ بھر شائبہ نہ رہے۔ اسکان۔ اشمام۔ روم ان تینوں قسموں میں اصل و عمدہ اور بہتر وقف بالاسکان ہی ہے[1] جس کی چار وجوہ ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ وقف راحت حاصل کرنے کے لیے عموماً سانس تنگ ہونے اور تھکنے کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اور ایسے موقع پر طبیعت خفیف (ہلکی) چیز کو چاہتی ہے۔ اور ثقیل (بھاری) چیز طبیعت پر گراں معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ سکون حرکت کا اشارہ کرنے کے مقابلہ میں خفیف ہے۔ نیز استراحت و آرام بھی پوری طرح سکون میں ہے۔ کیونکہ اس میں حرکت کی طرف ذرا بھی اشارہ نہیں کرنا پڑتا بخلاف روم و اشمام کے کہ روم میں کچھ حرکت اور اشمام میں اشارہ حرکت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور حرکت کا اشارہ سکون کے مقابلہ میں ثقیل ہوتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وقف ابتدا کی ضد ہے۔ اور ابتدا کرتے وقت حرکت ہوتی ہے۔ لہذا وقف میں حرکت کی ضد سکون ہونا چاہیئے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ وقف بالاسکان تینوں حرکتوں میں ہوتا ہے بخلاف روم و اشمام کے کہ روم صرف کسرہ اور ضمہ (زیر اور پیش) میں ہوتا ہے۔ اور اشمام صرف ضمہ میں ہوتا ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ وقف بالاسکان نقلاً بھی تمام قراء سے ثابت ہے بخلاف روم و اشمام کے کہ یہ سب قراء سے ثابت نہیں

---

[1] جیسا کہ علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں ؎

وَالْاِسْكَانُ اَصْلُ الْوَقْفِ وَهُوَ اشْتِقَاقُهُ ؛ مِنَ الْوَقْفِ عَنْ تَحْرِيْكِ حَرْفٍ تَعَزَّلَا. ترجمہ: اور اسکان وقف کی اصل ہے اور (یہ) اصطلاحی وقف (جو ہے) اس کا نکلنا (اور بننا) اَلْوَقْفُ عَنْ تَحْرِيْكِ حَرْفٍ تَعَزَّلَا سے ہے۔ اس عربی عبارت کے معنیٰ یہ ہیں کہ حرف کو اس حرکت دینے سے رک جانا جو اپنے مقام سے علیحدہ ہو گئی ہے یعنی حضراتِ قراء نے لفظ وقف کو الوقف عن تحریک حرف تعزّلا سے مختصر کیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اصطلاحی وقف۔ لغوی وقف سے لیا گیا ہے اور مناسبت یہ ہے کہ دونوں میں ترک پایا جاتا ہے لغوی وقف میں عام چیزوں میں سے کسی چیز کا ترک کرنا ہے اور اصطلاحی وقف میں حرکت کا ترک کرنا ہے۔ (عنایت رحمانی للعلامہ حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ) ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ صرف ابو عمرو بصریؒ۔ عاصم کوفیؒ۔ حمزہ کوفیؒ۔ کسائی کوفیؒ سے ثابت ہیں۔

فائدہ:۔ وقف بالاسکان اگر حروفِ قلقلہ (یعنی قُطْبُ جَدٍ) میں سے کسی حرف پر کیا جائے تو سکون میں قلقلہ کی ٹوٹتی ہوئی آواز خوب ظاہر کرنا چاہیے جیسے خُلِقَ ۝

تنبیہ:۔ وقف بالاسکان کی حالت میں اگر حرفِ موقوف (یعنی وقف والے حرف) سے پہلے سکونِ اصلی واقع ہو تو ایسی صورت میں اس بات کا بہت خیال رکھا جائے کہ جس حرف پر سکون اصلی ہے وہ مُتَحَرِّک (یعنی حرکت والا) نہ ہو جائے اور اگر کسی سے دونوں ساکن (یعنی ایک سکون اصلی اور دوسرا سکونِ وقفی) کوشش کے باوجود صحیح ادا نہ ہوں تو اس کو چاہیئے کہ حرف موقوف پر زیر یا پیش ہو تو وقف بالرَّوم کرے تاکہ سکون لازمی تام یعنی پورا ادا ہو ورنہ اگر حرکت آگئی تو لحن جلی ہو جائے گا اسی طرح اگر حرف موقوف علیہ ختم ہو گیا یعنی پڑھنے میں نہیں آیا تو بھی لحن جلی ہو گا جیسے وَاسْتَغْفِرْهُ کو وَاسْتَغْفِرُهْ اور فَسَبِّحْهُ کو فَسَبِّحْ وغیرہ اور اگر سکونِ عارضی صحیح ادا نہ ہو تو لحنِ خفی (یعنی چھوٹی غلطی) ہو گی۔

(۲) وقف بالاشمام[1]:۔ یعنی حرف موقوف علیہ (یعنی وقف والا حرف) مَضْمُوم و مَرْفُوع (یعنی پیش والا) ہو تو اس کو ساکن کر کے ہونٹوں سے ضمّہ کی طرف بغیر آواز کے اشارہ کرنا یعنی ہونٹوں کا اس شکل سے ملا کر گول کرنا جیسا کہ (نُرِی میں نون کا پیش) ادا کرتے وقت ہو جاتے ہیں ۔

اب سمجھ اشمام تحریک دولب قصد گویا ضم کا ہے اے باادب[2]

اشمام میں آواز بالکل نہیں ہوتی ہے اس بنا پر نابینا شخص اس کو معلوم نہیں کر سکتا کہ اس کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ کیونکہ اس میں ہونٹوں سے حرکت یعنی ضمّہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے، پس اگر اشمام میں آخری حرف کو پوری طرح ساکن نہ کیا یا ہونٹوں کو پوری طرح گول نہیں کیا یا حلقۂ شفتین تو کیا لیکن کچھ دیر سے کیا تو اس کو اشمام نہیں کہا جائے گا۔ اس کے علاوہ ضمہ کا اشارہ کرتے وقت یہ بھی ضروری

---

[1] اشمام کے لغوی معنیٰ سونگھنا یا سُنگھانا ۱۲ منہ [2] رسالہ تجوید القرآن منظوم ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ واؤ مدّہ کے برابر تاخیر نہ ہو جائے۔ کہ اس صورت میں اشمام صحیح نہیں ہوگا۔ اشمام صرف ضمہؔ اور رَفعؔ (یعنی پیش) میں درست ہے فَتحۃُ ونَصَبُ اور کَسْرۃ وجَرؔ[1] (یعنی زبر اور زیر) میں درست نہیں۔ فتحہ میں تو اس لیے نہیں کہ فتحہ مُنہ کے کھُلنے سے ادا ہوتا ہے اور اشمام ہونٹوں کے گول ہونے سے ادا ہوتا ہے اور یہ دونوں (یعنی مُنہ کا کھُلنا اور ہونٹوں کا گول ہونا) ضدیں ہیں جو ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں اور کسرہ میں اس لئے نہیں کہ کسرہ یار کے مخرج سے ادا ہوتا ہے۔ اور اشمام ہونٹوں سے لہٰذا ان دونوں میں بھی مناسبت نہیں ہے۔

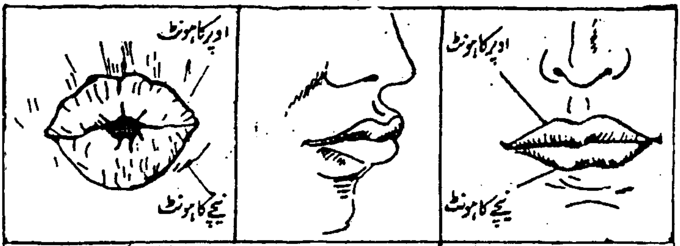

ہونٹوں کی اصلی حالت	اشمام کی حالت میں ہونٹوں کی صورت

(۳) **وقف بالرَّوم[2]:** یعنی حرف موقوف علیہ کی حرکت یعنی ضمہؔ ورفع اور کسرہ وجر کو ایسی خفیف یعنی ہلکی اور ضعیف یعنی کمزور آواز سے ادا کرنا کہ تہائی ⅓ کے انداز میں باقی رہے۔ روم کو صرف وہی شخص سن سکتا ہے۔ جو پڑھنے والے کے قریب ہو اور توجہ کے ساتھ قرأت سُن رہا ہو۔ پس بہرہ اور دور والا اور وہ شخص جو تلاوت کی طرف پورے

---

[1] حرکت دو طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) ایک لازمی اور بنائی جو مبنی میں آتی ہے اور عاملوں کے آنے سے بدلتی نہیں ہے جیسے عَادَ۔ هٰٓؤُلَآءِ۔ مِنْ قَبْلُ میں دال کا زبر ہمزہ کا زیر لام کا پیش (۲) اعرابی جو عاملوں کے آنے سے بدلتی رہتی ہے جیسے اِنَّ الْمَلَاَ۔ اِلَی الْمَلَاِ۔ قَالَ الْمَلَاُ۔ پس علم نحو والوں کی اصطلاح میں بنائی حرکات کو فتحہ، کسرہ، ضمہ کہتے ہیں اور اعرابی حرکات کو نصب۔ جر۔ رفع کہتے ہیں۔ لیکن قرأت میں اشمام وروم دونوں کے یا ایک کے منع ہونے میں سب کا ایک حکم ہے۔ متن میں تینوں حرکات کے دُو دُو نام لکھنا اس لیے ہے کہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ شاید دوسرے نام والی حرکات کا حکم اور ہوگا ۱۲ منہ

[2] روم کے لغوی معنیٰ ارادہ کرنا۔ چاہنا۔ ہلکا اور نرم کرنا ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طور پر متوجہ نہ ہو۔ گو نزدیک ہی ہو۔ یہ تینوں اشخاص روم کو محسوس نہیں کر سکتے ؂
روم ایک ہلکی سی ہوتی ہے صدا جس کو سن سکتا ہے یعنی پاس کا
روم ضمہ و رفع اور کسرہ و جر میں ہوتا ہے۔ فتحہ و نصب[1] میں نہیں ہوتا ہے کیونکہ فتحہ ہلکی حرکت ہے لہٰذا روم کے ذریعہ اس کو ہلکا اور کمزور ادا کرنا دشوار ہے۔ اس کو جس وقت بھی ادا کریں گے تو یہ اپنی خِفَّتُ (ہلکے پن) کی وجہ سے کامل یعنی پورا ہی ادا ہو گا بخلاف کسرہ اور ضمہ کے کہ ان دونوں میں ثِقْلُ (بھاری پن) ہے اس بنا پر ان میں روم ہو سکتا ہے۔

فائدہ :۔ روم اور اشمام کا فائدہ یہ ہے کہ حرف موقوف علیہ کے لیے جو وصل کی حالت میں حرکت تھی اس کو سامع (سننے والا) روم میں اور ناظر (دیکھنے والا) اشمام میں معلوم کر لیتا ہے اس لیے خِلْوَتْ (تنہائی) میں قرأت کرتے وقف بالاسکان ہی بہتر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں نہ تو روم اور اشمام کی ضرورت ہے اور نہ ہی ان کا فائدہ ظاہر ہو گا۔ البتہ اگر مشق کی غرض سے تنہائی میں اشمام و روم کے ساتھ وقف کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں یہ اشارہ حرکت فائدہ سے خالی نہیں ہو گا۔

تنبیہ :۔ ذیل کی تین صورتوں میں صرف وقف بالاسکان ہوتا ہے۔ وقف بالاشمام اور وقف بالرّوم بالکل منع ہیں۔

① گول تا، جو وقف کی حالت میں ہا سے بدل جاتی ہے جیسے مُؤْصَدَۃٌ ٥ حَامِیَۃٌ ٥ اور وجہ روم و اشمام نہ ہونے کی یہ ہے کہ حرکت تو تا پر ہوتی ہے۔ اور وہ بھی وصل کی حالت میں ہوتی ہے اور یہ ہا جو گول تا سے بدل کر آتی ہے محض ساکن ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ وقف میں تا کا عوض (یعنی بدل) بنتی ہے اور وقف میں حرکات

[1] نصب عام ہے حقیقۃً ہو یا حکماً تاکہ غیر منصرف کے جر کو بھی شامل ہو جائے جو فتحہ سے آتا ہے جیسا کہ بِاِبْرٰهِيْمَ اور بِاِسْحٰقَ میں ہے البتہ اگر نصب کو کسرہ سے ادا کیا جائے جیسا کہ جمع مؤنث سالم میں تو پھر روم درست ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معدوم (یعنی ختم) ہوجایا کرتی ہیں۔ پس جب خود تار ہی پر حرکت نہیں رہتی ہے تو ہار پر کس طرح آسکتی ہے۔ باقی رہی دراز (یعنی لانبی) تار چونکہ اس پر تار کے ساتھ ہی وقف ہوتا ہے جس پر حرکت ہے اس لیے اس میں روم واشمام دونوں جائز ہیں۔

② میم جمع یعنی کُمْ۔ تُمْ۔ ھُمْ، ھِمْ کا میم جیسے بِکُمُ الْعُسْرَ۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ۔ بِھِمُ الْاَسْبَابُ کا میم اس لیے کہ گو جمع کا میم اصل کے اعتبار سے ساکن نہیں ہے بلکہ ضمّہ والا ہے۔ لیکن اہلِ ادا اس کے سکون کو وقف کی حالت میں سکون لازمی شمار فرماتے ہیں اس لیے اس میں روم واشمام منع ہے۔

③ حرکت عارضی جو اجتماع ساکنَین یعنی دو ساکن جمع ہوجانے کی وجہ سے وصل کی حالت میں آتی ہے جیسے لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ اور اِشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ میں نونِ اول اور واؤ کی حرکت، اس لئے کہ جس دوسرے حرف ساکن کی وجہ سے پہلے ساکن پر حرکت آتی ہے وہ وقف میں پہلے ساکن سے جدا ہوجاتا ہے۔ جس کی وجہ سے پہلا حرف ساکن ہی رہتا ہے۔ مثلاً لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ اصل میں لَمْ یَکُنْ اَلَّذِیْنَ تھا جب دونوں کلموں کا وصل کیا تو ہمزۂ وصلی (جو الف کی شکل میں ہے) کلام کے درمیان میں ہونے کی بناء پر گر گیا جس کی وجہ سے اجتماع ساکنین واقع ہوگیا اِس طرح پر کہ ایک نون کا سکون اور دوسرا لام کا سکون اور عربی میں دو کلموں کے دو ساکن اکٹھے نہیں پڑھے جاسکتے۔ لہٰذا عربی کے قاعدہ کے موافق لفظ یَکُنْ کے نون سے زیر جُدا ہوجائے گا جس کی وجہ نون ساکن ہی رہے گا اس لئے کہ نون پر زیر لام کے سکون کی وجہ سے آیا تھا۔ پس جب حرکت ہی نہ رہی تو روم واشمام کس بنیاد پر کیا جائے ؎

؎ اور جو عارضی حرکت پہلے ساکن کی وجہ سے دوسرے ساکن حرف کو دی گئی ہو جیسے وَمَنْ یُّشَاقِّ اللّٰہَ میں قاف کی حرکت ہے تو اس میں روم واشمام درست ہیں کیونکہ وہ ساکن حرف جس کی بناء پر دوسرے ساکن حرف کو حرکت دی گئی ہے حالتین یعنی وصل اور وقف دونوں حالتوں میں باقی رہتا ہے۔ خلاصہ: یہ ہے کہ جو عارضی حرکت اجتماع ساکنَین کی وجہ سے آئے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ① جس میں ساکن حرف کو حرکت دینے کا سبب وصل میں تو باقی رہے لیکن وقف میں باقی نہ رہے (باقی اگلے صفحہ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ:۔ لفظ یَوْمَئِذٍ اور حِیْنَئِذٍ میں ذال کی حرکت عارضی ہے لہذا روم کرنا منع کرنا ہے[1]۔ اور لفظ کُلٍّ۔ کُلٌّ۔ غَوَاشٍ میں روم و اشمام درست ہیں[2]۔

فائدہ:۔ ہائے ضمیر[3] (یعنی ہٗ۔ ہُ۔ ہِ۔ ہٖ) کے بارے میں تین مذہب ہیں۔

① مطلقاً (یعنی ہر حالت میں) روم اور اشمام جائز ہیں۔

② مطلقاً روم اور اشمام ناجائز ہیں۔

③ روم اور اشمام میں تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ ہائے ضمیر کی سات صورتیں ہیں (۱) ہائے ضمیر (مضموم) سے پہلے ضمہ ہو جیسے اَمْرُهٗ (۲) ہائے ضمیر (مضموم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱) :۔ اور یہ وہ ساکن ہے جس پر دوسرے ساکن کی وجہ سے حرکت آئی ہو۔ ② جس میں ساکن حرف کی حرکت دینے کا سبب وصل میں بھی باقی رہے اور وقف میں بھی اور یہ وہ ساکن ہے جس کو پہلے ساکن کی وجہ سے حرکت دی گئی ہو۔ پس پہلی صورت میں یعنی جب دوسرے ساکن کے سبب پہلے ساکن پر حرکت آئی ہو تو اس حرکت میں روم و اشمام درست نہیں جیسے وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ میں دال کا زیر اور وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ میں واو کا پیش۔ اور اگر پہلے ساکن کے سبب دوسرے ساکن کو حرکت دی گئی ہو تو اس میں روم و اشمام درست ہیں جیسے حَيْثُ وغیرہ اس لیے کہ یہ عارضی حرکت لازمی حرکت کے حکم میں ہے کذا فی العنایات الرحمانیہ شرح الشاطبیہ ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ہذا :۔ [1] کیونکہ یہ اصل کے اعتبار سے يَوْمَئِذْ اور حِيْنَئِذْ تھے یعنی دونوں میں ذال ساکن تھی پھر جب ان کے آخر میں تنوین آئی تو دو ساکن جمع ہو گئے یعنی ایک ذال کا سکون اور دوسرا نون تنوین کا سکون۔ اس بنا پر ذال پر کسرہ دے دیا گیا اور وقف کی حالت میں تنوین حذف ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دو ساکن جمع نہیں رہتے اس لیے ذال اپنی اصلی حالت یعنی سکون کی طرف لوٹ آتی ہے لہذا اصلی ساکن کی طرح ان میں روم منع ہے۔ مختصر یہ کہ یہ دونوں لفظ بھی وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ وغیرہ والی صورت میں داخل ہیں صرف فرق یہ ہے کہ ان میں دوسرا ساکن متصل ہے اور وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ وغیرہ میں دوسرا ساکن منفصل ہے ۱۲ منہ [2] اس لیے کہ ان میں اصل کے اعتبار سے آخری حرف یعنی لام اور شین پر حرکت تھی بس ان میں تنوین حرکت پر داخل ہوئی ہے سکون پر نہیں اس لیے ان میں آخری حرکت کے اعتبار سے روم و اشمام کرنا بھی درست ہے ۱۲ منہ

[3] یعنی واحد مذکر غائب کی ضمیر متصل جس کو ہائے کنایہ بھی کہتے ہیں ۱۲ منہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے واؤ ساکن ہو (چاہے مدّہ ہو یا لین ہو) جیسے عَقَلُوْهُ۔ رَاَوْهُ۔ (۳) ہائے ضمیر (مکسور) سے پہلے کسرہ ہو جیسے بِاَمْرِهٖ (۴) ہائے ضمیر (مکسور) سے پہلے یار ساکنہ ہو (خواہ مدہ ہو یا لین) جیسے فِیْهِ۔ عَلَیْهِ (۵) ہائے ضمیر (مضموم) سے پہلے فتحہ ہو جیسے فَلَهٗ (۶) ہائے ضمیر (مضموم) سے پہلے الف ہو جیسے اٰخَاهُ۔ یَدٰاهُ (۷) ہائے ضمیر (مضموم) سے پہلے واو اور یار کے علاوہ کوئی حرف[1] ساکن ہو جیسے مِنْهُ۔ عَنْهُ۔ وَیَتَّقْهِ۔ ان سات صورتوں میں سے پہلی چار صورتوں میں (یعنی ہائے ضمیر سے پہلے ضمہ یا کسرہ یا واؤ ساکنہ یا یائے ساکنہ ہو تو) روم و اشمام نہیں ہیں اس لیے کہ ان صورتوں میں روم اور اشمام کرنے میں ثقل ہوگا۔ اور باقی تین صورتوں میں (یعنی ہائے ضمیر سے پہلے فتحہ یا الف ہو یا واؤ ساکنہ اور یائے ساکنہ کے علاوہ کوئی حرف ہو تو روم اور اشمام جائز ہیں۔ علامہ جزری رح فرماتے ہیں کہ میری رائے میں یہ (تفصیل والا) صحیح ترین مذہب ہے۔

فائدہ: حرف مُوْقُوْفْ عَلَیْہِ مُنَوَّنْ یعنی وہ وقف والا حرف جس پر تنوین (یعنی ۲ دو زیر یا ۲ دو پیش ہوں)، تو اس کی تنوین روم کی حالت میں گر جائے گی جیسے مَاْکُوْلٍ ○ لَکَنُوْدٌ ○ لہٰذا اس کی حرکت میں روم ہوگا۔ اسی طرح حرف مُوْصُوْلَہْ (یعنی ضمیر کی ہار) کا صلہ بھی روم کی حالت میں حذف ہو جائے گا جیسے قُرْاٰنَهٗ۔ رَبِّهٖ کیونکہ یہ دونوں یعنی تنوین اور صلہ ہا اس وقت آتے ہیں جبکہ ان کے ماقبل کی حرکت کامل (یعنی پوری) ادا ہو اور یہ ظاہر ہے کہ روم میں کامل حرکت نہیں ہوتی ہے بلکہ حرکت کا کچھ حصّہ ادا کیا جاتا ہے۔

تنبیہ: تَلَفُّظْ میں ہار کے بعد یائے مدّہ یا واؤ مدّہ زیادہ کرنے کو صِلَہْ کہتے ہیں۔

نوٹ: حرکتِ عارضی کا پہچاننا عربی کے جاننے پر موقوف ہے لہٰذا جو طلبا عزیز عربی سے واقف نہیں ہیں ان کو چاہیے کہ جہاں جہاں شبہ ہو کسی عربی داں قاری سے معلوم کر کے عمل کریں۔ اسی طرح ہائے ضمیر میں کہیں شبہ ہو تو اس کو معلوم کر لیں۔

④ **وقف بالابدال:** یعنی وقف والے حرف کو قاعدہ کے موافق کسی اور

[1] یعنی حرف صحیح ساکن ہو ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرف سے بدل کر پڑھنا۔

پس اگر حرف موقوف علیہ پر نصب کی تنوین ہو (یعنی دو زبر ہوں) تو اس کی تنوین کو الف سے بدل کر پڑھا جائے گا۔ چاہے مَنْصُوْبْ مُنَوَّنْ (یعنی جس حرف پر تنوینِ نصب یعنی دو زبر ہوں) کا الف مرسوم (یعنی لکھا ہوا) ہو یا نہ ہو جیسے اَفْوَاجًا سے اَفْوَاجَا اور سَوَآءً سے سَوَآءَا اور اگر موقوف علیہ تائے مُدَوَّرَہ (یعنی گول تار جو ہار کی شکل میں ہوتی ہے) ہو تو اس کو ہائے ساکنہ سے بدل کر پڑھا جائے گا جیسے اٰیَۃً سے اٰیَہْ کیونکہ وقف رسم الخط کے تابع ہے یعنی وقف میں اصل یہ ہے کہ جو کلمہ مَصَاحِف میں جس طرح لکھا ہوا ہے اس پر اسی طرح وقف کیا جائے خواہ وقفِ اختیاری ہو یا وقف اضطراری۔ البتہ کہیں اس کے خلاف بھی ہوتا ہے یعنی جس طرح کلمہ لکھا ہوا ہوتا ہے اس پر اُس طرح وقف نہیں کیا جاتا ہے (جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا) لہٰذا جن موقعوں پر وقف رسم کے خلاف منقول ہے وہاں رسم کے تابع وقف نہ کرنا چاہیے تاکہ نقل کی مخالفت نہ لازم آئے۔

فائدہ:۔ جو الف، واؤ کی شکل میں مَرْسُوْم (یعنی لکھا ہوا) ہو جیسے اَلرِّبٰوا میں با کے بعد کا الف ہے یا الف یا کی شکل میں مرسوم ہو جیسے فَسَوّٰی۔ مُوْسٰی۔ عِیْسٰی اَلْحُسْنٰی۔ اَلْعُسْرٰی وغیرہ ایسے کلمات پر اگر وقف کیا جائے گا تو اس کو وقف عَلَی الْاِبْدَالْ کہیں گے کیونکہ حرف موقوف (یعنی الف) واؤ اور یار کی شکل میں بدلا ہوا ہے۔

فائدہ:۔ تائے مَجْرُوْرَہ یعنی دراز تار پر چونکہ وقف تار کے ساتھ ہی ہوتا ہے اس لیے اس کو وقف عَلَی الْاَصْل کہیں گے۔

فائدہ:۔ دو کلمے اگر مَوْصُوْل (یعنی ملے ہوئے لکھے) ہوں جیسے اِنَّمَا اور بِئْسَمَا (کہ اِنَّ ایک کلمہ ہے اور مَا دوسرا کلمہ ہے اسی طرح بِئْسَ اور مَا دو کلمے ہیں) تو ایسے دو کلمۂ مَوْصُوْلَہ ایک کلمہ کے حکم میں ہیں لہٰذا رسم میں دونوں کلموں کا وَصْل (یعنی ملے ہوئے) ہونے کی وجہ سے ہمیشہ دوسرے کلمہ کے آخر پر وقف ہوگا۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو وقف عَلَی الْاَصْل کہیں گے۔
⑤ وقف بِالسُّکُوْن:۔یعنی جس حرف پر وقف کیا جائے وہ پہلے ہی سے ساکن ہو (وقف بالاسکان کی طرح عارضی نہ ہو کیونکہ ان دونوں وقفوں میں سکون اصلی اور سکونِ عارضی کا فرق ہوتا ہے) وقف بالسکون کی مثال وَانْحَرْ ہے۔ یہ وقف صرف حرفِ ساکن پر ہوتا ہے اس کو وقف بالاسکان نہیں کہنا چاہیئے۔ وقف بالسکون میں اس بات کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہیے کہ اس میں ذرا بھی حرکت نہ ہونے پائے ورنہ اگر حرکت ہوگئی تو لحن جلی (یعنی بڑی غلطی) ہو جائے گی۔ اسی طرح سکون میں تاخیر بھی نہ ہو ورنہ تشدید کے مشابہ ہو جائے گا جو غلط ہے۔
تنبیہ:۔ نون یا میم ساکن پر وقف کرنے کی حالت میں زائد غنہ سے احتراز کرنا چاہیے۔
⑥ وقف بالتَّشْدِیْد:۔یعنی جس حرف پر وقف کیا جائے وہ مُشَدَّد (یعنی تشدید والا) ہو جیسے اَیْنَ الْمَفَرُّ یہ وقف محض حرف مشدّد پر ہوتا ہے اس وقف میں حرف مشدّد کو ساکن کرتے ہوئے ایک حرف کی تاخیر مزید ادا کی جائے گی تاکہ تشدید پورے طور سے ادا ہو سکے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وقف بالتشدید میں (تشدید ہی کے حرفِ ساکن کے برابر) دو حروف کے برابر دیر ہوگی اور ادائیگی خوب مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ہوگی۔ لہٰذا اس کا بھی خوب دھیان رکھنا چاہیئے ورنہ مشدّد کی تشدید ادا نہ ہونے سے بھی لحن جلی لازم آئے گا۔
فائدہ:۔ وقف بالتشدید میں روم اور اشمام بھی جائز ہیں اگرچہ حرف موقوف علیہ مُنَوَّن (یعنی تنوین والا) ہو جیسے سَوِیٌّ وغیرہ۔
فائدہ:۔ نون یا میم مشدَّد پر وقف ہو تو ایک الف کے برابر غنّہ کرنا ضروری ہے اگرچہ روم یا اشمام کیا جائے یعنی اس صورت میں دو باتوں کا خیال رکھا جائے گا۔ ایک شدّہ (یعنی تشدیدہ) کی ادا کا۔ دوسرے غنّہ کی مقدار کا جیسے لَهُنَّ ج اور جَآنٌّ
تنبیہ:۔ بعض لوگ بحالتِ وقف لام و نون میں قلقلہ کر دیتے ہیں جو غلط ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑦ وقف بِالْاِظْہَار :- یعنی جس حرف پر وقف کیا جائے وہ مُدْغَم (یعنی ادغام والا) ہو کہ جس کا وصل کی حالت میں ادغام ہوتا ہو) یا مُخْفیٰ (یعنی اخفا والا) جیسے اِضْرِبْ۔ بِعَصَاكَ۔ يَلْهَثْ ذٰلِكَ۔ وَقُلْ۔ رَّبِّ میں بار۔ ثار اور لام پر اور وَلٰكِنْ كَانُوْا میں نون ساکن پر وقف کیا جائے۔ یہ وقف حرفِ مدغم اور حرفِ مخفیٰ پر ہوتا ہے۔

فائدہ :- جو اخفاء بِالْقَلْبُ یعنی اقلاب کی وجہ سے ہو اور وہاں وقف کیا جائے تو اس کو بھی وقف بالاظہار کہیں گے جیسے وَلٰكِنْ بَعُدَتْ میں نون ساکن پر وقف کیا جائے۔

⑧ وَقْفُ بِالْاِثْبَاتُ :- یعنی جس حرف پر وقف کیا جائے وہ حرفِ مد ہو اور وصل یعنی ملا کر پڑھنے کی حالت میں یا رسم یعنی قرآن شریف کی کتابت (للکھت) میں محذوف ہو۔ وصل میں تو محذوف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حرف پڑھا نہ جاتا ہو جیسے وَقَالَا الْحَمْدُ میں لام کے بعد کا الف۔ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ میں واوٗ مدّہ (یعنی دوسرے فار کے بعد کا واو) الَّذِی اؤْتُمِنَ میں یائے مدّہ کہ یہ حروف وصل کی حالت میں اجتماعِ ساکنین (یعنی دو ساکن جمع ہو جانے کے) سبب حذف ہو جاتے ہیں اسی طرح لفظ اَنَا[1] تمام قرآن شریف میں اور لٰكِنَّا سورہ کہف کے پانچویں رکوع میں اور اَلظُّنُوْنَا سورہ احزاب کے دوسرے رکوع میں اور اَلرَّسُوْلَا۔ اَلسَّبِيْلَا سورۂ احزاب کے آٹھویں رکوع میں اور سَلٰسِلَا۔ قَوَارِيْرَا (اول) سورہ دہر کے پہلے رکوع میں۔ ان سب کلمات کے آخری اَلِفَاتْ وصل میں نہیں پڑھے جاتے ہیں۔

اور رسم میں محذوف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حرفِ مد تَمَاثُلْ فِی الرَّسْم یعنی کتابت میں ہم شکل ہونے کی وجہ سے نہ لکھا گیا ہو جیسے تَرَآءَ الْجَمْعَانِ میں ہمزہ کے بعد الف اور تَلْوٗا میں ایک واو اور يُحْيِ میں ایک یار محذوف ہے پس جب ان حروفِ مدّہ محذوفہ کو ثابت رکھتے ہوئے وقف کیا جائے گا تو اس کو وقف بالاثبات کہیں گے۔ یہ وقف صرف حرفِ مدّہ کے ساتھ مخصوص ہے اور اس میں حرفِ مد

[1] یعنی اَنَا ضمیر مرفوع منفصل ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محذوفہ کا ثابت اور باقی رکھنا ضروری ہے۔

تنبیہ:۔ لفظ سَلٰسِلَا پر چونکہ الف کو حذف کر کے لام کے سکون کے ساتھ بھی وقف کرنا جائز ہے اس لیے حذف کی حالت میں وقف بالاثبات نہ کہیں گے۔

تنبیہ:۔ اَنَاسِیَّ ۔ اَنَابَ ۔ اَنَابُوْا۔ لِلْاَنَامِ اور عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ کا الف ہر حال میں پڑھا جاتا ہے۔

⑨ وقف بالحذف:۔ یعنی جو حرف وصل کی حالت میں ثابت ہو (یعنی پڑھا جاتا ہو) وقف میں اس کو حذف یعنی کم کر دینا جیسے فَمَآ اٰتٰنِیَ اللّٰهُ سورۂ نمل کے تیسرے رکوع میں (ایک قول کے موافق) یا کو حذف کر کے لفظ اٰتٰنِ کے نون پر وقف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح لفظ اَوْ یَعْفُوَا (سورہ بقرہ کے اکتیسویں رکوع میں) اور اَنْ تَبُوْٓءَا (سورہ مائدہ کے پانچویں رکوع میں) اور ثَمُوْدَا (سورۂ ہود کے چھٹے رکوع میں۔ سورۂ فرقان اور سورۂ عنکبوت کے چوتھے رکوع میں۔ سورۂ نجم کے تیسرے رکوع میں) اور لِتَتْلُوَا (سورۂ رعد کے چوتھے رکوع میں) اور لَنْ نَّدْعُوَا (سورہ کہف کے دوسرے رکوع میں) اور اَنْ اَتْلُوَا (سورۂ نمل کے ساتویں رکوع میں) اور لِیَرْبُوَا (سورۂ روم کے چوتھے رکوع میں) اور لِیَبْلُوَا ۔ وَنَبْلُوَا (سورۂ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے اور چوتھے رکوع میں) اور قَوَارِیْرَا (ثانی سورۂ دہر کے پہلے رکوع میں) جن کے آخر کے الفات رَسم میں ثابت ہیں لیکن قرأت یعنی پڑھنے میں ثابت نہیں۔ اسی طرح لفظ مِنْ تِلْقَآئِ (سورۂ یونس) وَاِیْتَآئِ (سورۂ نحل) جیسے کلمات جن کی یا آت مرسوم ہیں لیکن پڑھی کسی حال میں نہیں جاتی ہیں۔ ان تمام کلمات پر بھی وقف کرنے کو وقف بالحذف کہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فائدہ:۔ فَمَآ اٰتٰنِیَ اللّٰهُ میں لفظ اٰتٰنِ پر چونکہ یا ساکنہ کے ساتھ بھی وقف کرنا جائز ہے۔ لہٰذا اس صورت میں وقف بالحذف نہ کہنا ظاہر ہے۔

تنبیہ:۔ بِلِقَآئِ (سورۂ روم) جیسے کلمات پر وقف کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے کہ ہمزہ حذف نہ ہو جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) وقف بالالحاق:۔ یعنی سکتہ کی ہاء (جو اپنے ماقبل حرف کی حرکت ظاہر کرنے کے لیے ہوتی ہے) زیادہ کرنا۔ یہ ہاء بروایت حفصؒ سات کلمات میں آئی ہے۔ وہ کلمات سَبْعَہ یہ ہیں (۱) لَمْ یَتَسَنَّهْ سورہ بقرہ کی پینتیسویں ۳۵ رکوع میں (۲) اِقْتَدِهْ سورہ انعام کے دسویں رکوع میں (۳) کِتَابِيَهْ دو۲ جگہ (۴) حِسَابِيَهْ دو۲ جگہ (۵) مَالِيَهْ (۶) سُلْطَانِيَهْ یہ چاروں کلمات سورہ حاقہ کے پہلے رکوع میں (۷) مَاهِيَهْ سورہ قارعہ میں۔

فائدہ:۔ کلام عرب کے محاورہ میں کبھی کبھی وقف کی حالت میں ہاء ساکنہ (جس کو ہاء سکتہ کہتے ہیں) زیادہ کی جاتی ہے تاکہ وقف والے حرف کی حرکت باقی رہے اور خوب ظاہر رہے۔ مذکورہ ساتوں کلمات میں جو ہاء سکتہ ہے وہ اسی محاورۂ عرب کے موافق ہے۔

اسئلہ

(۱) کیفیتِ وقف کی تمام صورتیں مع اُن کی تعریفوں کے بیان کیجیے۔

(۲) اشمام میں واؤ مدّہ کے بقدر تاخیر کرنا کیسا ہے (۳) اشمام فتحہ و کسرہ میں کیوں درست نہیں

(۴) روم اور اشمام کتنی صورتوں میں ممنوع ہے تفصیل سے بتائیے۔

(۵) یَوْمَئِذٍ اور حِیْنَئِذٍ نیز کُلٌّ اور غَوَاشٍ میں روم اور اشمام درست ہے یا نہیں

(۶) ہائے ضمیر میں روم اور اشمام کے متعلق کیا کیا مذہب ہیں۔

(۷) روم میں تنوین اور ہائے ضمیر کا صلہ باقی رہتا ہے یا حذف ہوجاتا ہے۔

(۸) بحالتِ وقف تنوینِ نصب اور تاء مدوّرہ کو کس طرح پڑھا جائے گا۔

(۹) رسمُ الخط کی مطابقت صرف وقفِ اختیاری میں ضروری ہے یا وقفِ اضطراری میں بھی۔

(۱۰) وقف علی الابدال کی سات مثالیں دیجیے۔

(۱۱) تاء مجرورہ اور دو۲ کلمۂ موصولہ پر وقف کرنے کو کیا کہیں گے۔

(۱۲) وقف بالاسکان اور وقف بالسکون میں کیا فرق ہے۔

(۱۳) بحالتِ وقف سکون میں تاخیر کرنا کیسا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) حرف موقوف پر تشدید یا تنوین یا دونوں ہوں تو روم اور اشمام جائز ہے یا نہیں۔
(۱۵) حروفِ مُقلقلہ مشدّدہ پر وقف کیا جائے تو قلقلہ کب ظاہر ہوگا۔
(۱۶) نون اور میم مشدّدہ پر وقف کرنے کی حالت میں کن ۲ دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے
(۱۷) وقف بالاثبات میں حرفِ مد کا وصل اور رسم میں حذف ہونے کا کیا مطلب ہے۔
(۱۸) لفظ سَلٰسِلَا اور اٰتٰىنِۦَ (اللہ) نیز قَوَارِيْرَا پر وقف بالاثبات ہوگا یا وقف بالحذف۔
(۱۹) جن کلمات کے آخری الفات وصل یا کسی حال میں بھی نہیں پڑھے جاتے ہیں ان پر وقف اثبات کے ساتھ ہوگا یا حذف کے ساتھ۔
(۲۰) روایتِ حفصؒ میں وقف بالالحاق کے کتنے مواقع ہیں۔

۵ پانچواں سبق

اوقافِ سَبعہ کا بیان

اگرچہ اجمالی طور پر ذیل کے ساتوں قسم کے اوقاف کا بھی ذکر اوراق سابقہ میں ضمناً گذر چکا ہے لیکن طلبائے عزیز کے افادہ کی غرض سے اوقافِ سبعہ کے عنوان کے تحت یہاں کچھ تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔

(۱) وقفِ اِرسَال: یعنی وقف ایسے کلمہ پر کرنا کہ جس کا آخری حرف الف ہو چاہے یہ الف تنوین سے بدلا گیا ہو یا نہ بدلا گیا ہو جیسے تَوَّابًا ۞ اَخْبَارَهَا ۞ یا وقف والے کلمہ کا آخری حرف واؤ ساکن ہو (خواہ یہ واؤ ساکنہ مدّہ ہو یا لین ہو) جیسے تَعُوْلُوْا ۞ فَقَدِ اهْتَدَوْا ج یا اس کلمہ موقوفہ کا آخری حرف یار ساکن ہو (خواہ یہ مدہ ہو یا لین) جیسے جَنَّتِيْ ۞ مِنْهُمُ اثْنَيْ وغیرہ۔

پس وقف ارسال میں الف اور واؤ مدّہ اور یار مدّہ کی مقدار ایک الف کے برابر ہی رہتی ہے اور واؤ۔ یائے لین کی مقدار حروفِ مدہ سے کم رہتی ہے کیونکہ حروفِ مدہ زمانی ہیں کہ ان کے ادا کرنے میں وقت کا کچھ حصّہ صرف ہوتا ہے اور حرفِ لین قریبِ آنی ہیں کہ ان کے ادا کرنے میں حروفِ شدیدہ سے کچھ زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیر لگتی ہے۔ (تفصیل کتاب "تجوید المبتدی" میں ملاحظہ کرلیں)

فائدہ:۔ ارسال کے معنی لغت میں پہونچانے اور بھیجنے کے ہوتے ہیں۔ اس جگہ مراد یہ ہے کہ حرفِ موقوف کی آواز کو اس کی مقدارِ مُعَیَّنَہ تک پہونچانا کہ ذرا بھی کمی و بیشی نہ ہونے پائے۔ (تعلیم التجوید مؤلفہ ۱۳۲۳ھ)

② وقفِ مَدّ:۔ یعنی وقف والے حرف سے پہلے حرفِ مد یا حرفِ لین ہو جیسے وَالنَّاس ○ تَعْلَمُوْنَ ○ عَنِ النَّعِيْمِ ○ مِنْ خَوْفٍ ○ هٰذَا الْبَيْتِ ○

③ وقفِ قَصَر:۔ یعنی وقف والے حرف سے پہلے حرفِ مد یا حرفِ لین نہ ہو جیسے عَلَيْهِمْ ج اِذَا اَحْسَنَ ○

④ وقفِ تَنَفُّس:۔ یعنی وقف والے حرف میں نَفَس یعنی سانس کا جاری رہنا جیسے صَوَآفَّ ج يَلْهَثْ ط اَنْفُسُ الشُّحَّ ط مَاهِيَهْ ○ کہ ان سب حروفِ موقوفہ میں صفتِ ہمس کی وجہ سے سانس کا جاری رہنا پایا جاتا ہے اور صفت ہمس کا بیان کتاب "تجوید المبتدی" میں گذر چکا ہے۔

⑤ وقفِ ہَمْزَہ:۔ یعنی وقف والا حرف ہمزہ ہو اور اس پر تنوینِ نصب یعنی دو زبر نہ ہوں جیسے يَشَآءُ ط

⑥ وقفِ اضافت:۔ یعنی وقف والے کلمہ کے آخر میں ایسی یاء ہو جو قرآن شریف میں مَرْسُوْم یعنی لکھی ہوئی نہ ہو جیسے يَسْرِ ○ بِالْوَادِ ○ اَكْرَمَنِ ○ اَهَانَنِ ○ کہ ان چاروں کلمات کے آخر میں یاء ہے جو نہ تو قرآن پاک میں لکھی ہوئی ہے اور نہ ہی روایتِ حفصؒ میں یہ پڑھی جاتی ہے۔

تنبیہ:۔ ایسے کچھ کلمات ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب "رُسُوْمُ الْمُبْتَدِی" میں آئیں گے

⑦ وقفِ اصم:۔ یعنی وقف والا حرف مشدّد ہو جیسے رُدُّوْهَا عَلَيَّ ط

فائدہ:۔ اصم عربی میں بہرہ کو کہتے ہیں کہ وہ بلند آواز کو سنتا ہے۔ اس وقف میں چونکہ تشدید کی وجہ سے حرفِ موقوف پر قدرے زور دے کر پڑھا جاتا ہے اس مناسبت سے اس کو وقف اصم کہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

۵۰ کذا فی میزان التجوید ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۶ چھٹا سبق

بہ اعتبارِ مطابقت و مخالفتِ وصل و رسم وقف کا بیان

رسم اور وصل کی موافقت اور مخالفت کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں

① وقف، موافقِ وصل موافقِ رسم :- یعنی وقف، وصل اور رسم دونوں کے موافق ہو۔ یہ ہی وقف کلام پاک میں اکثر ہوتا ہے اور مثالیں اس کی ظاہر ہیں۔

② وقف، مخالفِ وصل مخالفِ رسم :- یعنی وقف، وصل اور رسم دونوں کے خلاف ہو جیسے دراز (یعنی لانبی) تا پر ہاء کے ساتھ وقف کرنا۔ (اس وقف کا وصل اور رسم کے خلاف ہونا ظاہر ہے کیونکہ وصل و رسم میں تاء ہے اور وقف میں ہا ہو جاتی ہے) لیکن یہ وقف روایتِ حفصؒ میں نہیں ہے بلکہ ابن کثیر مکیؒ وغیرہ کی قرأت میں پایا جاتا ہے لہذا اس کی تفصیل ان شاء اللہ الرحمٰن کتاب "قرآت المبتدی" میں آئے گی۔

③ وقف مخالفِ وصل موافقِ رسم :- یعنی وقف، وصل کے خلاف ہو اور رسم کے موافق ہو جیسے لفظ اَنَا۔ قَوَارِیْرَا (اول) کہ ان پر الف کے ساتھ وقف ہوتا ہے حالانکہ وصل میں یہ الف نہیں پڑھا جاتا ہے اور لفظ سَلٰسِلَا پر الف کے ساتھ وقف کرنے کے علاوہ بغیر الف کے بھی وقف کرنا جائز ہے لہذا الف کو ثابت رکھ کر وقف کریں گے تو یہ وقف مخالفِ وصل موافقِ رسم ہوگا کیونکہ اس صورت میں وصل کی مخالفت پائی جائے گی کہ وصل میں الف پڑھا نہیں جاتا ہے اور رسم کی موافقت پائی جائے گی کہ رسم میں الف مرسوم (یعنی لکھا ہوا) ہے اور اگر الف کو حذف کر کے وقف کریں گے تو موافقِ وصل مخالفِ رسم وقف ہوگا کیونکہ الف کو حذف کرنے کی صورت وصل کی موافقت پائی جائے گی اور رسم کی مخالفت پائی جائے گی۔

④ وقف، موافقِ وصل مخالفِ رسم :- یعنی وقف، وصل کے موافق اور رسم کے خلاف ہو جیسے ثَمُوْدَا۔ قَوَارِیْرَا (ثانی) کہ ان پر الف کے بغیر وقف ہوتا ہے حالانکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسم میں الف موجود ہے۔ اسی طرح لِتَسْتَوٗا اور یَسْتَحْیٖ جیسے حروف جو رسم میں موجود نہیں ہیں اُن پر بھی وقف، موافقِ وصل، مخالف رسم ہوگا اور لفظ اٰتٰنِۦَ اللّٰہ میں چونکہ یار کو وقف کی حالت میں ثابت رکھ کر اٰتٰنِیْ پڑھنا اور یار کو حذف کرکے اٰتٰنْ پڑھنا دونوں طرح اجازت ہے اس لیے یار کو ثابت رکھ کر پڑھنے کی صورت میں وقف، موافقِ وصل مخالفِ رسم ہوگا اور یار کو حذف کرکے پڑھنے کی حالت میں وقف، مخالفِ وصل موافقِ رسم ہوگا۔ فَافْهَمْ

اسئلہ

① اوقافِ سبعہ کی تعریفیں مع اُن کی مثالوں کے نیز وقفِ ارسال اور وقف اَصم کی وجہ تسمیہ بتائیے۔

② جو وقف، وصل اور رسم دونوں کے موافق ہو جیسے کِتٰبِیَهْ ۞ یا صرف رسم میں متحد ہو جیسے الظُّنُوْنَا تو ان پر وصل و رسم کی موافقت و مخالفت کے اعتبار سے کون سا وقف ہوگا۔

③ جو الف قراءۃ کے خلاف مرسوم ہو جیسے ثَمُوْدَا یا جو حرفِ مدہ غیر مرسوم ہو جیسے لِتَسْتَوٗا تو ان پر باعتبار موافقت و مخالفتِ وصل و رسم کون سا وقف ہوگا۔

④ بروایتِ حفصؒ وقف، مخالفِ وصل و رسم کتنی جگہ واقع ہے۔

⑤ سَلٰسِلَا۔ اٰتٰنِۦَ اور یُحْیٖ پر وقف، مخالفِ وصل موافقِ رسم ہوگا یا موافقِ وصل مخالفِ رسم ہوگا۔

۷ ساتواں سبق

وقف کی کیفیت سے متعلق قواعدِ تجوید کا بیان

قاعدہ ①:۔ وقف والی رائے ساکنہ سے پہلے حرف پر فتحہ یا ضمہ ہو تو وہ را پُر پڑھی جائے گی جیسے

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ ②:۔ وقف والی رائے ساکنہ سے پہلے یائے ساکن کے علاوہ کوئی حرف ساکن ہو اور اُس ساکن حرف سے پہلے فتحہ یا ضمہ ہو تو رار پُر پڑھی جائے گی جیسے لَیْلَةُ الْقَدْرِ۝ لَفِیْ خُسْرٍ۝ اور کسرہ ہو تو باریک ہوگی جیسے لِذِیْ حِجْرٍ۝

قاعدہ ③:۔ وقف والی رائے ساکنہ سے پہلے یائے ساکنہ ہو رار باریک پڑھی جائے گی خواہ یائے ساکنہ سے پہلے فتحہ ہو یا کسرہ جیسے خَیْرٌ۝ کَبِیْرٌ۝ (اور یار ساکنہ سے پہلے ضمہ کی مثال قرآن شریف میں کہیں نہیں پائی جاتی ہے)۔

قاعدہ ④:۔ وقف والی رار مُشَدَّدَہ سے پہلے فتحہ یا ضمہ ہو تو اسکان اور اشمام کی حالت میں رار کو پُر پڑھیں گے جیسے وَاَمَرُّ۝ بِضُرٍّ اور کسرہ ہو تو باریک پڑھیں گے جیسے مُسْتَمِرٌّ۝

قاعدہ ⑤:۔ وقف والی رار میں اگر روم کیا جائے تو وہ رار خود اپنی حرکت کے اعتبار سے پڑھی جائے گی یعنی ضمہ والی ہو تو پُر جیسے نَذِیْرٌ۝ اور کسرہ والی ہو تو باریک پڑھی جائے گی جیسے مُنْقَعِرٍ۝

قاعدہ ⑥:۔ وقف والی رار میں اگر اشمام کیا جائے تو اس کا حکم وقف والی رائے ساکنہ کی طرح ہے لہٰذا رار سے پہلے فتحہ یا ضمہ ہونے کی صورت میں رار کو پُر پڑھیں گے جیسے مُحْتَضَرٌ۝ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ۝ اور کسرہ کی حالت میں باریک پڑھیں گے جیسے مُنْتَصِرٌ۝

فائدہ:۔ لفظ فِرْقٍ (سورۂ شعرار رکوع ۴) کی رار وقف کی حالت میں بھی پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے لیکن پُر پڑھنا بہتر ہے۔

تنبیہ:۔ جو حروف ہمیشہ پُر پڑھے جاتے ہیں ان کی تفخیم کا وقف میں بھی پورا خیال رکھنا چاہیے جیسے عَلَیْهَا حَافِظٌ۝ بِرَبِّ الْفَلَقِ۝ وغیرہ۔

قاعدہ ⑦:۔ جو صفاتِ عارضہ وصل پر موقوف ہیں جیسے مدِ منفصل ادغام اخفار وغیرہ ان کو وقف کی حالت میں ادا نہیں کیا جائے گا بلکہ اس حرف کی (کہ جس میں صفت عارضہ ہے) صفتِ اصلی ادا کی جائے گی مثلاً مدِ منفصل کی جگہ قصر جیسے اِلَّآ اَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یُؤْمِنُوا میں اِلَّا کے الف پر اس لیے کہ مد کا جو سبب ہمزہ ہے وہ وقف میں جدا ہو جائے گا۔

تنبیہ:۔ بعضے لوگ حرف مد پر وقف کرتے وقت حرفِ مدّہ کی مقدار زیادہ کر دیتے ہیں جو بالکل غلط ہے اس کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ اسی طرح اس بات کا بھی خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ حرفِ مد کی مقدار میں کمی واقع نہ ہو جائے نیز حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا ہار کی آواز پیدا نہ ہو جائے ورنہ حرف کی زیادتی ہو جانے کی وجہ سے لحن جلی لازم آئے گی۔

قاعدہ ⑧:۔ اگر وقف والے حرف سے پہلے حرف مد یا حرف لین نہ ہو تو حرف موقوف پر زبر کی حالت میں صرف اسکان اور زیر کی حالت میں اسکان و روم اور پیش کی صورت میں اسکان و اشمام اور روم تین وجہیں ہوتی ہیں جیسے حَسَنًا۝ مَسَدٍ۝ اَحَدٌ۔

قاعدہ ⑨:۔ وقف والے حرف پر فتحہ ہو اور اس (وقف والے) حرف سے پہلے حرف مد یا حرفِ لین ہو جیسے اَلْعٰلَمِيْنَ اور اَلْيَوْمَ (کہ العٰلمین میں نون پر فتحہ ہے اور اس سے پہلے یا رمدّہ ہے اور اَلْيَوْمَ میں میم پر فتحہ ہے اور اس سے پہلے واؤ لین ہے) تو حرفِ مد یا حرف لین میں طول[۱] ۔ توسّط[۲] ۔ قصر[۳]، حرف موقوف کے اسکان کے ساتھ تینوں وجہیں جائز ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ حرفِ مدہ میں طول بہتر ہے اس کے بعد توسط پھر قصر اور حرف لین میں اس کے برعکس پہلا مرتبہ قصر کا ہے اس کے بعد توسط پھر طول۔ پس حرفِ مد میں طول سے قصر کی طرف آتے ہیں اور حرفِ لین میں قصر سے طول کی طرف جاتے ہیں۔ اب مثالیں ملاحظہ کریں۔ ؎

حرف مد کی وجوہ

① اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ (یار مدہ پر مدِ طول اور نون کو ساکن)

② اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ (یار مدہ پر مدِ توسط اور نون کو ساکن)

③ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ (یار مدہ پر قصر اور نون کو ساکن)

؎ مثالوں میں اشمام کی نشانی گول دائرہ (○) اور روم کی نشانی گول دائرہ ناقص (◠) ہوگی ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرف لین کی وجوہ ثلاثہ

(۱) لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۃ (واؤ لین پر قصر اور میم پر سکون)
(۲) لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۃ (واؤ لین پر توسط اور میم پر سکون)
(۳) لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۃ (واؤ لین پر طول اور میم پر سکون)

تنبیہ:۔ ہمزہ موقوفہ (یعنی وقف والے ہمزہ) کا بیان علیحدہ آگے آئے گا۔

قاعدہ ⑩:۔ وقف والے حرف پر کسرہ ہو اور اس سے پہلے حرفِ مد یا حرفِ لین ہو جیسے اَلرَّحِيْمِ ۝ اور اَلْبَيْتِ ۝ تو اس میں چار وُجُوہ جائز ہیں یعنی طول۔ توسط قصر تینوں اسکان کے ساتھ پھر قصر روم کے ساتھ۔ اور روم کے ساتھ مد توسط اور طول اس لیے صحیح نہیں ہے کہ مد کے واسطے حرفِ مد یا حرفِ لین کے بعد مد کا سبب یعنی سکون ہونا ضروری ہے اور روم میں حرف موقوف پر سکون نہیں ہوتا بلکہ حرکت ہوتی ہے جو خفی صُوت (یعنی ہلکی آواز) سے ادا کی جاتی ہے کہ تہائی کے انداز میں معلوم ہو۔ چاروں وجہوں کی مثالیں یہ ہیں۔

حرف مد کی وجوہ اربعہ

(۱) اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (یا رمدہ میں طول اور میم کو ساکن)
(۲) اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (یا رمدہ میں توسط اور میم کو ساکن)
(۳) اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (یا رمدہ میں قصر اور میم کو ساکن)
(۴) اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (یا رمدہ میں قصر اور میم کے کسرہ میں روم)

حرف لین کی وجوہ اربعہ

(۱) فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ (یا رلین میں قصر، تا ر پر سکون)
(۲) فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ (یا رلین میں توسط، تا ر پر سکون)
(۳) فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ (یا رلین میں طول، تا ر پر سکون)
(۴) فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ (یا رلین میں قصر تا ر کے کسرہ میں روم)

قاعدہ ⑪:۔ وقف والے حرف پر ضمہ ہو اور اُس سے پہلے حرفِ مد یا حرفِ لین ہو جیسے نَسْتَعِيْنُ ۝ خَيْرٌ ۃ تو اس میں سات وجوہ جائز ہیں یعنی طول۔ توسط۔ قصر اسکان کے ساتھ پھر یہی تینوں (یعنی طول۔ توسط۔ قصر) وقف والے حرف کی حرکت یعنی ضمہ کے) اشمام کے ساتھ پھر قصر روم کے ساتھ اور مثالیں یہ ہیں:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفِ مد کی وجوہ سبعہ

(۱) اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ (یا رمدہ میں طول، نون کو ساکن)
(۲) اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ (یا رمدہ میں توسط، نون کو ساکن)
(۳) اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ (یا رمدہ میں قصر، نون کو ساکن)
(۴) اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ (یا رمدہ میں طول، نون کے ضمہ میں اشمام)
(۵) اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ (یا رمدہ میں توسط، نون کے ضمہ میں اشمام)
(۶) اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ (یا رمدہ میں قصر، نون کے ضمہ میں اشمام)
(۷) اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ (یا رمدہ میں قصر، نون کے ضمہ میں روم)

حرفِ لین کی وجوہ سبعہ

(۱) قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ ہُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ ؕ (یا رلین میں قصر، رار کو ساکن)
(۲) قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ ہُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ ؕ (یا رپر توسط، رار کو ساکن)
(۳) قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ ہُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ ؕ (یا رپر طول، رار کو ساکن)
(۴) قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ ہُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ ؕ (یا رلین میں قصر، را کے ضمہ میں اشمام)
(۵) قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ ہُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ ؕ (یا رپر توسط، ضمہ را میں اشمام)
(۶) قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ ہُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ ؕ (یا رپر طول، ضمہ رار میں اشمام)
(۷) قَالَ اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ ہُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ ہُوَ خَیۡرٌ ؕ (یا رلین میں قصر، ضمہ را میں روم)

قاعدہ (۱۲):۔ وقف والے حرفِ ہمزہ پر اگر فتحہ ہو اور اس سے پہلے حرفِ مد ہو جیسے اَوۡلِیَآءَ ؕ تو اس میں دو وجہ ہیں یعنی طول اور توسط اسکان کے ساتھ۔ دونوں کی مثالیں یہ ہیں:۔

متصل

(۱) اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ (یا رمدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقفی کی دو وجہیں

پر طول اور ہمزہ پر سکون)

② اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ط (یا، مدہ پر توسط اور ہمزہ پر سکون)

فائدہ:۔ جب مد متصل پر وقف کیا جائے گا تو ہمزہ ساکن ہو جانے کی وجہ سے مدِ عارض کا بھی قاعدہ پایا جائے گا جس میں طول و توسط اور قصر تینوں وجوہ جائز ہوتی ہیں لہذا اب مد متصل وقفی سے چار وجوہ نکلیں گی یعنی ایک تو مد متصل کی وجہ توسط اور تین وجوہ مد عارض کی جن میں سے مد متصل کا توسط اور مد عارض کا طول یہ دونوں وجہیں جائز ہیں بلکہ بہتر ہیں اور مد عارض کا توسط جائز ہے لیکن بہتر نہیں اور مد عارض کا قصر جائز ہی نہیں۔ اسی طرح مد لازم کلمی مثقل وقفی میں بھی مد عارض کی تینوں وجہیں نکلتی ہیں لیکن مدِ عارض کے طول سے مد لازم ہی کا طول بہتر ہے لہذا ادائیگی کے وقت یہ نیت کر لینا چاہیے کہ میں مد لازم کا طول ادا کر رہا ہوں باقی مد عارض کا توسط و قصر جائز نہیں ہیں۔ اور مد لازم کلمی مثقل وقفی کی مثالیں صَوَآفَّ ج جَآنٌّ ج ہیں۔

قاعدہ ⑭:۔ ہمزہ موقوفہ (یعنی وقف والے ہمزہ) پر اگر کسرہ ہو اور اس سے قبل حرفِ مد ہو جیسے قُرُوْٓءٍ ط تو تین وجوہ جائز ہیں یعنی حرفِ مد کا طول اور توسط ہمزہ کے اسکان کے ساتھ، پھر توسط روم کے ساتھ۔ اور روم کے ساتھ حرفِ مد میں طول صحیح نہ ہونے کی وجہ ظاہر ہے اور وہ یہ کہ روم حکم میں وصل کی طرح ہے لہذا روم میں صرف وہی وجہ جائز ہوتی ہے جو وصل کی حالت میں درست ہو اور بحالت وصل مد متصل میں طول صحیح نہیں بلکہ صرف توسط ہے اس لیے روم میں بھی فقط توسط رہا۔ تینوں وجوہ کی مثالیں یہ ہیں:۔

ہمزہ مکسورہ وقفی کی تین وجوہ

① وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ط (واؤ مدہ پر طول اور ہمزہ پر سکون

② وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ط (واؤ مدہ پر توسط اور ہمزہ پر سکون

③ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ط (واؤ مدہ پر توسط اور ہمزہ کے کسرہ میں روم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاعدہ⑭: ہمزہ موقوفہ پر اگر ضمہ ہو اور اس سے پہلے حرفِ مد ہو جیسے اَمِ السَّمَآءُ ط تو پانچ وجوہ جائز ہیں یعنی حرفِ مد کا طول اور توسط ہمزہ کے اسکان کے ساتھ حرفِ مد کا طول و توسط ہمزہ کے ضمہ کے اشمام کے ساتھ پھر حرفِ مد کا توسط ضمۂ ہمزہ کے روم کے ساتھ۔ مثالیں یہ ہیں:۔

منفصل وقفی کی وجوہ خمسہ

① ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ط (الف پر طول اور ہمزہ پر سکون)
② ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ط (الف پر توسط اور ہمزہ پر سکون)
③ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ط (الف پر طول اور ہمزہ میں اشمام)
④ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ط (الف پر توسط اور ہمزہ میں اشمام)
⑤ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ط (الف پر توسط ضمۂ ہمزہ میں روم)

قاعدہ⑮: اگر وقف والے ہمزہ پر کسرہ ہو اور اس سے پہلے حرفِ لین ہو جیسے لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ج اس میں چار وجوہ جائز ہیں جو دسویں قاعدہ کے تحت لفظ اَلْبَيْتِ میں گذر چکی ہیں یعنی قصر توسط طول اسکان کے ساتھ پھر قصر روم کے ساتھ اور اگر ہمزہ موقوفہ پر ضمہ ہو جیسے لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ط تو اس میں سات وجوہ جائز ہیں جو گیارہویں قاعدہ میں لفظ خَيْرٌ ط میں گذر چکی ہیں یعنی قصر، توسط، طول اسکان کے ساتھ پھر قصر، توسط، طول اشمام کے ساتھ پھر قصر روم کے ساتھ حاصل یہ نکلا کہ اگر حرف موقوف ہمزہ ہو اور اس سے پہلے حرفِ لین ہو تو اس صورت میں بھی بعینہٖ یعنی بالکل وہی وجوہ نکلتی ہیں جو کہ اس وقت نکلتی ہیں جب کہ حرف موقوف علیہ ہمزہ کے علاوہ کوئی دوسرا حرف ہو۔

تنبیہ:۔ مد کی جو وجہیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے جس وجہ کو چاہے پڑھا جاسکتا ہے لیکن یہ خیال رہے کہ جس جگہ جو وجہ اور جس وجہ کی جو مقدار پہلی جگہ اختیار کی جائے (مثال کے طور پر مد عارض میں پانچ الف مقدار والاطول) تو اسی کو آخر تک باقی رکھنا چاہیے۔ نیز مد کی سب وجوہ کو ایک ہی جگہ (مثلاً رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ کی یا پر طول۔ توسط قصر تینوں کو) جمع نہ کرنا چاہیے۔ نیز ایک ہی قسم کے مد جمع ہو جانے کی حالت میں سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدوں کی مقداروں میں مساوات یعنی برابری رہنا چاہیے مثلاً الْعٰلَمِيْنَ پر طول کیا ہے تو الرَّحِيْمِ ۝ پر بھی طول اس طرح توسط کے ساتھ توسط اور قصر کے ساتھ قصر) نیز دو یا کئی قسم کے مد جمع ہو جانے کی صورت میں قوی مد کی مقدار سے ضعیف مد کی مقدار زیادہ نہ ہونا چاہیے (مثلاً الرَّحِيْمِ پر توسط اور قُرَيْشٍ ۝ پر طول) کہ یہ جائز نہیں۔ باقی تمام مدود یعنی مد لازم[۱] متصل[۲]۔ عارض[۳] وقفی منفصل[۴]، لین لازم[۵] لین[۶] عارض کی مقداریں وغیرہ کتاب تجوید المبتدی میں گذر چکی ہیں۔

نوٹ:۔ وقفی وجوہ وغیرہ کی مزید تفصیل ان شاء اللہ الرحمن رسالہ "فوائد المبتدی" میں آئے گی کیونکہ یہاں بالتفصیل لکھنے سے یہ کتاب زیادہ طویل ہو جائے گی۔

۸ آٹھواں سبق

آیات اور وقف کی علامات کا بیان

محلِ وقف (یعنی وقف کی جگہ) کا پہچاننا کہ وقف کرنا کس جگہ صحیح ہے اور کہاں صحیح نہیں اس کا معلوم ہونا عربی جاننے پر موقوف ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص علم عربی اور قرآن کریم کے معنوں اور مطلبوں سے واقف نہیں ہوتا ہے لہذا آسانی کے واسطے اس فن کے زبردست عالم حضرت امام جعفر ابن طیفور سجاوندی غزنوی علیہ الرحمۃ نے وقف کی پانچ قسمیں (یعنی وقف (۱) لازم جو مرتبہ میں اقویٰ یعنی بہت قوی ہے (۲) وقف مطلق، جو مرتبہ میں قوی ہے (۳) وقف جائز، جو مرتبہ میں احسن یعنی عمدہ ہے (۴) وقف مرخص، جو مرتبہ میں ضعیف ہے۔ وقف (۵) مُجَوَّز، جو مرتبہ میں اضعف ہے) قرار دے کر ان کی پانچ نشانیاں مقرر فرمادی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں نقطے اور اعراب سہولت کی غرض سے لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ ان علامات کی وجہ سے بہت سہولت ہوگئی ورنہ اگر یہ علامتیں نہ ہوتیں تو عوام کو بہت دقت اور پریشانی ہوتی کیونکہ وہ وقف کرنے، نہ کرنے کے مواقع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہچان ہی نہ سکتے تھے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اس فن کے کامل اور ماہر کلام اللہ شریف میں رموز وعلامات وضع فرمادیں۔ لہذا بعض حضرات کا ان رموز کے لکھنے اور ان پر وقف کرنے کو بدعت فرمانا صحیح نہیں پس ضرورت کے وقت آیات اور وقف کی علامات ہی پر وقف کرنا چاہیے اور وہ یہ ہیں:۔

❶ ○ :۔ یہ گول حلقہ آیت پوری ہونے کی نشانی ہے یعنی جہاں آیت ختم ہوتی ہے وہاں پورا جملہ ''اٰیَةٌ'' لکھنے کے بجائے اختصار کی غرض سے صرف یہ علامت لکھ دیتے ہیں اسی وجہ سے اس علامت ہی کو آیت کہتے ہیں۔ یہ اصل میں ''آیت'' کی گول تا ہے جس نے بالکل ہی گول دائرہ کی شکل اختیار کرلی ہے آیات کے مقامات اللہ رب العزت کے حکم سے مقرر ہوئے ہیں اور قرآن مجید کی قرأت کی طرح یہ بھی توقیفی اور صحیح نقل سے ثابت ہیں لیکن یہ وقف کرنے کی غرض سے نہیں ہیں بلکہ ان کے اغراض ومقاصد اور ہیں۔ مثال کے طور پر مقفیٰ اور موزوں عبارت کا بتانا (مقفیٰ وموزوں کلام اس کو کہتے ہیں کہ جس کے آخر میں ایک ہی طرح کا حرف یا ایک ہی ترتیب ہو جیسے سورۂ فاتحہ میں اَلْعٰلَمِیْنَ○ اَلرَّحِیْمِ○ الدِّیْنِ○ نَسْتَعِیْنُ○ اَلْمُسْتَقِیْمَ○ اَلضَّآلِّیْنَ○ اسی طرح سورہ اخلاص وغیرہ کی آیتیں) کیونکہ اگر آیات لِغَرَضِ وقف ہوتیں تو ان پر وقف کی علامت لکھنے کی ضرورت تھی اور نہ وصل کی علامت بتانے کی ضرورت تھی مگر پھر بھی وقف کی علامات کے مقابلے میں آیات پر وقف کرنا بہتر اور اپنے آقا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہے جو ثواب کا باعث ہے کیونکہ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہر آیت پر وقف فرماتے تھے۔ حدیث کی مشہور کتاب ''بیہقی'' کے مصنفؒ وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے چنانچہ شعب الایمان میں فرماتے ہیں کہ رُءُوسِ آیٔ یعنی آیتوں کے سروں پر وقف کرنا افضل ہے۔ اگرچہ وقف والے کلام کا بعد والے کلام سے تعلق ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اُسوہ ہے اور اس کی اتباع اولیٰ ہے[۱]،،
البتہ لام الف والی آیتوں[۵] پر وقف کرنے میں بعض حضرات کا اختلاف ہے[۲]۔

فائدہ ۴: کسی جگہ اگر آیت کا ظاہر کرنا ہی مقصود ہو تو اس صورت میں وقف کرنا ضروری ہے۔

فائدہ ۵: جو آیتیں ہم مثل اور ہم وزن ہیں جیسے سورۃ الجن۔ سورۃ المدثر۔ سورۃ الانفطار سورۃ الانشقاق اور سورۃ الشمس وغیرہ میں تو ان آیات پر سجع کی رعایت کی وجہ سے بھی وقف بہتر سمجھا گیا ہے لیکن بعض حضرات نے اس خیال اور نظریہ سے کہ فواصل (یعنی آیتوں) کا وزن حسین اور خوبصورت معلوم ہو رؤس آیات پر وقف کرکے پڑھنے کو غیر مستحسن فرمایا ہے (اور مقامات سجع غیر آیات پر بھی واقع ہیں جیسے لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ مگر آیات مسجّع قرآن شریف میں بہ کثرت ہیں۔

---

[۱] تسہیل القواعد [۲] فائدہ ۵: جن رؤس آیات پر وقف تام یا وقف کافی ہو ان پر تو وقف کرنے کی اولیت وفضیلت مسلّم اور اجماعی ہے، البتہ وہ آیات جن پر وقف حسن ہو محل اختلاف ہیں (کہ ان آیات پر وقف کرنا بہتر ہے یا وصل کرتے ہوئے وقفِ تام یا وقفِ کافی تک پڑھنا افضل ہے) مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ یہ تین آیات ہیں لیکن ترکیب کے اعتبار سے یہ تینوں آیتیں ایک فقرہ ہے تو جو حضراتِ اکابر آیات پر وقف کرنے کو مطلقاً احب و مستحسن قرار دیتے ہیں ان کے یہاں اس عبارت میں پہلی دو آیتوں پر بھی وقف کرنا بہتر ہے پس علامہ سجاوندیؒ اور صاحب الخلاصۃؒ وغیرہ کے نزدیک ان مواقع پر وصل مختار ہے اس لیے علامہ سجاوندیؒ نے ان رؤس آیات اور ان کے مثل مواقعات پر علامت لا تحریر فرمائی ہے۔ پس رؤس آیات پر اگر وقف بخیالِ ادائے سنت ہو یا سامعینِ کلام اللہ شریف کے سامنے رؤس آئی کی وضاحت کرنا مقصود ہو تو اس صورت میں آیات ہی پر وقف کیا جائے (اگرچہ معنیٰ پورے نہ ہوتے ہوں) ورنہ معنیٰ کی رعایت کے ساتھ ہی وقف کرنا بہتر ہے۔ کذا فی الجواہر النقیہ مؤلفہ استاذ القراء حضرت مولانا الحافظ القاری المقری اظہار احمد صاحب تھانوی مدظلہٗ ۱۲ [۵] یعنی جہاں بعد والے کلام سے لفظی تعلق ہو ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:- آیاتِ قرآنیہ میں سے صرف فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۝ پر وقف کرنے سے حضراتِ علماء کرام منع فرماتے ہیں[1]۔ لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے وقف ہو جائے تو پھر آگے سے ابتداء بھی کر سکتے ہیں۔

فائدۂ زائدہ:- معلوم ہو کہ آیاتِ قرآنیہ کا شمار ان گیارہ[11] حضرات سے منقول ہے۔

(۱) حضرتِ امام یزیدؒ بن قعقاع مدنی (جو قرأتِ عشرہ کے آٹھویں امام ہیں)

(۲) شیخ شَیۡبَہ بن نَصَّاحُ مدنیؒ (جو حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد فرمائے ہوئے غلام تھے)۔

(۳) حضرت امام نافع بن عبد الرحمٰن مدنیؒ (جو قرأت کے پہلے امام ہیں)۔

(۴) حضرت اسمٰعیل بن جعفر مدنیؒ

(۵) حضرت مُجاہد بن جُبیر مکیؒ

(۶) حضرت عبد اللہ بن حبیب سلمی کوفیؒ

(۷) حضرت عاصم بن عجاز جحدری بصریؒ

(۸) شیخ ایوب بن مُتوکّل بصریؒ

(۹) حضرت عبد اللہ بن عامر یَحۡصُبی شامیؒ

(۱۰) شیخ یحییٰ بن حارث ذماری شامیؒ

(۱۱) شیخ شُرَیۡح بن یزید حَضرمی حِمۡصِیؒ

لیکن اب جو قرآن پاک میں آیتوں کے گول نشانات لگے ہوئے ہیں وہ کوفی شمار کے مطابق ہیں اور اس کوفی عدد کی مطابقت صرف انھیں مصاحف (یعنی قرآن کریم) میں نہیں جن میں نقطے اور اعراب وغیرہ روایتِ حفصؒ کے موافق ہیں بلکہ احقر نے قالونؒ اور ورشؒ کی روایت والے مصاحِف میں بھی اسی شمار کی مطابقت پائی۔ پس کوفی شمار کے اعتبار سے قرآنِ حکیم کی کل آیات چھ ہزار دو سو چھتیس [٦٢٣٦] ہیں۔ اور سنداس عدد کی دو طرح پر ہے۔ ایک تو یہ کہ سُلَیۡم ابن عیسیٰ حَنَفِی نے حضرت امام حمزہؒ کے واسطے سے اِبۡنِ اَبِی لَیۡلیٰ سے اور ابن ابی لیلیٰ نے حضرت امام ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن حبیب سُلمی کوفیؒ سے (جن کا نام نمبر ٦ میں گذرا ہے) اور اُنھوں نے سیدنا حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وَجۡہَہٗ سے نقل فرمایا ہے۔ اور دوسری سنداس شمار کی یہ ہے کہ سُفیان نے

---

[1] کیونکہ اس جگہ وقف کرنے سے وعید نمازیوں کے لیے ہو جاتی ہے حالانکہ وعید ان نمازیوں کے واسطے جو کہ اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں (یعنی ترک کر دیتے ہیں) ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَبْدُ الْاَعْلٰی رح سے اور اُنھوں نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سُلمی کوفی (مَذْکُوْر) سے اور حضرت موصوف نے سیّدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا ہے۔

تنبیہ:- بعض قرآنوں[1] میں سورۂ انعام کی تہترویں[2] آیت میں کُنْ فَیَکُوْنُ ۵ پر گول آیت بنی ہوئی ہے جو غلط ہے کیونکہ کوفی شمار میں یہاں آیت نہیں ہے۔

❷ ۵:- یہ پانچ کا ہندسہ بھی آیت پوری ہونے کی علامت ہے۔ لیکن کوفی شمار میں یہاں آیت نہیں ہے بلکہ جہاں کوفی شمار کے علاوہ دوسرے کسی شمار میں آیت ہے وہاں اکثر جگہ یہ ہندسہ ہوتا ہے۔ پس اس نشانی پر آیت کے خیال سے وقف کر سکتے ہیں باقی یہ کہنا کہ حضرت امام عاصم صاحب رح کی قرأۃ میں اس جگہ آیت نہیں صحیح نہیں ہے۔

تنبیہ:- سورۂ بروج میں اَلْاَنْهٰرُ ۵ پر یہ ہندسہ لکھنا صحیح نہیں ہے (کیونکہ یہاں کسی شمار میں بھی آیت نہیں[2] ہے)

فائدہ:- واضح ہو کہ قرآن کریم کی آیات کے بارے میں جو مختلف تعدادیں ہیں وہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی تعلیم فرمائی ہوئی ہیں چنانچہ امام قرأۃ حضرت عاصم صاحب رح نے اپنے شیخ امام زِرّ بن حُبَیْش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے واسطے سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان عالی نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ہمارا ایک سورۃ کی آیات میں اختلاف ہوا سو بعض نے کہا کہ تیس آیتیں ہیں اور بعض اس طرح بولے کہ نہیں تیس ہیں۔ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی اطلاع دی تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے چہرۂ انور کا مبارک رنگ مُتغیّر ہو گیا (یعنی ناراضگی کے آثار ظاہر ہوئے) آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ سے آہستہ سے کچھ بات فرمائی۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ حضور صلی اللہ

---

[1] مراد اس سے تاج کمپنی پاکستان وغیرہ کے بعض قرآن ہیں ۱۲ منہ [2] تبصرہ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حکم فرما رہے ہیں کہ قرآن مجید کو اسی طرح پڑھو جس طرح تمھیں سکھایا گیا ہے۔

اس روایت سے جہاں آیات کا توقیفی ہونا اور ان کا شمار معلوم ہوا وہاں یہ بھی خوب واضح ہو گیا کہ بعض مواقع ایسے بھی ہیں کہ وہاں پر بعض نے آیت شمار کی اور بعض نے نہیں شمار کی۔ بس اگر یہ اختلاف صحیح نہ ہوتا اور یہ تعدادیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سکھائی ہوئی نہ ہوتیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کسی عدد کو ختم فرما کر اختلاف کو رفع فرما دیتے۔ (ہدایات الرحیم)

اور آیات میں اختلاف ہونے کا سبب یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاوت فرماتے وقت آیت کے تعین اور وقف کی اجازت کی غرض سے تمام آیات کے سروں پر وقف فرماتے تھے[1] پھر جب سننے والوں کو ان مواقع کا علم ہو جاتا تھا تو بعد میں معنیٰ کی رعایت فرمانے کی بنا پر ان میں سے بعض مواقع میں وصل بھی فرما لیتے تھے جس کی وجہ سے نیا سننے والا یہ خیال کر لیتا تھا کہ یہاں آیت کا سرا نہیں ہے۔ پس جن حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے وقف فرماتے ہوئے سُنا وہ آیت کے قائل ہوئے اور انھوں نے آیت کو روایت کیا اور جن حضرات کو وقف فرمانے کا علم نہیں ہوا بلکہ انھوں نے وصل فرماتے ہوئے سنا تو وہ آیت کے قائل نہیں ہوئے اور انھوں نے آیت قرار نہیں دی۔ پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرات تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے قرآن کریم حاصل کیا تو جن حضرات تابعینؒ نے آیت کو روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ سے قرآن حکیم کو پڑھا اور نقل کیا وہ آیت کے قائل ہوئے یعنی انھوں نے آیت کو روایت کیا۔ اور جن حضرات تابعین نے آیۃ نہ ماننے والے حضرات صحابہ کرامؓ سے قرآن حکیم پڑھا اور نقل کیا وہ آیت

---

[1] کیونکہ اگر آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہر ہر آیت پر وقف نہ فرماتے تو جن رؤس آیات کو مابعد سے تعلق ہے وہاں وقف کرنا کیوں جائز ہوتا اس لیے کہ محل وقف کے واسطے تعلق اعرابیہ کا انقطاع ضروری ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے قائل نہیں ہوئے۔ وَاللّٰہُ تَعَالیٰ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

۹ نواں سبق

علاماتِ وقف کا تفصیلی بیان

۱ م: یہ وقف لازم کا مختصر ہے (یعنی وقف لازم لکھنے کے بجائے صرف یہ میم بنا دیتے ہیں) اور یہ سارے قرآن کریم میں بعض کے قول پر بیاسی[۸۲] اور بعض کے قول پر پچاسی[۸۵] ہیں۔ یہ ایسی جگہ پر ہوتا ہے جہاں کلام یعنی بات ختم ہو جاتی ہے اور اس جگہ وقف نہ کرنے سے اُس سامع (یعنی قرأت سننے والے شخص) کو قرآن شریف کی مُراد کے خلاف دوسرے معنی کا وہم ہو جاتا ہے جو غور سے کام نہ لے[۱] اس وجہ سے میم (م) پر وقف کر دینا لازم ہے تاکہ وصل کرنے سے کسی قسم کی قباحت (یعنی برائی) نہ لازم آئے لیکن واضح رہے کہ یہاں لازم سے مُراد فرض یا واجب نہیں کہ وقف نہ کرنے سے گناہ ہو بلکہ یہاں لازم آکَدُ کے معنی میں ہے یعنی یہاں وقف کرنے کی عُرفاً زیادہ تاکید ہے اس لیے کہ وقف، کلام کے ختم ہونے پر دلالت کرتا ہے یعنی وقف

---

[۱] جیساکہ سورۂ مؤمن کے پہلے رکوع میں وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ ...... اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ الخ سے وصل کر دینے کی صورت میں غور سے کام لینے والا شخص تو اس بات کو بہ آسانی سمجھ لیتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ سے ایک علیحدہ دوسرا کلام شروع ہو رہا ہے۔ پہلی عبارت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن غور سے کام نہ لینے والے شخص کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ، اَصْحٰبُ النَّارِ کی صفت ہے اور اس سے قرآنِ کریم کی مُراد اور مقصد بالکل بدل جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں معنیٰ یہ ہو جاتے ہیں کہ کافروں پر آپ کے رب کی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ (یعنی کافر) ایسے دوزخی ہیں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰهِ تَعَالیٰ مِنْ ذٰلِكَ حالانکہ عرش عظیم کو اٹھانے والے فرشتے ہیں جو پورے تابعدار اور وفادار ہیں ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا اس بات کی دلیل ہوا کرتا ہے کہ یہاں کلام پورا ہوگیا ہے۔ پس یہ جو مشہور ہے کہ وقفِ لازم پر وقف نہ کرنے سے آدمی کافر یا گنہگار ہوتا ہے یہ قطعی غلط اور بے اصل ہے۔ کیونکہ جب تک آدمی احکام یا آیاتِ قرآنی کا انکار یا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے فرمانِ عالی کے خلاف عمل نہ کرے کافر یا گنہگار نہیں ہوتا ہے۔ آیت کے بعد تمام علاماتِ وقف میں میم کا مرتبہ اعلیٰ ہے کیونکہ یہ سب سے قوی علامت ہے۔ اس لیے اگرچہ اس کے قریب اور علامات بھی ہوں میم ہی پر وقف کرنا چاہیے کیونکہ قوی علامت کو چھوڑ کر ضعیف علامت پر وقف کرنا درست نہیں۔

۲ ط:۔ یہ وقف مُطْلَق کا مختصر ہے یعنی وقف لازم کے بعد وقف کا اطلاق اسی وقف پر ہوتا ہے۔ اور یہ قرآن حکیم میں تین ہزار پانچ سو دس ۳۵۱۰ جگہ واقع ہیں۔ یہ علامت بھی ختم کلام پر واقع ہوتی ہے[۱]۔ اس لیے اس موقع پر وقف کر دینا بہتر ہے تاکہ وصل کرنے سے کلام کے انفصال کا التباس نہ لازم آئے۔ یہاں وصل کرنے سے دوسرے معنیٰ کا وہم نہیں ہوتا ہے اس لیے وقف لازم کی طرح اس پر وقف کرنے کی زیادہ تاکید نہیں ہے[۲]۔ وقف لازم کے بعد وقف مطلق

---

[۱] جیسے سورۂ بقرہ کے رکوع میں وَعَلٰی سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ کہ یہاں بعد والا جملہ پہلے جملہ سے بالکل جدا ہے۔

[۲] ممکن ہے کوئی صاحب سوال فرمائیں کہ علامہ سجاوندیؒ نے سورۃ الاعراف کے نویں اور دسویں رکوع میں اور سورۂ ہود علیہ السلام کے پانچویں اور چھٹے رکوع میں وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ پر وقف مطلق کی علامت (ط) اور وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م پر وقف لازم کی علامت تحریر فرمائی ہے حالانکہ دونوں کے بعد قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ ہے لہٰذا ظاہر یہ ہے کہ دونوں میں فرق نہ ہونا چاہیے۔ اسی طرح سجاوندیؒ نے رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا پر سورۃ الشعراء کے دوسرے رکوع میں (ط) اور سورۃ الدخان کے پہلے رکوع میں (م) ارقام فرمایا ہے حالانکہ ترکیب میں دونوں یکساں ہیں اس لیے کہ دونوں کے بعد اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝ ہے۔ جواب پہلے سوال کا یہ ہے کہ علامہ سجاوندیؒ نے طا اس موقع کے لیے مقرر فرمائی ہے جہاں وصل کرنا بہتر نہ ہو اور میم اس موقع کے لیے متعین فرمائی ہے (باقی صفحہ ٦٧ پر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا مرتبہ ہے۔

۳ ج :۔ یہ وقف جائز کا مختصر ہے اور یہ قرآن عظیم میں ایک ہزار پانچ سو اٹھتر (۱۵۷۸) جگہ واقع ہیں۔ یہ علامت اُس موقع پر ہوتی ہے جہاں وقف اور وصل دونوں کی دلیلیں پائی جاتی ہیں اور دونوں دلیلیں درجہ میں برابر ہوتی ہیں۔ پس یہاں وقف کیا جائے یا وصل دونوں مُساوی یعنی برابر ہیں۔ وقف مطلق کے بعد وقف جائز کا مرتبہ ہے۔

تنبیہ :۔ ائمہ وقف کے نزدیک مذکورہ تینوں وقف کی علامات قوی ہیں باقی آئندہ آنے والی علامات ضعیف اور اَضْعَفُ (یعنی بہت کمزور) ہیں۔ سوائے علامتِ قِفْ کے مگر یہ علامت صرف بعض قرآنوں میں ہے۔

(حاشیہ گذشتہ صفحہ) جہاں وصل کرنے سے کسی فاسد معنیٰ کا وہم ہوتا ہو پس چونکہ هُوْدًا اصل وضع ہی میں عَلَم ہے لہذا یہاں وصل سے یہ شبہ نہیں ہوتا ہے کہ مابعد کا جملہ هُوْدًا کی صفت ہے کیونکہ جملہ نکرہ کی صفت ہوا کرتا ہے نہ کہ معرفہ کی بھی اور صَالِح اصل وضع میں صیغہ صفت ہے جو وصف سے منقول ہو کر عَلَم بن گیا ہے۔ پس چونکہ اس میں ایک وجہ نکرہ ہونے کی نکلتی ہے اس لیے یہاں وصل سے یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے جملہ مابعد صٰلِحًا کی صفت ہے اور یہ مراد کے خلاف ہے پس اس وہم سے بچانے کے لیے صٰلِحًا پر وقف لازم قرار دیا ہے۔ اور جواب دوسرے سوال کا یہ ہے کہ ان دونوں مواقع کو یکساں سمجھنا صحیح نہیں کیونکہ سورۃ الشعراء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو فرعون سے ہو رہی ہے پس مخاطب فرعون اور اس کی قوم ہے اور یہاں وصل کرنے سے خلافِ مراد معنیٰ کا وہم نہیں ہوتا ہے اور سورۃ الدخان میں اس موقف سے قبل مِنْ رَّبِّكَ میں خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لیے ہے۔ پس یہاں وصل سے یہ وہم ہو سکتا ہے کہ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ کے خطاب میں بطور تغلیب و تعمیم اوروں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں۔ اور اس کا فاسد ہونا ظاہر ہے۔ (ماخوذ از عنایاتِ رحمانی بحوالہ ملا علی قاریؒ) ۱۲ منہ

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۱؎ جیسے سورہ نمل کے تیسرے رکوع میں قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ ...... اَذِلَّةً ج وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ کہ یہاں وَكَذٰلِكَ والے جملہ میں دو احتمال ہیں۔ اوّل یہ کہ بلقیس کا قول ہو۔ یہ وجہ تو وصل کی ہے کیونکہ اس سے بلقیس کے دونوں جملے متصل رہتے ہیں۔ دوسرے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہو۔ یہ وجہ وقف کی ہے کیونکہ اس سے بعد والے کلام کی جدائی واضح ہو جاتی ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ ز:- یہ وقف مُجَوَّزْ کا مختصر ہے اور یہ قرآن مجید میں ایک سو اکیانوے[۱۹۱] مقامات پر واقع ہیں۔ یہ وقف بھی ایسی جگہ ہوتا ہے کہ جہاں وصل کے علاوہ وقف کی بھی دلیل پائی جاتی ہے اسی وجہ سے یہاں وقف کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن چونکہ وصل کی دلیل زیادہ قوی ہوتی ہے[۱]۔ اس وجہ سے یہاں وقف کرنے کے مقابلہ میں وصل کرنا بہتر ہے۔ پس اگر سانس کی تنگی وغیرہ کی وجہ سے وقف کی ضرورت ہو اور علامتِ قَوِیَّہ دور ہو تو ایسی صورت میں اس علامت پر وقف کر دینا چاہیے۔ وقف جائز کے بعد وقف مجوّز کا مرتبہ ہے۔

⑤ ص:- یہ وقف مُرَخَّصْ کا مختصر ہے اور یہ قرآن حمید میں تراسی[۸۳] مقامات پر واقع ہیں۔ یہ علامات طُول کلام (یعنی لانبی بات) ہونے کی وجہ سے مقرر کی گئی ہے اور یہ علامت ایسے دو کلاموں کے درمیان واقع ہوتی ہے، جن میں سے ہر ایک کلام کا دوسرے کلام سے تعلق ہو لیکن مقصد کے ظاہر کرنے میں ایک کلام دوسرے کلام کا محتاج نہ ہو بلکہ دونوں مستقل ہوں[۲]۔ اس پر نہایت مجبوری

[۱] جیسے سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں وَعَلٰٓی اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ کہ پہلے جملے میں کفار کی دنیوی حالت کا بیان ہے کہ وہ اندھے ہیں حق کو نہیں دیکھتے اور دوسرے جملے میں انھیں کی آخرت والی حالت بیان فرمائی ہے۔ نیز دوسرا جملہ پہلے ہی جملہ پر مرتب ہونے کے بجائے کفار کی تمام بُری عادتوں پر مرتب ہے۔ یہ دلیل تو وقف کی ہے۔ اور دونوں جملے اِسْمِیَّہ ہونے میں متحد ہیں اور دونوں کا مقصد بھی ایک ہی ہے اس لیے کہ دونوں میں کافروں کی بدحالی کا ذکر ہے۔ یہ اتحاد و اتصال وصل کی دلیل ہے اور یہ ہی دلیل قوی ہے ۱۲ منہ

[۲] جیسے سورہ بقرہ کے تیسرے رکوع میں اَلَّذِیْ جَعَلَ ...... وَالسَّمَآءَ بِنَآءً ص وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ کہ یہاں کلام ثانی، کلامِ اول سے مستغنی نہیں۔ اس واسطے کہ وَاَنْزَلَ، جَعَلَ پر مَعْطُوْف ہے اور معطوفین کا مجموعہ اَلَّذِیْ کا صلہ ہے لیکن اگر ثانی نہ ہو تو صرف اول بھی صلہ کے لیے کافی ہے۔ (رسالہ تسہیل القواعد مصنفہ شیخ الوقت حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی طول اللہ عمرہم وعافاہم من جمیع الامراض) ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی حالت میں قاری کو وقف کرنے کی رخصت دے دی گئی ہے۔ پس اگر وقف کی ضرورت نہ ہو تو ہرگز وقف نہ کرنا چاہیے کہ یہاں وصل کرنا ہی بہتر ہے۔ وقفِ مجوّز کے بعد وقفِ مرخّص کا مرتبہ ہے۔

فائدہ:۔ اگرچہ وَقْفُ الْمُرَخَّص میں بھی وصل اور وقف دونوں کی وجہ پائی جاتی ہے مگر اس موقع پر وقف کی وجہ وَقْفُ الْمُجَوَّز کے مقابلہ میں کمزور ہوتی ہے اور ویسے بھی اجازت و رخصت کا فرق ظاہر ہے۔

تنبیہ:۔ مذکورہ پانچوں علامات تو علامہ سجاوندیؒ کی مقرر فرمائی ہوئی ہیں اور جو علامات آئندہ آرہی ہیں ان کو بعد کے دوسرے علماء وقف نے ایجاد فرمایا ہے

۶ ق:۔ یہ قِیْلَ عَلَیْہِ الْوَقْفُ کا مُخَفَّف ہے یعنی بعض علماء کرام نے فرمایا ہے کہ یہاں وقف کر سکتے ہیں۔ اس لیے بہت ضعیف علامت ہے پس اگر مجبوری کی حالت میں اس پر وقف کرلیں تو کوئی حرج نہیں۔ اس کو وقفِ تاوِیلی بھی کہتے ہیں۔

۷ ك:۔ یہ کَذٰلِكَ کا مخفّف ہے یعنی اس جگہ وقف کے بارے میں حُکم، ماسَبَق ہے یعنی یہاں وہی حکم دیا جائے گا جو اس سے پہلے گذرا ہے۔ یہ علامتِ وقف کے بعد بھی آتی ہے اور علامتِ وصل کے بعد بھی۔ پس جس علامت کے بعد آئے اس کو اسی کے حکم میں سمجھنا چاہیے لیکن یہ علامت کم قرآنوں میں ہے۔

فائدہ: قلے۔ یہ اَلْوَقْفُ اَوْلٰی کا مخفّف ہے یعنی یہاں وقف کرنا بہتر ہے۔

۸ قف:۔ یہ صِیْغَہٴ اَمر یعنی قِفْ نہیں ہے (جس کے معنیٰ ہوتے ہیں "وقف کر) بلکہ یہ قَدْ یُوْقَفُ عَلَیْہِ کا مخفّف ہے یعنی اس پر کبھی مجبوری ہی کی حالت میں وقف کیا جاتا ہے۔ پس اس موقعہ پر اگر اضطراراً وقف ہو جائے تو کچھ حرج نہیں لیکن وقف اختیاری بہتر نہیں۔

۹ صل:۔ یہ بھی صیغہٴ امر یعنی صِلْ نہیں ہے (جس کے معنیٰ ہوتے ہیں "وصل کر") بلکہ یہ قَدْ یُوْصَلُ کا مخفّف ہے یعنی اس جگہ وصل کیا جاتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وصل ہی قوی اور بہتر ہے۔ علاماتِ وقف میں سب سے ضعیف یہ علامت ہے۔
تنبیہ:- قِفْ اور صَلْ اگرچہ وقفِ اَضْعَف کی قسمیں ہیں یعنی یہ دونوں علامتیں بہت ضعیف ہیں لیکن ان دونوں میں باہم یہ فرق ہے کہ قِفْ پر وقف کو ترجیح ہے۔ اس لیے کہ اس میں وقف کی وجہ، وصل کی وجہ سے قوی ہوتی ہے اور صَلْ میں وصل راجح ہے کیونکہ اس میں وصل کی وجہ، وقف کی وجہ سے قوی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے یہ دونوں علامتیں آپس میں ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔

فائدہ: صلےٰ:- جو اَلْوَصْلُ اُوْلٰی کا مخفّف ہے یعنی یہاں وصل کرنا بہتر ہے اس پر اگرچہ وقف درست ہے لیکن وقف کے بعد اعادہ کرنا ہوگا بخلاف دوسری علاماتِ وقف کے کہ اُن پر وقف کے بعد اعادہ نہیں کیا جاتا بلکہ ابتدا کی جاتی ہے۔ البتہ بعض قرآنوں میں اس کے بعد بھی ابتدا کی جائے گی۔

۱۰ قلا: یہ قِیْلَ لَاوَقْفَ عَلَیْہِ سے لیا گیا ہے یعنی بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہاں وقف نہیں ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں وقف ہے پس یہ وقف مُخْتَلَفْ فِیْہِ کی علامت ہے اس جگہ بھی وقف سے وصل ہی بہتر ہے۔ جو حضرات یہاں وقف کے قائل ہیں اُن کے قول پر یہاں وقف کردینے کے بعد اعادہ کی ضرورت نہیں لہٰذا ابتدا کی جائے گی۔

۱۱ ∴ .... ∴ :- یہ قریب قریب ۲ جگہ تین تین نقطے مُعَانِقَۃ کی علامت ہیں جس کو وقفِ مُرَاقَبَۃ بھی کہتے ہیں۔ قرآن شریف کے حاشیہ پر جو مَعْ لکھا رہتا ہے وہ اسی کا مختصر ہے۔ مَعَانقہ کے معنیٰ ہیں وقف کے ۲ موقعوں کا پاس پاس جمع ہوجانا جیسے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَیْبَ ∴ فِیْهِ ∴ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔

وقفِ معانقہ کا حکم یہ ہے کہ نہ تو دونوں جگہ وقف کیا جائے اور نہ دونوں جگہ وصل کیا جائے کیونکہ وُقفِ کُل کرنے سے تین تین نقطوں کے بیچ میں جو کلمہ ہے وہ دونوں طرف کی عبارت سے بالکل بے تعلق اور بے فائدہ ہوجاتا

www.KitaboSunnat.com

ہے اس لیے دونوں جگہ وقف کرنا منع ہے اور وصل کُل کر دینے سے سامع کو معنیٰ سمجھنے میں تکلّف ہو سکتا ہے بلکہ وَقفِ اوّل وَصلِ ثانی کرنا چاہیے یعنی پہلی جگہ پر وقف کیا جائے اور دوسری جگہ وصل کیا جائے یا اس کے برعکس یعنی وَصلِ اول وَقفِ ثانی کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ یعنی پہلی جگہ وصل کیا جائے اور دوسری جگہ پر وقف کیا جائے تاکہ معنیٰ کی وضاحت ہو سکے[1] البتہ اگر کسی قاری نے اس کا التزام کر لیا ہو کہ سانس پوری ہونے تک کسی علامت وقف پر وقف نہیں کروں گا وہ اگر معانقہ کے موقع پر بھی وصل کرے تو کوئی مضائقہ نہیں اس واسطے کہ یہ صورت وصل کے اہتمام کی ہے اور قرآت میں اصل اور بہتر وصل ہی ہے جیسا کہ مقدمہ کے مضمون نمبر۲ میں گذر چکا ہے لیکن جس نے وصل کرنے کا التزام نہ کیا ہو اس کو چاہیے کہ جو وقف معانقہ کا حکم بیان کیا گیا ہے اسی پر عمل کرے۔ باقی فصل کل کرنا کسی طرح جائز نہیں اور اگر مجبوراً ہو جائے تو اعادہ کرنا ضروری ہے۔

فائدہ:۔ معانقہ کے موقع پر چونکہ بعض جگہ پہلے مقام پر اور بعض جگہ دوسرے پر وقف کرنا بہتر ہوتا ہے اس لیے معانقہ کے مقامات اس طرح لکھتا ہوں کہ ہر معانقہ کے دونوں موقعوں میں سے صرف وہ ایک موقع لکھوں گا کہ جہاں وقف کرنا بہتر ہے۔ اور معانقے قرآن حکیم میں جو نتیس لکھے ہیں

---

[1] مثلاً سورۃ القدر میں مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلٰمٌ کہ بعض حضرات علماء و مفسرین کرام کے ارشاد پر (سَلٰمٌ خبر مقدم اور حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ مبتدا مؤخر ہونے کی وجہ سے) مِنْ كُلِّ أَمْرٍ پر وقف اور سَلٰمٌ کا (اپنے مابعد سے) وصل ضروری ہے ورنہ سَلٰمٌ پر وقف کرنے کی صورت میں خبر اور مبتدا میں انفصال ہو جائے گا جو غیر صحیح اور قبیح ہے اور بعض حضرات کے یہاں سَلٰمٌ پر وقف اور مِنْ كُلِّ أَمْرٍ کا وصل ضروری ہے (کیونکہ ان کے نزدیک مِنْ كُلِّ أَمْرٍ خبر مقدم اور سَلٰمٌ مبتدا مؤخر ہے لہذا موقع اول کا وصل نہ کیا جائے گا تو بھی خبر و مبتدا میں فصل ہو جائے گا۔ جس کا نامناسب و غیر صحیح ہونا معلوم ہو چکا ہے (ضمیمہ کمال الفرقان ص۲۷۵)

فائدہ:۔ حضرت علامہ جزری نشر کبیر میں رقم طراز ہیں کہ وقفِ معانقہ سے سب سے پہلے علامہ ابوالفضل رازیؒ نے مطلع کیا ہے اور موصوف نے اس کو علم عروض کی اصطلاح مراقبہ سے اخذ فرمایا ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱) فِیْهِ ج سورہ بقرہ رکوع ۱ آیۃ ۲ (۲) عَلٰی حَیٰوۃٍ ج سورہ بقرہ رکوع ۱۱ آیۃ ۹۶

(۳) تَعْلَمُوْنَ ط // بقرہ // ۱۸ // ۱۵۱ (۴) وَاَحْسِنُوْا ج // بقرہ // ۲۴ // ۱۹۵

(۵) مِنْ سُوْٓءٍ ج // آل عمران // ۳ // ۳۰ (۶) اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ج // آل عمران // ۱۷ // ۱۷۱

(۷) مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ج // مائدہ // ۵ // ۳۲ (۸) قُلُوْبُهُمْ ج // مائدہ // ۶ // ۴۱

(۹) لَمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ج // اعراف // ۱۱ // ۹۲ (۱۰) كَذٰلِكَ ج // اعراف // ۲۱ // ۱۶۳

(۱۱) شَهِدْنَا ج // اعراف // ۲۲ // ۱۷۲ (۱۲) مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ج // اعراف // ۲۳ // ۱۸۸

(۱۳) مُنٰفِقُوْنَ ط // توبہ // ۱۳ // ۱۰۱ (۱۴) فَاصْبِرْ ط // ہود // ۴ // ۴۹

(۱۵) مِنْ بَعْدِهِمْ ط // ابراہیم // ۲ // ۹ (۱۶) وَزُوْرًا ج // فرقان // ۱ // ۴

(۱۷) جُمْلَةً وَّاحِدَةً ج // فرقان // ۳ // ۳۲ (۱۸) عَلَی الْعَرْشِ ج // فرقان // ۵ // ۵۹

(۱۹) ذِكْرٰی تف // شعراء // ۱۱ // ۲۰۹ (۲۰) اِلَیْكُمَا ج // قصص // ۴ // ۳۵

(۲۱) مَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ج // احزاب // ۲ // ۱۳ (۲۲) مَلْعُوْنِیْنَ ج // احزاب // ۸ // ۶۱

(۲۳) رُسُلَنَا تف // مومن // ۸ // ۷۰ (۲۴) حٰمٓ ج // زخرف // ۱ // ۱

(۲۵) حٰمٓ ج // دخان // ۱ // ۱ (۲۶) كَالْمُهْلِ ج // دخان // ۳ // ۴۵

(۲۷) ذٰلِكَ ط // محمد // ۱ // ۴ (۲۸) فِی الْاِنْجِیْلِ تف // فتح // ۴ // ۲۹

(۲۹) یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ج // ممتحنہ // ۱ // ۳ (۳۰) الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تف // طلاق // ۲ // ۱۰

(۳۱) اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ج // قلم // ۲ // ۴۱ (۳۲) فِیْ جَنّٰتٍ تف // مدثر // ۲ // ۴۰

(۳۳) اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ج بَلٰی ج سورۃ انشقاق (۳۴) مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ج سَلٰمٌ تف // سورۃ قدر

تنبیہ:۔ آخری دو موقعوں کے دونوں مواقع محلِ وقف کے اعتبار سے وقف میں برابر ہیں۔

فائدہ:۔ بعض کتابوں میں سورہ یونس علیہ السلام کی آیۃ نمبر ایک سوتین ۱۰۳ ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ج الخ میں بھی معانقہ تحریر فرمایا ہے اور بعض حضرات ؒ نے پینتیس ۳۵ معانقے اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ مذکورہ (۳۵) مقامات سے معانقہ نمبر چار ۴، چودہ ۱۴، اکتیس ۳۱، اور چونتیس ۳۴ کو شمار نہ کرکے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذیل کے چار مواضعات پر معانقہ ذکر فرمایا ہے۔

(۱) سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ میں وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ ۚ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ۚ

(۲) سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۷ میں وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

(۳) سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱ میں وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

(۴) سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۲۶ میں قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ ۛ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۛ

لیکن قرآنوں میں مندرجہ بالا چونتیس ۳۴ ہی معانقے لکھے ہوئے ہیں جن میں سے سولہ ۱۶ معانقے حضراتِ علماء مُتقدّمین کے نزدیک ہیں (جن کے نمبرات سیاہ دائروں پر ہیں) اور اٹھارہ ۱۸ معانقے حضراتِ علماء متاخرین کے نزدیک ہیں (جن کے ہندسے سادہ دائروں میں ہیں)

۱۲ وَقْفَہْ: یہ وقف سے ہے جس کے آخر میں ہائے سکتہ لگا دی ہے۔ اس کی اصل اَلْوَقْفُ مَعَ السَّكْتِ تھی۔ اختصار اور تخفیف کی غرض سے صرف یہ لکھ دیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس موقع بغیر سانس توڑے سکتہ سے کچھ زیادہ اور وقف سے کچھ کم دیر ٹھہرنا۔ پس یہ طویل سکتہ کی علامت ہے (جو آواز رکنے کی مدت کے اعتبار سے وقف کے قریب ہوتا ہے) لیکن چونکہ قرأت کے اماموں سے یہاں اصل سکتہ (جو وصل کے قریب ہوتا ہے) منقول اور مروی نہیں اس لیے وقفہ پر اصلی سکتہ کرنا جائز نہیں البتہ وقف کرنا درست ہے لیکن بہتر وقفہ ہی ہے۔

تنبیہ:۔ بعض لوگ علاماتِ وقف م ط ج وغیرہ کو آیت کہتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔

تنبیہ:۔ علاماتِ مذکورہ کے علاوہ اور بھی وقف کے رموز ہیں مگر چونکہ مصاحفِ عجمیہ (یعنی ہندستان۔ پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ کے مطبوعہ قرآنوں) میں مرسوم نہیں اس لیے ان کو مَتْرُوْكُ الْقَلَمِ کرتا ہوں۔

۱۳ وقفُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم:۔ اس جگہ وقف کرنا مستحب ہے کیونکہ آیات کے درمیان میں بھی متعدد جگہ وقف فرمانا ہمارے آقا حضرت رسول اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

فائدہ:۔ بہت ممکن ہے کہ کسی صاحب کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ سیدنا حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جملہ آیات پر وقف فرماتے تھے (جیسا کہ حدیث اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں گزر چکا ہے) تو پھر ان مخصوص مقامات ہی پر کیوں وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا گیا۔ نیز بعض طویل یعنی بڑی آیتوں (مثلاً سورۂ بقرہ کے آخر میں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ وغیرہ) کے درمیان میں حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ضرور وقف فرمایا ہوگا حالانکہ وہاں وقف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں لکھا گیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آیات کے سروں پر سیدنا آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وقف فرمانا ایک عام ضابطہ کے طور پر ہے لہٰذا ہر آیت پر وقف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے کی ضرورت ہی نہیں بلکہ آیۃ کا معلوم ہو جانا ہی اس کے لیے کافی ہے دوسرے یہ کہ سیدنا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رؤس آیات پر دائماً (یعنی ہمیشہ) اور معنیٰ کی رعایت کے خاص ارادہ و اہتمام کے ساتھ وقف نہیں فرمایا ہے بلکہ احیاناً اور بغیر اہتمام و التزام کے اختیاری یا اضطراری طور پر وقف فرمایا ہے بخلاف وقف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ ان موقعوں پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام غالباً اور اپنے نہایت اعلیٰ عربی بلکہ خصوصی ذوق کے مدِّنظر خاص قصد و اہتمام کے ساتھ اکثر و بیشتر وقف فرمایا کرتے تھے اس لیے ان مواقع میں وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکھا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۴) **وقفِ مُنَزَّل:**۔ جس کو وقفِ جبرئیل بھی کہتے ہیں۔ اس موقع پر بھی وقف کرنا مستحب ہے۔ یہ وہ موقع ہے جہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی سناتے وقت وقف کیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوران کی پیروی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی وقف فرمایا ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہاں وحی ختم ہوئی ہے۔

۱۵ **وقفِ غفران:۔** (یعنی بخشش طلب کرنے کا وقت) اس موقع پر وقف کرنے سے معنیٰ خوب ظاہر ہو جاتے ہیں اور قرأت سننے والے کے دل میں بشاشت وخوشی بھی پیدا ہوتی ہے پڑھنے اور سننے والے کو چاہیے کہ اس جگہ استغفار و دعاءِ مغفرت کرے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب و وعید سے پناہ مانگے یہاں وصل کرنے سے وقف کرنا بہتر ہے اور یہ وقف قرآن شریف میں دس۱۰ جگہ ہے۔

تنبیہ:۔ وقف غفران کے متعلق بعض رسائل میں جو یہ حدیث لکھی ہے قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ وَّقَفَ عَلٰى عَشَرَةِ الْمَوَاضِعِ فِى الْقُرْاٰنِ ضَمِنْتُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ. یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے وقف کیا دس مقام پر قرآن مجید میں ضامن ہوا میں اس کے جنتی ہونے کا" کتب حدیث میں اس کی سند نہیں پائی جاتی ہے۔

نوٹ:۔ مؤخر الذکر تینوں اوقاف قرآن مجید کے حاشیہ پر درج ہوتے ہیں. طلبائے عزیز خیال رکھیں۔

۱۶ **وقف کفران:۔** یہ ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں وقف کرنے سے ایسے غلط اور فاسد معنی پیدا ہو جاتے ہیں جن کا یقین و اعتقاد کر لینے سے کفر لازم آجاتا ہے لہذا ایسے موقع پر وقف کرنے سے بچنا چاہیے اور اگر کسی مجبوری سے وقف ہوجائے تو فوراً اعادہ کرلیا جائے۔ یہ وقف بعض قدیم قرآنوں کے حاشیہ پر لکھا رہتا تھا۔ اور موجودہ زمانے کے مطبوعہ قرآنوں میں مرسوم نہیں ہے۔ البتہ بعض کتابوں میں وقف کفران کے مختصر طور پر بہتر (۷۲) مواقع ذکر فرمائے ہیں جن میں کچھ یہ ہیں۔

(۱) سورہ بقرہ کی آیۃ نمبر ۱۰۲ میں عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ج وَمَا پر وقف کرکے آگے كَفَرَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سُلَیْمٰنَ سے پڑھنا۔

(۲) سورۂ بقرہ کی آیۃ نمبر ۱۱۱ میں وَقَالُوْا پر وقف کرکے لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا سے پڑھنا۔

(۳) سورۂ آل عمران کی آیۃ نمبر ۶۶ میں وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا پر وقف کرکے کَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا پڑھنا۔

(۴) سورۂ مائدہ کی آیۃ نمبر ۳۰ میں فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ فَبَعَثَ پر وقف کرکے اللّٰہُ غُرَابًا سے پڑھنا۔

(۵) سورہ مائدہ کی آیۃ نمبر ۶۴ میں وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ پر وقف کرکے یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ سے پڑھنا۔

(۶) سورہ مائدہ کی آیۃ نمبر ۸۴ میں وَمَا لَنَا پر وقف کرکے لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰہِ سے پڑھنا

(۷) سورۂ انعام کی آیۃ نمبر ۱۹ میں ءَاِنَّکُمْ لَتَشْھَدُوْنَ اَنَّ پر وقف کرکے مَعَ اللّٰہِ اٰلِھَۃً اُخْرٰی سے پڑھنا۔

(۸) سورۂ توبہ کی آیۃ نمبر ۹۰ میں وَقَعَدَ الَّذِیْنَ پر وقف کرکے کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ سے پڑھنا۔

(۹) سورۂ ابراہیم کی آیۃ نمبر ۴۷ میں فَلَا تَحْسَبَنَّ پر وقف کرکے اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ سے پڑھنا۔

(۱۰) سورۂ زخرف کی آیۃ نمبر ۸۱ میں قُلْ اِنْ کَانَ پر وقف کرکے لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ سے پڑھنا

(۱۱) سورۂ نزعٰت کی آیۃ نمبر ۲۴ میں فَقَالَ پر وقف کرکے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی سے پڑھنا۔

(۱۲) سورۂ اخلاص میں وَلَمْ یَکُنْ پر وقف کرکے لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ پڑھنا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ[ع] اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَحَدٌ اَصَمَدٌ لَمْ یَلِدْ وَیُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝

www.KitaboSunnat.com

[ع] مستفاد از مفید القاری و تسہیل القواعد مع ضمیمہ و رموز القرآن وغیرہ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ:۔ وقفِ کفران آیات وعلاماتِ وقف کے علاوہ واقع ہوتا ہے۔

۱۰ دسواں سبق

وقف سے متعلق فوائد متفرقہ کا بیان

فائدہ (۱):۔ وقف میں صرف اتنی دیر ٹھہرنا چاہیے کہ سانس بہ آسانی لیا جاسکے اس کے خلاف جائز نہیں۔ البتہ اگر کسی کا سانس پھول جائے تو ضرورت کے موافق دیر کی جاسکتی ہے تاکہ قرأت اطمینان کے ساتھ ادا ہو سکے۔ لیکن یہ جو مزید تاخیر ہوگی اس کی وجہ سے اس ٹھہرنے کو وقف نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کو سکوت کہیں گے۔ بشرطیکہ آگے قرأت (یعنی پڑھنے) کا ارادہ ہو ورنہ قطع ہو جائے گا۔ سکوت و قطع کا بیان اِن شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

فائدہ (۲):۔ وقف اضطراری جملہ احکام میں وقف اختیاری کی طرح ہے۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے وقف اضطراری میں بھی ان مسائل اور احکام کا خیال رکھا جائے جن کی رعایت وقف اختیاری میں ضروری ہے۔

فائدہ (۳):۔ سکتہ کے موقع پر وقف جائز نہیں ہاں اگر وقف کی علامت یا آیۃ ہو تو وہاں وقف بھی کر سکتے ہیں۔ اگرچہ سکتہ واجبی کیوں نہ ہو جیسے مَّرْقَدِنَا ۜ سکتہ هٰذَا (سکتہ کا بیان ان شاء اللہ الرحمٰن آئندہ سبق میں آئے گا)

فائدہ (۴):۔ حروفِ مقطعات پر وقف جائز نہیں لہٰذا اگر مجبوراً وقف ہو جائے تو دوہرا لینا چاہیے البتہ آخری حرف مقطعہ پر وقف کرنا درست ہے جیسے كٓهٰيٰعٓصٓ میں صاد پر۔

تنبیہ:۔ جو حروف قرآن کریم کی انتیس ۲۹ سورتوں کے شروع میں واقع ہیں اور ان سے پورے کلمے نہیں بنائے جاتے ہیں بلکہ ان حروفوں کے نام ہی لیے جاتے ہیں ایسے حرفوں کو حروف مقطعات کہتے ہیں اور یہ حروف چودہ ہیں جو صِلْهُ سُحَيْرًا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنۡ قَطَعَكَ میں جمع ہیں جس کا مطلب ہے کہ تو اس سے صلح کر جو تجھ سے قطع تعلق کرے۔

فائدہ(۵):۔ آیت پر جس قسم کی علامت لکھی ہوئی ہوگی ویسا ہی اس کا حکم دیا جائے گا مثال کے طور پر ایک آیت پر طا ہے اور دوسری پر زا، تو ٹھہرنے کے بارے میں طا والی آیت زیادہ بہتر ہے۔

فائدہ(۶):۔ اگر ایک ہی مقام پر کئی علامتیں لکھی ہوئی ہوں اور وقف کی ضرورت ہو تو ان میں جو علامت قوی اور مرتبہ میں زیادہ ہو اس پر عمل کرنا چاہیے اور بعض کتابوں میں یہ تحریر ہے کہ جو علامت اوپر یا آگے کی طرف لکھی ہوئی ہو تو اس کا اعتبار کیا جائے پس اصل اور بہتر ایسے موقعہ پر یہ ہے کہ اگر وقف کی ضرورت ہو تو وقف کیا جائے ورنہ نہیں کیونکہ حضرات علماء کرام نے وقف کی علامات ضرورت کے وقت ٹھہرنے کے لیے وضع کی ہیں اس لیے نہیں کہ ہر علامت پر وقف کرنا ضروری ہے لہذا بلا ضرورت علامات پر وقف نہ کرنا چاہیے خصوصاً ضعیف (اور اَضۡعَفۡ) نشانیوں پر۔

فائدہ(۷):۔ قرأت کی رفتار کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں۔

(۱) تَرۡتِیۡلۡ:۔ یعنی اطمینان کے ساتھ ٹھہر کے پڑھنا۔

(۲) حَدۡرۡ:۔ یعنی تیزی کے ساتھ پڑھنا۔

(۳) تَدۡوِیۡرۡ:۔ یعنی درمیانی حالت کے ساتھ پڑھنا۔ پس ترتیل کی حالت میں ہر آیت اور علاماتِ وقف پر وقف کرنا بہتر ہے تاکہ قرأت اطمینان کے ساتھ ہو سکے اور معنیٰ سمجھنے میں سہولت ہو کیونکہ مقصود قرآن کریم کا سمجھنا ہے اور تفقہ پیدا کرنا ہے۔ نیز ترتیلاً قرأت کرنے میں قرآن حکیم کی توقیر اور احترام بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اور قرأت حدر میں ہر آیت اور ہر علامتِ وقف پر بغیر ضرورت وقف نہ کرنا بہتر ہے تاکہ تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ قرأت ہو کر ثواب کی زیادتی کا باعث ہو کیونکہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ عالی نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کے لیے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے[1] اور قرأتِ تدویر میں آیات اور علاماتِ وقف پر وقف کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا بہتر ہے جس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جہاں وقفِ ضعیف ہو وہاں وصل کیا جائے اور جہاں وقف قوی ہو وہاں پر وقف کیا جائے تاکہ قرأت حسن وخوبی کے ساتھ ہو سکے۔

تنبیہ:- قرأت میں اس بات کا پہلے سے خیال رکھا جائے کہ اگر کسی آیت یا وقف کی علامت کے وصل کرنے سے مرتبہ میں اس سے قوی یا اسی درجہ کی آیت یا علامت وقف تک سانس نہیں پہنچ سکے تو ایسی حالت میں وصل نہ کرنا چاہیے بلکہ اس آیت یا علامت وقف پر وقف کر دیا جائے جو پہلے واقع ہو خصوصاً مندرجہ ذیل جیسے مواقعات[2] میں علامات وقف پر وقف کرنا ضروری ہے (اور بجائے وقف کے وصل کر کے آگے چند کلمات پڑھ کر وقف کرنا انتہائی قبیح ہے[3])۔

(۱) سورۂ آل عمران کے دوسرے رکوع میں فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ج کا وصل کر کے وَاِنْ تَوَلَّوْا پر وقف کرنا۔

(۲) سورۃ المائدہ کے دوسرے رکوع میں وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ کا وصل اور وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا پر وقف

(۳) سورۃ الانفال کے پانچویں رکوع میں اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ج کا وصل اور وَاِنْ يَّعُوْدُوْا پر وقف۔

(۴) سورۂ توبہ کے تیسرے رکوع میں وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ کا

[1] فضائل قرآن مجید (بحوالہ ترمذی) مؤلفہ سیدی ومرشدی قطب الاقطاب حضرت مولانا محمد زکریا صاحب محدث سہارنپوری کاندھلوی مہاجر المدنی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم المتوفی ۱۴۰۲ھ ۱۲ منہ

[2] یعنی جہاں وصل کرنے سے ایہام معنیٰ غیر مراد لازم آئے ۱۲ منہ۔ [3] از تبصرہ قاری محمد طاہر صاحب ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وصل اور اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَھَاجَرُوۡا وَجَاھَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ پر وقف۔

⑤ سورۃ الرعد کے دوسرے رکوع میں لِلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّھِمُ الۡحُسۡنٰیؕ کا وصل اور وَالَّذِیۡنَ لَمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَہٗ پر وقف۔

⑥ سورۃ الکھف کے دوسرے رکوع میں مَنۡ یَّھۡدِ اللّٰہُ فَھُوَ الۡمُھۡتَدِۚ کا وصل اور وَمَنۡ یُّضۡلِلۡ پر وقف۔

⑦ سورۃ الفاطر کے پہلے رکوع اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَھُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ۬ۖ کا وصل اور وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پر وقف۔

⑧ سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شروع میں اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعۡمَالَھُمۡ ۝ کا وصل اور وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ پر وقف کرنا[1]۔

اسئلہ

① شیخ سجاوندیؒ کے تقسیم فرمودہ اوقاف کو مع ان کے رموز و احکام نیز یہ کہ وہ کس کس جگہ واقع ہوتے ہیں بیان کیجیے۔

② یہ نقش مُدوَّر (○) اور پانچ کا ہندسہ کس چیز کی علامت ہے اور ان پر وقف کرنا کیسا ہے نیز آیات پر حضور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وصل کرنا ثابت ہے یا نہیں

③ آیات کا شمار کن حضرات سے منقول ہے نیز موجودہ مصاحف میں کس شمار کے مطابق آیات کے نشان لگے ہوئے ہیں۔

④ کوفی شمار کے اعتبار سے آیات کی تعداد اور سند بیان کریجیے۔

⑤ میم اور طا میں حکماً کیا فرق ہے نیز ان پر وقف نہ کرنے میں کیا حرج ہے۔

⑥ ق۔ ك۔ قف۔ صلے۔ صَلۡ۔ قَلا کا کیا حکم ہے۔ نیز ان پر کسی بھی علامتِ وقف پر وقف کرنے کے بعد ابتدا ہوگی یا اعادہ۔

⑦ وقفِ معانقہ اور وقفہ کے معنیٰ اور حکم تفصیل سے بتائیے۔

---

[1] کذا فی نہایۃ القول المفید صفحہ ۱۷۰ مطبوعہ مصر ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑧ وقف النبی۔ وقف منزّل اور وقف غفران پر وقف کرنا کیسا ہے نیز وقف کفران پر وقف کرنے کی کیوں ممانعت ہے۔

⑨ سکتہ کے موقع پر اور حرف مقطعہ پر وقف جائز ہے یا نہیں۔

⑩ اگر ایک ہی مقام پر مختلف علامات جمع ہو جائیں تو کس علامت پر عمل کرنا چاہیے۔

۱۱ گیارہواں سبق

سکتہ کا بیان

سانس جاری رکھتے ہوئے صرف آواز بند کر کے تھوڑی دیر ٹھہرنے کو سکتہ کہتے ہیں۔ سکتہ کی دو قسمیں ہیں۔

① سکتۂ لفظی۔ جو وصل کے حکم میں ہوتا ہے لیکن سکتۂ لفظی روایتِ حفص ؒ میں طریقِ شاطبی سے جائز نہیں البتہ بطریقِ جزری جائز ہے (اس کی تفصیل کتاب "تجوید المبتدی" کے باسٹھویں سبق میں ملاحظہ کریں۔

② سکتۂ معنوی۔ جو قرآن حکیم میں آٹھ مقامات پر واقع ہے جن میں سے چار جگہ سکتہ واجب ہے اور چار جگہ جائز ہے۔

سکتہ میں بھی دو چیزیں ہیں۔

① کیفیتِ سکتہ۔ یعنی یہ جاننا کہ سکتہ کس طرح کیا جائے۔

② محلِ سکتہ یعنی یہ پہچاننا کہ سکتہ کس جگہ کیا جائے لہذا معلوم ہونا چاہیے کہ سکتہ کی کیفیت وقف کی کیفیت کے حکم میں ہے (یعنی جو باتیں وقف کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہیں وہ ہی سکتہ کے لیے ہیں) اس لیے کہ سکتہ بھی وقف ہی کی قسم سے ہے لہذا سکتہ کی حالت میں متحرک حرف کو ساکن کر دیا جائے گا اور دو زبر کو الف سے اور گول تا کو ہا ر ساکنہ سے بدل دیا جائے گا اسی طرح زیر اور پیش والی تنوین کو حذف کر دیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور سکتہ کے محل کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ بروایت سیدنا حفصؒ علامہ شاطبیؒ کے طریق سے وصل کی حالت میں چار کلمات پر سکتہ کرنا واجب ہے جس کے ادا نہ کرنے سے روایت ناقص ہوگی اور وہ چار کلمات یہ ہیں۔

① عِوَجًا سکتہ جو سورۂ کہف کے پہلے رکوع میں ہے۔

② مَرْقَدِنَا سکتہ جو سورۂ یٰسین کے چوتھے رکوع میں ہے۔

③ وَقِيْلَ مَنْ سکتہ جو سورۂ قیٰمہ کے پہلے رکوع میں ہے۔

④ كَلَّا بَلْ سکتہ جو سورۂ مُطففین میں ہے اور چار کلمات پر علمِ وقف کے اماموں کے نزدیک سکتہ کرنا جائز ہے یعنی جس طرح ائمہ وقف سے معنیٰ کے لحاظ سے علاماتِ وقف وغیرہ ثابت اور قرآن کریم میں لکھی ہوئی ہیں اسی طرح چار جگہ آیت کے درمیان علامہ سجاوندیؒ سے سکتہ ثابت اور قرآن حکیم میں مرسوم ہے لیکن چونکہ یہ سَکَتَات قرار کرام نے روایت نہیں کئے اس لیے روایۃً نہ کرنا چاہیے ورنہ روایت کی مخالفت لازم آئے گی۔ البتہ جس طرح روایت کے لحاظ کے بغیر ہر جگہ وقف کرنا جائز ہے اسی طرح روایت کے اعتقاد اور نیت کے بغیر ان چاروں مواقع پر سکتہ کر لیا جائے تو جائز بلکہ بہتر ہے[۵] اور وہ مقاماتِ اَرْبَعہ یہ ہیں۔

① ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا سکتہ جو سورۂ اعراف کے دوسرے رکوع میں ہے۔

② اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا سکتہ جو سورۂ اعراف کے تیئیسویں رکوع میں ہے۔

③ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا سکتہ جو سورۂ یوسف علیہ السلام کے تیسرے رکوع میں ہے۔

④ يُصْدِرَ الرِّعَآءُ سکتہ جو سورۂ قصص کے تیسرے رکوع میں ہے۔ ان کے علاوہ آیات پر اعلان کی غرض سے (کہ سننے والے کو آیات کا پتہ ہو جائے) سکتہ کرنا جائز ہے لیکن روایۃً نہیں۔

بس ان سکتاتِ وَاجبۃ اور جَائزۃ اور آیات کے علاوہ کلام اللہ شریف میں کہیں سکتہ کرنا جائز نہیں کیونکہ سکتہ کرنا اُسی جگہ صحیح ہے جہاں قرار کرام یا حضرات ائمہ وقف

---

[۵] کذا فی تنویر المرأت مصنفہ حضرت استاذی العلام قاری محب الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے سکتہ ثابت ہو۔ لہذا بعضے لوگ جو سورہ فاتحہ میں سات جگہ یعنی ۱ اَلْحَمْدُ کی دال پر ۲ لِلّٰہِ کی ہا پر ۳ مٰلِکِ ۴ اِیَّاکَ ۵ وَاِیَّاکَ ان تینوں کلمات کے کاف پر ۶ اَنْعَمْتَ کی تا پر ۷ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ کی با پر سکتہ کرتے ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر ان پر وقف نہیں کریں گے تو ان کلمات کے آخری حروف بعد والے حرفوں کے ساتھ مل جانے سے شیطان کے نام بن جائیں گے اور وہ نام یہ ہیں ۱ دُلِل ۲ هِرَبْ ۳ کِیَوْ ۴ کَنَعْ ۵ کَنَسْ ۶ تَعَلَی ۷ بِعَلَی یہ بالکل غلط اور خود ساختہ گھڑی ہوئی بات ہے۔ نقل سے اس کا کوئی ثبوت نہیں اسی طرح بعض حضرات سورۃ تکاثر وغیرہ میں لفظ کَلَّا پر سکتہ کرتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں۔

فائدہ:۔ عِوَجَاO پر آیت اور وقفِ مطلق کی وجہ سے اور مَرْقَدِنَا پر وقفِ لازم کی وجہ سے سکتہ کے مُقابلہ میں وقف کرنا بہتر ہے[1]۔ اور وقف کی حالت میں ترکِ وُجُوب لازم نہ آنا ظاہر ہے کیونکہ سکتہ کا واجب ہونا وصل کی حالت میں ہے وقف میں سکتہ کا وجوب ساقط (یعنی ختم) ہو جائے گا۔

فائدہ:۔ سکتہ میں جو آواز بند ہونے کا زمانہ ہے وہ وقف سے کم ہوتا ہے لیکن اتنی کم بھی تاخیر نہ ہو کہ سننے والے کو پتہ ہی نہ چل سکے کہ قاری نے سکتہ کیا ہے یا نہیں۔

فائدہ:۔ سکتہ کرتے وقت وقف سے زیادہ یا وقف کے برابر دیر ہو گئی تو ایسا سکتہ جائز نہیں اس لیے ضروری ہے کہ اس کی بھی مشاق قاری سے مشق کی جائے کہ اس کی ادائیگی سَماع اور نقل پر موقوف ہے۔

فائدہ:۔ سکتہ چونکہ وصل (یعنی مابعد سے ملا کر پڑھنے کی) ہی کی حالت میں ادا ہو سکتا ہے اس وجہ سے اس کا حکم بھی وصل ہی پر موقوف ہے لہذا وقف کی حالت میں سکتہ کا واجب اور جائز ہونا ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ ابھی گذرا۔

فائدہ:۔ سکتہ کی حالت میں (کسرہ اور ضمّہ والے حرف پر) روم اور اشمام جائز ہے اگرچہ تکلُّف کی وجہ سے (کہ اس میں کچھ تکلّف پایا جاتا ہے) قراء کرام کا اس پر عمل نہیں ہے

[1] کذا فی تعلیقاتِ مالکیہ از شیخ القراء حضرت قاری محمد عبدالمالک صاحب علی گڑھی قدس سرہٗ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ:۔ اکثر مصاحف میں سکتہ کے موقع پر سکتہ ہی لکھا ہوتا ہے لیکن بعض میں سکتہ کی علامت سین ہوتی ہے۔

فائدہ: سکتہ چونکہ وقف کے حکم میں ہے اس لیے سکتہ کی حالت میں حرفِ مُدغَم (یعنی ادغام والا حرف) ظاہر کرکے پڑھنا چاہیے جیسے کَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ۔ اسی طرح اگر حرفِ مد کے بعد سکون عارضی ہو اور وہاں سکتہ کیا جائے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر (آیت کے اعلان کی غرض سے) سکتہ کیا جائے تو مد کرنا بھی جائز ہے اور اگر مد متصل میں ہمزہ پر سکتہ کیا جائے جیسے یُصْدِرَ الرِّعَآءُ سکتہ وغیرہ تو اس وقت سکونِ عارضی کی وجہ سے طول بھی جائز ہے لیکن قصر جائز نہیں۔ نیز مد منفصل پر سکتہ کیا جائے جیسے عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۙ تو مد جائز نہیں۔

فائدہ: حروف مقطعات پر سکتہ کرنا جائز نہیں۔ البتہ جس حرف مقطعہ کے بعد آیت ہو اس پر سکتہ جائز ہے جیسے الٓمّٓصٓ ۚ میں صرف صاد پر۔

فائدہ: جن سات کلمات کے آخر میں ہائے سکتہ ہے اُن میں سے ۱ کِتَابِیَهْ ۝ ۲ حِسَابِیَهْ ۝ ۳ مَالِیَهْ ۴ سُلْطَانِیَهْ ۝ ۵ مَاهِیَهْ ۝ پر آیت کی وجہ سے سکتہ کرنا جائز ہے۔ باقی لَمْ یَتَسَنَّهْ ج اور هُمُ اقْتَدِهْ ط پر سکتہ کرنا جائز نہیں۔

فائدہ:۔ آیات پر سکتہ چونکہ بغرضِ الاعلان جائز ہے اس لیے جب سکتہ کیا جائے تو ہر آیت پر کیا جائے تاکہ مقصد پورے طور سے حاصل ہو سکے یہ نہ ہو کہ کسی آیت پر تو سکتہ کیا جائے اور کسی پر نہیں نیز اس بات کا بھی خیال رہے کہ جس طرح بغیر ثبوت کے سکتہ کرنا جائز نہیں اسی طرح بغیر ضرورت کے سکتہ کرنا بہتر نہیں ہے۔

فائدہ: سکتہ کرنے کے بعد آگے ہی پڑھنا چاہیے کہ پیچھے سے لوٹا کر پڑھنا جائز نہیں

تنبیہ:۔ بعض لوگ قرأت کے درمیان کہیں کہیں سکتہ کرکے اعادہ کرتے ہیں جیسے لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا میں اِلَّا پر سکتہ کرکے پھر اِلَّا سے لوٹا کر پڑھنا اس طرح کا سکتہ اور اعادہ دونوں ناجائز ہیں۔

تنبیہ:۔ بعض اَفراد سے سکتہ ادا کرتے وقت آخری حرف پر ضغطہ (یعنی جھٹکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جانے کی وجہ سے ہمزہ پیدا ہو جاتا ہے اس سے سخت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اس صورت میں ایک حرف کی زیادتی لازم آتی ہے۔

اسئلہ

① سکتہ کی تعریف اور قسمیں بیان کیجیے ② سکتہ وقف کی قسم سے ہے اس کا کیا مطلب ہے
③ سکتہ کرتے وقت قاری کو کیا کرنا چاہیے ④ سکتاتِ واجبہ کے مواقع اور حکم بیان کریئے
⑤ آیات اور وقف کی علامات پر سکتہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔
⑥ کلمہ مِنْ مَّرْقَدِنَا مَ سکتہ پر وقف کرنا ضروری ہے یا سکتہ نیز وہ کون سی صورت ہے کہ جس سے وقفِ لازم اور سکتۂ واجبہ دونوں پر عمل ہو جائے مفصّل و مدلّل بتائیے۔
⑦ آیات اور علاماتِ وقف پر کہاں کہاں سکتہ واجب ہے۔
⑧ سکتہ میں کس قدر رُکنا چاہیے۔
⑨ سکتہ کی حالت میں مدِ متّصل میں قصر اور مدِ منفصل میں مد کرنا کیوں ناجائز ہے۔
⑩ سکتاتِ جائزہ اور آیات پر روایۃً سکتہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

خلاصہ (۱)

وقف وقف کے معنیٰ" آخر کلمہ پر کچھ دیر رکنا ● وقف میں دو چیزیں ہیں (۱) کیفیت یعنی وقف کا طریقہ جاننا (۲) محل یعنی وقف کی جگہ پہچاننا ● وقف کی تین قسمیں ہیں ① اختیاری۔ جو قصداً کیا جائے ② اضطراری۔ جو بلا قصد واقع ہو ③ اختباری جو سمجھنے سمجھانے کی غرض سے کیا جائے۔

کیفیتِ وقف کیفیتِ وقف کی چار صورتیں مشہور ہیں ① اسکان۔ یعنی حرفِ موقوف متحرک کو بالکل ساکن پڑھنا۔ ② اشمام۔ یعنی حرفِ موقوف کو ساکن پڑھتے ہوئے اس کے ضمہ کی طرف اشارہ کرنا ③ روم۔ یعنی حرفِ موقوف کے ضمہ یا کسرہ کو ہلکا ادا کرنا (کہ تہائی معلوم ہو) ④ ابدال۔ یعنی حرفِ موقوف کے دو زبر کو الف سے اور گول تا کو ہا ساکنہ سے بدلنا ● گول تا میم جمع اور حرکتِ عارضی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اشمام و روم جائز نہیں۔

محل وقف وقف اختیاری کا محل پکی آیت اور وقف کی قوی علامت ہے۔

● وقف اضطراری اور اختباری ہر مقطوع کلمہ پر جائز ہے۔● وقف کی قوی علامت تین ہیں مٓ۔ طؕ۔ جؕ باقی ضعیف ہیں جیسے زؕ۔ صؕ۔ قؕ۔ قفؕ● بغرض اعلان یا اتباع سنت میں ہر ہر آیت پر وقف کر سکتے ہیں ● آیت کا حکم اس کی علامت کے تابع ہے۔

● اوقاف میں حفظ مراتب ضروری ہے ● دو یا کئی اوقاف ایک جگہ جمع ہوں تو اعلیٰ کو ترجیح دی جائے ● وقف معانقہ میں دونوں جگہ وقف جائز نہیں۔

سکتہ سکتہ کے معنیٰ سانس توڑے بغیر ذرا سی دیر رُکنا ● سکتہ کی دو قسمیں ہیں لفظی[۱] اور معنوی[۲] (مگر) بطریق شاطبی سکتہ لفظی ثابت نہیں ● سکتہ لفظی وصل کے حکم میں اور سکتہ معنوی وقف کے حکم میں ہے ● سکتہ معنوی چار جگہ واجب ہے (۱) عِوَجًا (کہف) (۲) مَرْقَدِنَا (یٰسٓ) (۳) وَقِيْلَ مَنْ (قیامہ) (۴) كَلَّا بَلْ (مطففین)

(۱۲) بارھواں سبق

سکوت کا بیان

وقف کرنے کے بعد قرآن شریف ہی کے متعلق کسی ضرورت سے ابتدا کرنے میں جو تاخیر ہو اس کو سُکُوت کہتے ہیں مثلاً قاری وقف کرنے کے بعد تجوید و قرأت کا کوئی مسئلہ سمجھنے یا سمجھانے لگے یا کلام اللہ شریف کی کوئی آیت وغیرہ سوچنے لگے یا کسی آیت کی تفسیر بیان کرنے لگے (بشرطیکہ وعظ کرنا مقصود نہ ہو) اسی طرح مشق کے وقت سُننے سنانے کی وجہ سے جو تاخیر ہو یا پڑھتے پڑھتے دیر تک کھانسی وغیرہ آتی رہے یا بھول جانے کی وجہ سے قرآن مجید دیکھنے کے واسطے دوسری جگہ جانے کی ضرورت پڑ جائے یا درمیان میں کسی طالب علم پر پڑھنے کے واسطے تنبیہ کی جائے (بشرطیکہ کوئی فحش کلام زبان سے نہ نکلا ہو ورنہ قطع ہو جائے گا جس کا بیان اگلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبق نمبر ۱۳ میں آرہا ہے۔)

سکوت میں بھی دو چیزیں ہیں۔ اوّل کیفیت سکوت، دوسرے محلِ سکوت۔ لہٰذا واضح ہونا چاہیے کہ سکوت کی کیفیت بھی وقف کی کیفیت کے حکم میں ہے (اس لئے کہ سکوت بھی وقف ہی کی قسم سے ہے) اور سکوت کا اصل محل آیت ہے۔ باقی علاماتِ وقف پر سکوت جائز تو ہے لیکن بہتر نہیں اور آیت کے درمیاں جہاں کوئی علامتِ وقف نہ ہو سکوت جائز نہیں۔

فائدہ: سکوت میں اگرچہ وقف کی بہ نسبت زیادہ دیر ہوتی ہے لیکن چونکہ یہ تاخیر وقف ہی کے حکم میں ہے لہٰذا سکوت کے بعد جب پڑھنا شروع کیا جائے تو استعاذہ نہ کرنا چاہیے۔

فائدہ: سکوت کے وقفہ اور تاخیر کی اگرچہ کوئی حد نہیں (بشرطیکہ ذہن منتشر نہ ہو) پھر بھی زیادہ دیر تک سکوت کرنا مناسب نہیں اس لیے کہ وقف اور سکوت کرنے سے قرأت افضل ہے۔

فائدہ: سکوت میں بھی وقف کی طرح قرأت کا ارادہ اور ابتدار ضروری ہے لہٰذا اگر سکوت کے بعد قرأت کی ابتدا نہ کی گئی یا ذہن کسی دوسری طرف منتشر ہو گیا یا قرأت کا ارادہ ہی ختم ہو گیا تو سکوت نہ ہو گا لہٰذا اس کے بعد ابتدار کرتے وقت استعاذہ کرنا ہو گا۔

فائدہ: وقفِ اضطراری کی وجہ سے ابتدار کرنے میں اگر مزید تاخیر ہوئی تو اس صورت میں بھی سکوت ہی ہو گا۔ لیکن شرط یہ ہی ہے کہ کسی ایسی ضرورت میں مشغول نہ ہو جو قرأت کے منافی ہو۔ کیونکہ ہمیشہ منافی قرأت سے سکوت کا حکم جاتا رہتا ہے مثلاً کلام اجنبی ہو جائے یعنی ایسا کلام جو قرآن کریم کے متعلق نہ ہو (اگرچہ پڑھنے والے نے سلام کا جواب ہی دیا ہو) اس سے بھی سکوت کا حکم ختم ہو جائے گا۔ مختصر یہ ہے کہ سکوت اگر بالوجہ یعنی قرأت ہی کے متعلق کسی ضرورت سے ہو تو صحیح ہے کہ یہ وقف کے حکم میں ہے ورنہ بلاوجہ سکوت جائز نہیں کہ یہ قطع کے حکم میں ہے لہٰذا اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بچنا چاہیے تاکہ قرأت ختم نہ ہونے پائے۔

فائدہ:۔ کسی آیۃ یا کسی سورۃ کو بار بار پڑھنے کی وجہ سے دوسری آیت یا سورت شروع کرنے میں جو دیر ہو اس کا عین قرأت ہونا ظاہر ہے۔

فائدہ:۔ کلمۂ عِوَجًا ؕ سکتہ اور مِنْ مَّرْقَدِنَا سکتہ کے علاوہ کسی بھی سکتہ واجبہ یا جائزہ پر سکوت کرنا جائز نہیں اس لیے کہ یہ محل وقف ہی نہیں تو سکوت کس طرح کیا جا سکتا ہے جبکہ سکوت، بغیر وقف کے ممکن نہیں ہے۔

تنبیہ:۔ تلاوتِ کلام اللہ شریف کرتے وقت کوئی دوسرا شغل نہیں ہونا چاہیے کہ یہ کتاب اللہ شریف کے ادب و احترام کے خلاف ہے لہٰذا سکوت کی حالت میں چائے اور پان وغیرہ استعمال کرنا مناسب نہیں اور اگر قرأت میں خلل آئے تو پھر جائز نہیں۔

اسئلہ

① سکوت کی تعریف کیا ہے
② سکوت کی ضرورت اور محل بیان کریئے۔
③ سکوت اور سکتہ میں حقیقۃً فرق کیا ہے۔
④ علاماتِ وقف اور درمیان آیت میں سکوت جائز ہے یا نہیں۔
⑤ سکوت میں کتنی دیر کی جا سکتی ہے۔
⑥ سکتاتِ واجبہ پر سکوت جائز ہے یا نہیں
⑦ عِوَجًا اور مَرْقَدِنَا پر سکوت کیوں جائز ہے
⑧ سکتاتِ جائزہ پر سکوت جائز نہیں۔
⑨ سکوت کے بعد پڑھنا شروع کرتے وقت استعاذہ کیا جائے گا یا نہیں۔
⑩ کن باتوں سے سکوت کا حکم ساقط ہو جاتا ہے۔

۱۳ تیرھواں سبق

قطع کا بیان

وقف کرنے کے بعد پھر نہ پڑھنے کو **قطع** کہتے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ارادہ کرے کہ میں فلاں سورت یا فلاں رکوع پڑھ کر قرأت ختم کر دوں گا لیکن اس نے قرأت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ختم نہیں کی بلکہ پڑھتا رہا تو قطع نہیں ہوگا۔ لیکن ارادہ تو آگے پڑھنے کا ہو مگر قرأت بند کردی تو یہ قطع ہو جائے گا۔ اسی طرح سکوت کی حالت میں اگر پڑھنے کا خیال جاتا رہا یا قرأت کا ارادہ تو ختم نہیں ہوا لیکن کوئی ایسی بات پیدا ہوگئی جو قرأت کے منافی ہو تو اس سے بھی قطع ہو جائے گا۔ اسی طرح بلا کسی وجہ کے سکوت کیا لیکن فوراً ہی پڑھنا شروع کر دیا اس صورت میں بھی قطع ہو جائے گا۔ قطع بھی چونکہ وقف ہی کی قسم سے ہے اس لیے قطع بھی تمام احکام میں وقف ہی کی طرح ہے۔

قطع کی ۲ دو قسمیں ہیں۔ قطعِ حقیقی اور قطعِ اتفاقی۔

(۱) جس قدر قرآن پاک کی قرأت کرنے کا ارادہ کر لیا گیا ہو اس کو پورا کر لینے کے بعد پھر نہ پڑھا گیا ہو تو اس کو قطعِ حقیقی کہیں گے۔ قطعِ حقیقی کے محل (یعنی جگہیں) جزو کامل ہیں جیسے منزل کا ختم یا سورۃ کا ختم یا پارہ کا ختم یا ثلث یعنی پون پارہ یا نصف یعنی آدھا پارہ یا رُبُع یعنی پاؤ پارہ یا رکوع کا ختم۔ ان پر قطع کرنا بہتر ہے۔

(۲) کسی مجبوری کی وجہ سے قطع ہو تو اس کو قطعِ اتفاقی کہیں گے مثلاً کسی کے سلام کا جواب ہی دے دیا جائے۔ قطعِ اتفاقی کے ۲ دو محل ہیں جن کی پابندی آسانی سے ممکن ہے۔ اول رکوع کا ختم دوسرے آیت کا ختم۔ لہٰذا قطع کرتے وقت ان کی پابندی کرنا ضروری ہے کیونکہ آیت کے درمیان اور وقف کی علامت پر قطع کرنا جائز نہیں۔

فائدہ: جس طرح وقف کرنے کے واسطے کسی مَوْقَفْ (یعنی وقف کی جگہ) کا ہونا ضروری ہے اسی طرح قطع کے لیے بھی کسی مَقْطَعْ (یعنی قطع کی جگہ) کا بھی وجود ہونا ضروری ہے۔ اس لیے معلوم ہونا چاہیے کہ مَقْطَعْ کی نشانی عین (ع) ہے جو رکوع کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ اور یہ حنفی علماء کرامؒ نے وضع فرمائی ہے۔

تنبیہ: سورۃ الواقعہ میں پہلا رکوع لِاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ؑ پر مرسوم ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلا رکوع وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ؑ پر ختم ہوتا ہے لہٰذا اس پر رکعت کرنا چاہیے۔ باقی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب "رسوم المبتدی" میں آئے گی۔

تنبیہ: بعض حفاظ کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بلا ضرورت رکوع سے دو ایک آیت پہلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکعت کر دیتے ہیں یہ طریقہ بہتر نہیں۔

فائدہ:۔ جن آیتوں پر وصل کی علامت (یعنی لا وغیرہ) ہو ان پر قطع کرنا جائز تو ہے لیکن قطع نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔

فائدہ: قرآن مجید ختم کرنے کو قطع ضروری نہیں اس لیے یہ قطع نہیں ہوگا۔ ہاں اگر قرأت کا ارادہ بھی ختم ہو تو پھر قطع ہو جائے گا لہٰذا اس کے بعد جو قرأت شروع کی جائیگی تو استعاذہ کرنا ہوگا۔

فائدہ:۔ جب تک قرأت پوری نہ ہو درمیان میں قطع نہ کرنا چاہیے اور نہ کوئی ایسی بات کرے کہ جس سے قطع لازم آئے اور اگر کسی وجہ سے قطع ہو جائے تو جلد ہی استعاذہ پڑھ کر ابتدا کر دی جائے تاکہ قرأت پوری ہو سکے۔

فائدہ: جس طرح قرأت شروع کرتے وقت استعاذہ ہے اسی طرح قطع کرتے وقت صَدَقَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْعَظِيْمُ۔ وَصَدَقَ وَبَلَغَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ۔ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ وَالشّٰكِرِيْنَ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وغیرہ الفاظ پڑھنا چاہیے کہ یہ بہتر ہے تاکہ سُننے والے کو تلاوت کے ختم ہونے کا علم ہو جائے اور وہ انتظار نہ کرے۔

اسئلہ

① قطع کس کو کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں۔

② قطع کی کیفیت کے متعلق کیا حکم ہے۔

③ قطع حقیقی اور قطع اتفاقی کی تعریف اور محل بیان کیجیے۔

④ قطع اتفاقی اور سکوت میں کیا فرق ہے۔

⑤ قرأت کے درمیان اگر سجدۂ تلاوت ادا کیا گیا تو قطع ہوگا یا سکوت۔

⑥ درمیانِ آیت اور علامتِ وقف پر قطع جائز ہے یا نہیں۔

⑦ جس آیت پر علامتِ وصل ہو اُس پر قطع کرنا کیسا ہے۔

⑧ قرآن کریم ختم کرنے کے بعد دوسرا قرآن حکیم شروع کرتے وقت استعاذہ ہوگا یا نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

⑨ اثنائے قرأت میں کسی وجہ سے قطع ہوجائے تو ابتدار کرتے وقت استعاذہ کرنا چاہیے یا نہیں
⑩ قطع کرتے وقت کس قسم کے الفاظ ادا کرنا بہتر ہے؟

۱۴ چودھواں سبق

ابتدار کا بیان

قرأت شروع کرنے یا وقف کرنے کے بعد آگے پڑھنے کو ابتدار کہتے ہیں۔

قرار کرام کی اصطلاح کے موافق وقف کو ابتدار یا اعادہ لازم ہے (کیونکہ وقف کرنے کے بعد اگر ابتدار یا اعادہ نہ کیا گیا تو وہ قطع ہوگا) اس لیے وقف کی معرفت کے بعد ابتدار سے بھی واقفیت ضروری ہے لہٰذا اس کے متعلق بھی ضروری باتیں لکھی جاتی ہیں۔

ابتدار کی چار۴ قسمیں ہیں۔ ۱ ابتدار حقیقی ۲ ابتدار تقدیری ۳ ابتدار حکمی ۴ ابتدار اصطلاحی۔

① قرأت کی ابتدار (یعنی جب قرآن شریف پڑھنا شروع کیا جائے تو اس) کو ابتدار حقیقی کہتے ہیں۔ ابتدار حقیقی میں استعاذہ پڑھنا ضروری ہے اور سورۃ کا شروع ہو تو بسم اللہ بھی ضروری ہے سوائے سورۃ توبہ کے اور درمیان سورۃ سے ابتدار میں بسملہ کا اختیار ہے۔

فائدہ:- قطع کرنے کے بعد اگر ابتدار کی گئی تو یہ بھی ابتدار حقیقی ہی کہی جائے گی۔

② کسی سورت کو ختم کرکے کوئی دوسری سورۃ یا وہی سورۃ (جو ختم کی گئی ہے) شروع کرنے کو ابتدار تقدیری کہتے ہیں۔ ابتدار تقدیری میں صرف بسملہ پڑھی جائے گی

③ قرآن کریم ختم کرکے پھر قرآن حکیم شروع کرنے کو ابتدار حکمی کہتے ہیں بشرطیکہ قرآن عظیم ختم کرتے وقت پڑھنے کا ارادہ نہ ختم کر دیا گیا ہو (کیونکہ قطع کی وجہ سے ابتدار حقیقی کہی جائے گی) ابتدار حکمی میں (سورۃ شروع ہونے کی وجہ سے) صرف بسملہ پڑھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔

(۴) وقف والے حرف کے بعد سے ابتدار کرنے کو ابتدار اصطلاحی کہتے ہیں بشرطیکہ حرف موقوف کے بعد کوئی سورۃ شروع نہ ہو (کیونکہ وقف کے بعد اگر کسی سورت سے ابتدار ہوئی تو وہ ابتدار حکمی یا ابتدار تقدیری ہوگی) ابتدا اصطلاحی میں نہ استعاذہ پڑھا جائے گا نہ بسملہ۔ حضرات ائمہ وقف اسی ابتدار اصطلاحی سے بحث فرماتے ہیں۔

ابتدا میں بھی دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ اول کیفیتِ ابتدار یعنی یہ جاننا کہ ابتدار کس طرح کی جائے تاکہ بے قاعدہ ابتدار نہ ہو۔ دوسرے محلِ ابتدار یعنی یہ پہچاننا کہ ابتدار کس جگہ سے کی جائے تاکہ بے موقع ابتدار نہ ہو لہٰذا معلوم ہونا چاہیے کہ ابتدار کی کیفیت کی صرف ایک صورت ہے اور وہ ابتدار بالحرکت ہے (یعنی حرکت کے ساتھ ابتدار کرنا) اس لیے جس کلمہ سے ابتدار کرنی ہے اگر اس کے پہلے حرف پر حرکت ہے تو ابتدا اسی حرکت کے ساتھ ہوگی اور اگر حرکت نہیں ہے تو ہمزۂ وصلی[۱] (یعنی وہ ہمزہ جو وصل کی حالت میں حذف ہوجاتا ہے) کو قاعدہ کے موافق حرکت دے کر ابتدار کی جائے گی اور ہمزہ وصلی کو حرکت دینے کے چار قاعدے[۲] ہیں ان کو خوب ذہن نشین

---

[۱] ثلاثی مزید اور ملحق بہ ثلاثی مزید کے مصدروں کا نیز ماضی اور امر کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے البتہ باب افعال کا ہمزہ قطعی ہوا کرتا ہے اسی طرح امر ثلاثی مجرد اور سات کلمات (۱) اِسْمٌ (۲) اِبْنٌ (۳) اِبْنَتٌ (۴) اِمْرِئٌ (۵) اِمْرَأَةٌ (۶) اِثْنَيْنِ (۷) اِثْنَتَيْنِ۔ نیز لام تعریف کا ہمزہ وصلی ہوا کرتا ہے (کذا فی سراج القراۃ وغیرہ) ۱۲ منہ

[۲] اور عربی داں طلبائے کرام کے واسطے تین قاعدے ہیں۔ (۱) ہمزہ کے بعد لام تعریف ہو تو ہمزہ کو فتح دیا جائے گا۔ (۲) فعل (خواہ ماضی ہو یا امر) کے تیسرے حرف پر ضمۂ اصلیہ ہو تو ہمزۂ وصلیہ کو ضمہ دیا جائے گا جیسے اُنْصُرُوْا اور اگر حرف ثالث پر کسرہ (خواہ ظاہری ہو یا تقدیری) یا فتحہ ہو تو ہمزہ کو کسرہ دیا جائے گا جیسے اِرْجِعْ۔ اِمْشُوْا (۳) ثلاثی مزید اور ملحق بہ ثلاثی مزید کے مصادر نیز حاشیۂ مذکورہ متصلہ کے اِسْمٌ سے اِثْنَتَيْنِ تک کے ساتوں کلمات کے ہمزہ کو کسرہ دیا جائے گا۔ کذا فی العطایا الوھبیۃ مؤلفہ حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی رح ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر لیا جائے۔ اور وہ یہ ہیں۔

قاعدہ ①:۔ اگر کلمہ کے شروع میں اَل تعریفی کا ہمزہ ہو تو ہر جگہ اس ہمزہ کو فتحہ دے کر ابتدار کی جائے گی جیسے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قاعدہ ②:۔ اگر ہمزہ کے بعد تشدید والا حرف ہو تو اس ہمزہ کو کسرہ دے کر ابتدا کی جائے گی جیسے اِتَّبَعُوْا مگر اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا سورہ بقرہ کے بیسویں[۲۰] رکوع میں ہمزہ کو ضمہ دے کر اُتُّبِعُوْا پڑھا جائے گا۔

قاعدہ ③:۔ اگر ہمزہ کے بعد ساکن حرف ہو اور اس ساکن حرف کے بعد ضمہ ہو تو اس ہمزہ کو ضمہ دے کر ابتدار کی جائے گی جیسے اُقْتُلُوْا لیکن سات کلمات میں ہمزہ کو کسرہ دے کر ابتدا کی جائے گی اور وہ کلمات یہ ہیں (۱) اِسْمُہٗ (اِسْمٌ) (۲) اِمْرُءٌ۔ (۳) اِمْشُوْا (۴) اِیْتُوْا (۵) اِبْنُ (۶) اِبْنُوْا سورہ کہف کے تیسرے رکوع اور اکیسویں[۲۱] آیت میں اور سورہ صٰفّٰت کے تیسرے[۳] رکوع اور ستانویں[۹۷] آیت میں (۷) اِقْضُوْا سورہ یونس علیہ السلام کے آٹھویں رکوع اور اکہترویں[۷۱] آیت میں۔

قاعدہ ④:۔ اگر ہمزہ کے بعد ساکن حرف ہو اور اُس کے بعد والے حرف پر فتحہ یا کسرہ ہو تو ہمزہ کو کسرہ دے کر ابتدا کی جائے گی جیسے اِعْمَلُوْا۔ اِرْجِعِیْ

اور ابتدار کے محل کے متعلق یہ ہے کہ ابتدار ہر علامتِ وقف اور آیت[۱] کے بعد سے کرنا صحیح ہے۔

تنبیہ:۔ آیتِ لا (ۙ) پر وقف کرنے کے بعد بھی ابتدار ہوگی۔ اعادہ نہیں تاکہ سنت کی مخالفت نہ لازم آئے۔ کیونکہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آیۃ وقف فرمانے کے بعد اعادہ نہیں فرمایا ابتداہی فرمائی ہے[۲]۔ چنانچہ بہت سے حضراتِ اکابرؒ نے اسی کو اختیار اور پسند فرمایا ہے

تنبیہ:۔ حروف مَبْدُوْ یعنی جس حرف سے ابتدا کی جائے اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ کامل طور سے ادا ہو کیونکہ خیال نہ کرنے سے بعض مرتبہ حرف بالکل ادا نہیں ہوتا ہے

[۱] نیز وقف تام اور وقفِ کافی ۱۲ منہ [۲] کذا فی خلاصۃ البیان ص۲۵ مؤلفہ حضرت قاری ضیاء الدین صاحب الٰہ آبادیؒ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا ناقص ادا ہوتا ہے۔

اسئلہ

(١) ابتدار کس کو کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں۔
(٢) ابتدار حقیقی اور ابتدار اصطلاحی کی تعریف بیان کریئے۔
(٣) ابتدار حکمی اور ابتدار تقدیری میں بَسْمَلَہْ پڑھی جائے گی یا نہیں۔
(٤) ابتدار میں کن باتوں کا جاننا ضروری ہے۔
(٥) کیفیت ابتدا کی کیا صورت ہے۔ (٦) محل ابتدار بیان کیجیے۔
(٧) ہمزۂ وصلی کو حرکت دینے کے کتنے قاعدے ہیں تفصیل سے بتائیے۔
(٨) اَلْحَمْدُ کے ہمزہ کو فتحہ اور اِتَّخَذُوْہُ میں ہمزہ کو کسرہ کیوں دیا گیا۔
(٩) اُدْخُلُوْھَا اور اِسْتِکْبَارًا کے ہمزہ کو بوقت ابتدار کیا حرکت دی جائے گی۔
(١٠) ہمزۂ وصلی کی حرکت کے متعلق تیسرے قاعدہ سے کتنے کلمات مُسْتَثْنٰی یعنی علیحدہ ہیں نیز اُن سے ابتدار کس حرکت کے ساتھ ہوگی؟

١٥ پندرھواں سبق

اعادہ کا بیان

وقف کرنے کے بعد کلمۂ مَوْقُوْفَہْ (یعنی وقف والے کلمہ) سے یا اُس کے ماقبل سے لوٹا کر پڑھنے کو اعادہ کہتے ہیں۔ اعادہ کلام کا تعلق جوڑنے کے لیے کیا جاتا ہے جو وصل کا فائدہ دیتا ہے۔ ابتدار اور اعادہ میں صرف بَعْدِیَتْ اور قَبْلِیَتْ کا فرق ہے یعنی ابتدار کی حالت میں حرف مَوْقُوْف عَلَیْہِ کے بعد سے پڑھا جاتا ہے۔ اعادہ میں وقف والے حرف کے قبل سے پڑھا جاتا ہے۔

اعادہ میں بھی کیفیتِ اعادہ اور محلِ اعادہ جاننے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا معلوم ہو کہ اعادہ کی کیفیت، ابتدار کی کیفیت کے حکم میں ہے یعنی جس طرح حرکت کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابتدا کی جاتی ہے اسی طریقہ سے اعادہ بھی بالحرکت (یعنی حرکت کے ساتھ) ہی کیا جاتا ہے۔ اور اعادہ کے محل کا معلوم ہونا عربی کے جاننے پر موقوف ہے اس لیے غیر عربی داں طلبائے عزیز کو چاہیے کہ وقف آیات اور وقف کی علامات پر کریں کہ اس صورت میں اعادہ نہیں ہوگا اور اگر کسی مجبوری سے درمیان میں وقف ہو جانے کی وجہ سے اعادہ کی ضرورت ہو تو حرف موقوف سے پہلے اگر آیت یا علامتِ وقف ہو تو اُس کے بعد سے اعادہ کر لیا جائے ورنہ پھر کسی قاری سے جو کہ علمِ عربی سے بھی واقف ہوں معلوم کر کے وقف اور اعادہ کے لیے کلام اللہ شریف میں نشانات لگا لیے جائیں

اسئلہ

① اعادہ کی تعریف اور غرض بیان کیجیے ② ابتدار اور اعادہ میں کیا فرق ہے۔
③ اعادہ میں کتنی باتوں کا جاننا ضروری ہے ④ اعادہ کہاں سے کرنا چاہیئے۔
⑤ کیفیت اعادہ، کیفیت ابتدار کے حکم میں ہے اس کا مطلب بتائیے۔

۱۶ سولھواں سبق

وصل کا بیان

حتی الامکان سانس اور آواز کو جاری رکھتے ہوئے پڑھنے کو وصل کہتے ہیں جو وقف کی ضد ہے۔

وصل کی دو قسمیں ہیں۔ اول وصلِ حقیقی دوسرے وصل اصطلاحی۔

① ایک حرف کو دوسرے حرف سے ملاتے ہوئے پڑھنے کو وصلِ حقیقی کہتے ہیں۔ وصلِ حقیقی قرأت میں اصل ہے خواہ قرأت ترتیل کے ساتھ کی جائے یا حدر و تدویر میں کیونکہ وصلِ حقیقی کے بغیر قرأت ممکن نہیں اس لیے کہ جب تک حرفوں کو ایک دوسرے سے نہیں ملایا جائے گا تو قرأت کس طرح ہو سکتی ہے۔

② ایک مُوقَف کو دوسرے موقف سے ملا کر پڑھنے کو وصل اصطلاحی کہتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں. قراء کرام اسی سے بحث فرماتے ہیں اور اسی کے قواعد بیان فرماتے ہیں، وصلِ اصطلاحی قرأت حدر میں اصل ہے کیونکہ قرأت حدر میں عجلت ہوتی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ قرأت ترتیل اور تدویر میں وصل جائز نہیں اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ حدر میں وقف ناجائز ہے اس لئے کہ ہر قاری کو بحالت قرأت وقف کی ضرورت ہوتی ہے پس اگر وقف کی حاجت ہو تو وقف کی تمام باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے وقف کریں ورنہ وصل کرتے رہیں کہ اس میں اصل کی موافقت ہے لیکن یہ خیال رہے کہ قوی وقف پر ضعیف وقف کو ترجیح نہ لازم آئے مثلاً وقف لازم کی نشانی میم پر وصل کر کے وقف مطلق کی نشانی طاء پر ٹھہرنا یا طاء کے موقع پر وصل کر کے وقفِ جائز کی نشانی جیم پر وقف کرنا کہ یہ مناسب نہیں (جیسا کہ ساتویں سبق میں گذر چکا ہے)

وصل میں بھی دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

● اول کیفیتِ وصل یعنی وصل کرنے کا قاعدہ جاننا کہ وصل کس طرح کیا جائے کیونکہ بغیر قاعدہ معلوم کئے وصل کرنے میں دقت ہونے کے علاوہ بعض جگہ عربی قاعدہ کے خلاف وصل ہونا ظاہر ہے. پس پہلے کلمہ کے آخری حرف اور دوسرے کلمہ کے پہلے حرف کی حرکت اور سکون کے اعتبار سے وصل کی چار صورتیں ہیں ۱۔ وَصْلِ حَرَکَت بِالْحَرَکَتْ ۲۔ وَصْلِ سُکُوْنِ بِالسُّکُوْنْ ۳۔ وَصْلِ حَرَکَت بِالسُّکُوْنْ ۴۔ وَصْلِ سُکُوْن بِالْحَرَکَتْ۔

(۱) ایک حرف متحرک کو دوسرے حرف متحرک کے ساتھ ملا کر پڑھنے کو وصلِ حَرَکَت بِالْحَرَکَت کہتے ہیں جیسے تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ ۝ کہ اس میں لفظ وَتَبَّ کا آخری حرف بار جس کو ملایا گیا ہے حرکت والا ہے اور مَآ اَغْنٰى کا پہلا حرف میم جس کے ساتھ ملایا گیا وہ بھی حرکت والا ہے۔

وصل حرکت بالحرکت کی صورت میں دونوں حرفوں کے اعراب وحرکات کو ظاہر کر کے پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ وصل کی حالت میں حرکت اصلی کا ادا نہ کرنا لحن جلی ہے (اور حرکتِ عارضی کے ادا میں غلطی کرنا لحن خفی ہوتا ہے)

(۲) حرفِ ساکن کو (حذف کر کے یا قاعدہ کے موافق حرکت دے کر) دوسرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرف ساکن سے ملا کر پڑھنے کو وصل سکون بالسّکون کہتے ہیں۔ وصل سکون بالسکون کی صورت میں ۲ باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ دوسرے کلمہ کے شروع میں جو ہمزہ عارضی آئے گا اس کو حذف کیا جائے گا۔ دوسرے یہ کہ دونوں ساکنوں میں اگر پہلا ساکن حرف مدہ ہو تو وہ حرف مد بھی حذف ہو جائے گا جیسے فِی الْقَتْلٰی ط اَلْحُرُّ میں لام کے بعد الف اور ہمزہ کو گرا کر اَلْقَتْلَی الْحُرُّ پڑھیں گے اور اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا کو اَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوْا اور لِنَفْسِیْ o اِذْهَبْ کو لِنَفْسِی اذْهَبْ پڑھیں گے۔ اور اگر پہلا ساکن مِنْ کا نون ہو یا حروف مُقطّعات کے میم کا آخری میم ہو تو ان دونوں صورتوں میں پہلے ساکن کو فتحہ دیا جائے گا جیسے مِنْ اَللّٰهِ کو مِنَ اللّٰهِ۔ مِنْ اَلَّذِیْنَ کو مِنَ الَّذِیْنَ۔ مِنْ اَلنَّارِ کو مِنَ النَّارِ اور الٓمّٓ ۚ o اَللّٰهُ کو اَلِفْ لَآمْ مِیْمَ اللّٰهُ پڑھیں گے اور اگر پہلا ساکن جمع کا میم ہو تو اس کو ضمہ دے کر پڑھا جائے گا جیسے اَنْفُسَكُمْ ج اَلْیَوْمَ کو اَنْفُسَكُمُ الْیَوْمَ [1] اور اگر پہلا ساکن ان مذکورہ حرفوں کے علاوہ کوئی اور حرف ہو [2] تو اس صورت میں پہلے ساکن حرف کو کسرہ دیا جائے گا جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُ میں کہ اس میں اَحَدٌ کی تنوین کے نون ساکن کو کسرہ دے کر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدُنِ اللّٰهُ الصَّمَدُ پڑھیں گے۔

(۳) پہلے حرف متحرک کو دوسرے حرف ساکن سے ملا کر پڑھنے کو وصل حرکت بالسُّکون کہتے ہیں۔ وصل حرکت بالسکون کی حالت میں ہمزۂ عارضی حذف کر کے پہلے کلمہ کے آخری حرف کی حرکت دوسرے کلمہ کے سکون سے ملا کر پڑھا جائے گا جیسے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ نَسْتَعِیْنُ ط اِهْدِنَا کو نَسْتَعِیْنُ اهْدِنَا۔ لیکن اس موقع (یعنی نَسْتَعِیْنُ اِهْدِنَا) میں وصل سے وقف بہتر [3] ہے۔

---

[1] اسی طرح جو واو لین فعل میں واقع ہو اس کو بھی ضمہ دیا جائے گا جیسے وَرَاَوُا الْعَذَابَ کو وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۱۲

[2] خواہ تنوین ہو یا کوئی اور حرف صحیح ساکن ہو یا یائے لین و یا وہ واو لین ہو جو فعل میں نہیں بلکہ حرف میں واقع ہو ۱۲ منہ

[3] کیونکہ بعض حضرات اہل علم کو دونوں کلموں کے مہمل ہونے کا وہم ہوتا ہے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ :۔ وصلِ سکون بالسکون اور وصلِ حرکت بالسکون میں چونکہ ہمزہ وصلی کو دخل ہے اور اس کی شناخت عربی جاننے پر موقوف ہے لہٰذا مبتدی طلبائے عزیز کی سہولت کی غرض سے زمانہ قیام لکھنؤ میں بندہ نے قرآن کریم کے وہ تمام کلمات تلاش کر کے جمع کئے تھے جو (ہندو پاک وغیرہ کے مطبوعہ قرآنوں میں) آیت یا علامت وقف کے بعد متوقع ہیں اور ان کے شروع میں ہمزۂ وصلیہ متحرکہ ہے جن کو یہاں اختصار کے ساتھ ایک نقشہ میں نقل کیا جائے گا۔

(۴) ساکن حرف کو متحرک حرف سے ملا کر پڑھنے کو وصلِ سکون بالحرکت کہتے ہیں۔ وصلِ سکون بالحرکت میں پہلے کلمہ کے آخری حرف کے سکون کو اور دوسرے کلمہ کے پہلے حرف کی حرکت کو خوب صاف طور سے ادا کرنا چاہیے جیسے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

اور نیت وارادہ کے اعتبار سے کیفیت وصل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) وصل بہ نیتِ وصل :۔ وصل ہی کی نیت کے ساتھ وصل کرنا جیسا کہ عام طور پر وصل کیا جاتا ہے اور یہی قرار کے یہاں اصل ہے۔

(۲) وصل بہ نیت وقف : یعنی وقف کی نیت سے وصل کرنا جس کا مطلب یہ ہے کہ وصل کو وقف کے مرتبہ میں قرار دے کر وصل میں وقف کا قاعدہ جاری کرنا اور یہ وصل صرف ہارِ سکتہ والے سات کلمات لَمْ يَتَسَنَّهْ وغیرہ میں آیا ہے کہ ان کلمات میں چونکہ ہا لکھی ہوئی ہے اس لیے حضرت حفص رحؒ وغیرہ اکثر قرار کرام وقف کی نیت سے وصل میں بھی اس کو پڑھتے ہیں حال آں کہ عرب کے محاورہ میں یہ ہا رکبھی صرف وقف ہی میں زیادہ کی جاتی ہے لیکن واضح رہے کہ ان سات کلموں کے علاوہ کہیں اور ہارِ سکتہ زیادہ کرنا جائز نہیں اسی طرح ان کلمات سبعہ کے علاوہ کسی اور جگہ وصلِ نیت وقف نہ کرنا چاہیے کہ یہ وصل انھیں کلمات کے ساتھ مخصوص ہے۔

● دوسری چیز وصل میں محلِ وصل یعنی یہ پہچاننا وصل کسی جگہ ضروری ہے پس جس جگہ وقف کرنا قبیح ہو

ھ یعنی جہاں وقف کرنے سے ایہام مالایلیق لازم آئے (جس کی بابت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا سے نہی وارد ہے) یا تعلق اعرابیہ پایا جائے ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(یعنی صحیح نہ) ہو وہاں وصل کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ وقف قبیح کا معلوم ہونا قرآن پاک کے معنیٰ جاننے پر موقوف ہے اس لیے مبتدیوں کو چاہیے کہ جہاں آیت یا وقف کی کوئی علامت (جن کا بیان سبق نمبر۹ میں گذر چکا ہے) لکھی ہوئی نہ ہو یا وصل کی علامت بغیر آیت کے لکھی ہوئی ہو وہاں وصل ہی کریں کیونکہ قرآن شریف میں جن جن موقعوں پر وصل کی نشانیاں بغیر آیت کے لکھی ہوئی ہیں ان میں بہت سے مواقع ایسے ہیں کہ جو محل وصل میں داخل ہیں کہ وہاں وقف کرنے سے قباحت لازم آتی ہے اور بہت سے مواضع ایسے ہیں کہ جہاں وقف کرنے سے کوئی قباحت نہیں بلکہ بہت سی جگہوں پر وقف کے علاوہ آگے ابتدا کرنا بھی قبیح نہیں بلکہ صحیح ہوتا ہے لیکن چونکہ کسی بھی علامتِ وصل پر وصل کرنے سے قطعی قباحت نہیں ہوتی ہے اس لیے طلبائے عزیز کو چاہیے کہ جہاں آیۃ یا علامت وقف مرسوم نہ ہو وہاں وصل ہی کریں تاکہ قباحت کا امکان ہی باقی نہ رہے اور علامتِ وصل دو ہیں۔

① لا: جو لَا تَقِفْ عَلَيْهِ کا مختصر ہے جس کا بعض جگہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس جگہ وقف ہی نہ کرو لہذا ایسے موقعہ پر یہ علامت (لا) وقف لازم کی میم کے مقابل ہے یعنی جس طرح وقف کے واسطے مؤکّد نشانی میم ہے (کہ اس کے ذریعہ وقف کرنے کی تاکید کی گئی ہے) اسی طرح وصل کی مؤکّد علامت (لا) ہے اور بعض جگہ اس علامت سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اس موقع پر ایسا وقف نہ کرو کہ اس کے بعد ابتدا کرو بلکہ وقف کے بعد اعادہ کر کے پڑھو اور بعض جگہ ابتدا کرنا بھی صحیح ہوتا ہے یعنی جہاں علامتِ لا آیت پر واقع ہو۔

② صلے: جو اَلْوَصْلُ اَوْلٰی کا مختصر ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس جگہ وصل کر کے پڑھنا بہت بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسئلہ

① وصل کی تعریف و تقسیم بیان کیجیے ② کیفیت وصل کی صورتیں اور ان کی تعریف نیز محل وصل اور ان کی علامات بتائیے ③ وصل سکون بالسکون کی ایک مثال لکھیے

④ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا میں بحالتِ وصل ہمزہ باقی رہے گا یا حذف ہوگا۔

⑤ رہائے سکتہ والے کلمات پر) وصل بہ نیت وقف کرنے کا کیا مطلب ہے اور یہ کتنی جگہ آتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ (۲)

سکوت سکوت کے معنیٰ ● سکوت کا اصل محل آیت ہے ● علامت وقف پر سکوت بہتر نہیں اور درمیان میں جائز نہیں ● سکوت بالوجہ بہتر نہیں اور بلا وجہ جائز نہیں ● منافی قرأت سے سکوت کا حکم ختم ہو جاتا ہے جیسے اجنبی کلام وغیرہ

قطع قطع کے معنیٰ ● قطع حقیقی کا محل جزو کامل ہیں ● قطع اتفاقی کا محل صرف آیت ہے ● درمیان آیت میں قطع کرنا جائز نہیں۔

ابتدار ابتدار کے معنیٰ وقف کے بعد آگے پڑھنا ● وقف کی طرح ابتدار میں بھی دو چیزیں ہیں (۱) محل یعنی علامتِ وقف اور آیت کا مابعد (۲) کیفیت۔ اس کی صرف ایک صورت ہے یعنی حرکت خواہ مرسوم ہو یا نہ ہو ● اگر حرف مبدور (ہمزہ عارضی) پر حرکت نہ ہو تو اس کے چار قاعدے ہیں الخ ؏

اعادہ اعادہ کے معنیٰ۔ وقف کے بعد ماقبل سے لوٹا کر پڑھنا ● اعادہ کیفیت میں ابتدار کے حکم میں ہے اور محل میں ابتدار کے تابع ہے (کیونکہ اعادہ صورۃً ابتدار ہی ہے ● حتی الامکان اعادہ صحیح کرنا چاہیے (ورنہ) غلط اعادہ سے ابتدار بہتر ہے۔

وصل وصل کے معنیٰ ایک موقف کو دوسرے موقف سے ملا کر پڑھنا ● وصل کرنے کے چند قاعدے ہیں (۱) وصل کی حالت میں اگر تجوید کا کوئی قاعدہ پایا جائے تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے (۲) وصل میں ہمزہ عارضی کو حذف کرنا ضروری ہے جیسے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (۳) ہمزۂ وصلی کے حذف کے بعد اگر دو ساکن جمع ہوں تو اس کے تین قاعدے ہیں (۱) پہلا ساکن حرفِ مد ہو تو وہ (اور ہمزۂ وصلی) حذف ہوگا جیسے وَاَخۡفَى اللّٰهُ (۲) پہلا ساکن کُمۡ یا هُمۡ کی میم ہو تو اس کو ضمہ دیا جائے گا جیسے ذٰلِكُمُ النَّارُ لَا يَعۡلَمُوۡنَهُمُ اللّٰهُ (۳) پہلا ساکن تنوین ہو تو نونِ قطنی لاکر پڑھا جائے گا جیسے خَيۡرُنِ اهۡبِطُوۡا۔

؏ یہاں یا جہاں بھی ”الخ“ لکھا ہوا ہے اس عبارت کی تکمیل طلباء عزیز خود کریں ۱۲ منہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نقشہ موعودہ ہمزۂ وصلیہ متحرکہ

نمبر شمار	کلمات	نام سورۃ	نمبر رکوع	نمبر آیۃ	نمبر شمار	کلمات	نام سورۃ	نمبر رکوع	نمبر آیۃ
۱	اَلْحَمْدُ	ہر جگہ			۲۴	اُدْعُوْا	اعراف	۷	۵۵
۲	اَللّٰہُ	〃			۲۵	اِتَّخَذُوْہُ	〃	۱۸	۱۴۸
۳	اَلَّذِیْنَ	〃			۲۶	اَلْئٰنَ	انفال	۹	۶۶
۴	اُنْظُرْ	〃			۲۷	اِشْتَرَوْا	توبہ	۲	۹
۵	اَلْیَوْمَ	〃			۲۸	اِتَّخَذُوْا	〃	۵	۳۱
۶	اِہْدِنَا	سورۃ الفاتحہ			۲۹	اِنْفِرُوْا	〃	۶	۴۱
۷	اِہْبِطُوْا	بقرہ	۷	۶۱	۳۰	اَلْمُنٰفِقُوْنَ	〃	۹	۶۷
۸	اَلْحَقُّ	〃	۱۷	۱۴۷	۳۱	اِسْتَغْفِرْ	〃	۱۰	۸۰
۹	اَلْحُرُّ	〃	۲۲	۱۷۸	۳۲	اَلْاَعْرَابُ	〃	۱۲	۹۷
۱۰	اَلشَّہْرُ	〃	۲۴	۱۹۴	۳۳	اَلتَّآئِبُوْنَ	〃	۱۴	۱۱۲
۱۱	اَلْحَجُّ	〃	۲۵	۱۹۷	۳۴	اِرْجِعُوْا	یوسف	۱۰	۸۱
۱۲	اَلطَّلَاقُ	〃	۲۹	۲۲۹	۳۵	اِذْہَبُوْا	〃	۱۰	۹۳
۱۳	اَلْحَیُّ	〃	۳۴	۲۵۵	۳۶	اُدْخُلُوْہَا	حجر	۴	۴۶
۱۴	اَلشَّیْطٰنُ	〃	۳۷	۲۶۸	۳۷	اِجْتَبٰہُ	نحل	۱۶	۱۲۱
۱۵	اَلصّٰبِرِیْنَ	آل عمران	۲	۱۷	۳۸	اُدْعُ	〃	۱۶	۱۲۵
۱۶	اَلْحَقُّ	〃	۶	۶۰	۳۹	اِقْرَاْ	اسراء	۲	۱۴
۱۷	اَلرِّجَالُ	نسآء	۶	۳۴	۴۰	اَلْمَالُ	کہف	۶	۴۶
۱۸	اِنْتَہُوْا	〃	۲۳	۱۷۱	۴۱	اَلرَّحْمٰنُ	طٰہٰ	۱	۵
۱۹	اِعْدِلُوْا	مآئدہ	۲	۸	۴۲	اِذْہَبْ	〃	۱	۲۴
۲۰	اِعْلَمُوْا	〃	۱۳	۹۸	۴۳	اِذْہَبْ	〃	۲	۴۲
۲۱	اِتَّبِعْ	انعام	۱۳	۱۰۶	۴۴	اِذْہَبَا	〃	۲	۴۳
۲۲	اِتَّبِعُوْا	اعراف	۱	۳	۴۵	اِقْتَرَبَ	انبیآء	۱	۱
۲۳	اُدْخُلُوْا	〃	۶	۴۹	۴۶	اَلْمُلْکُ	حج	۷	۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۷	اَلنَّارُ	حج	۹	۷۲	۷۱	اِدْفَعْ	حٰمٓ سجدۃ	۵	۳۴
۴۸	اِدْفَعْ	مومنون	۶	۹۶	۷۲	اِعْمَلُوْا	〃	۵	۴۰
۴۹	اَلزَّانِیَةُ	نور	۱	۲	۷۳	اِسْتَجِیْبُوْا	شوریٰ	۵	۴۷
۵۰	اَلزَّانِیْ	〃	۱	۳	۷۴	اَلْاَخِلَّآءُ	زخرف	۶	۶۷
۵۱	اَلْخَبِیْثٰتُ	〃	۳	۲۶	۷۵	اُدْخُلُوْا	〃	۷	۷۰
۵۲	اَلْمِصْبَاحُ	〃	۵	۳۵	۷۶	اِیْتُوْنِیْ	احقاف	۱	۴
۵۳	اَلزُّجَاجَةُ	〃	۵	۳۵	۷۷	اِصْلَوْهَا	طور	۱	۱۶
۵۴	اَلْمُلْكُ	فرقان	۳	۲۶	۷۸	اِقْتَرَبَتِ	قمر	۱	۱
۵۵	اَلرَّحْمٰنُ	〃	۵	۵۹	۷۹	اَلرَّحْمٰنُ	رحمٰن	۱	۱
۵۶	اِذْهَبْ	نمل	۲	۲۸	۸۰	اَلشَّمْسُ	〃	۱	۵
۵۷	اِرْجِعْ	〃	۳	۳۷	۸۱	اِعْلَمُوْا	حدید	۲	۱۷
۵۸	اُسْلُكْ	قصص	۴	۳۲	۸۲	اِعْلَمُوْا	〃	۳	۲۰
۵۹	اِتَّخَذَتْ	عنکبوت	۴	۴۱	۸۳	اِتَّخَذُوْا	مجادلہ	۳	۱۶
۶۰	اُتْلُ	〃	۵	۴۵	۸۴	اِسْتَحْوَذَ	〃	۳	۱۹
۶۱	اُدْعُوْهُمْ	احزاب	۱	۵	۸۵	اَلْمَلِكُ	حشر	۳	۲۳
۶۲	اَلنَّبِیُّ	〃	۱	۶	۸۶	اِتَّخَذُوْا	منٰفقون	۱	۲
۶۳	اِعْمَلُوْا	سبا	۲	۱۳	۸۷	اَلْحَآقَّةُ	حآقّہ	۱	۱
۶۴	اِصْلَوْهَا	یٰسٓ	۴	۶۴	۸۸	اِنْطَلِقُوْا	مرسلٰت	۱	۲۹
۶۵	اُحْشُرُوْا	صٰٓفّٰت	۲	۲۲	۸۹	اِنْطَلِقُوْا	〃	۱	۳۰
۶۶	اِصْبِرْ	صٓ	۲	۱۷	۹۰	اِذْهَبْ	نٰزعٰت	۱	۱۷
۶۷	اُرْكُضْ	〃	۴	۴۲	۹۱	اِقْرَاْ	علق	۱	۱
۶۸	اِسْتَكْبَرَ	〃	۵	۷۴	۹۲	اِقْرَاْ	〃	۱	۳
۶۹	اَلنَّارُ	غافر	۵	۴۶	۹۳	اَلْقَارِعَةُ	قارعہ	۱	۱
۷۰	اُدْخُلُوْا	〃	۸	۷۶					

تنبیہ:۔ ان ہمزۂ آت کے علاوہ آیت اور علامت وقف کے بعد جو ہمزہ واقع ہو اور اس پر حرکت لکھی ہوئی ہو تو وہ اصلی ہوگا لہٰذا اس کو ابتداء کی طرح وصل میں بھی باقی رکھا جائیگا جیسے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے مدعا کے موافق ملحقات قرأت یعنی وقف[۱]۔ ابتدا[۲]، اعادہ[۳]، وصل[۴]، سکتہ[۵]، سکوت[۶]۔ قطع[۷] کے تمام ضروری مسائل بیان ہو چکے جو اردو داں کے لیے بہت کافی اور وافی ہیں لیکن چونکہ وقف کی پوری طرح معرفت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ فنِ رسمُ الخط (یعنی قرآن حکیم کی کتابت اور لکھت کے علم) سے بھی واقفیت ہو۔ دوسرے یہ کہ قاری کی تکمیل چار[۴] علوم (یعنی علمِ تجوید[۱]۔ علمِ وقف[۲]۔ علمِ رسم[۳]۔ علمِ قرأت[۴]) کی تحصیل پر موقوف ہے کہ ان عُلُومِ اَرْبَعَہ کی تکمیل کیے بغیر کوئی مکمل قاری نہیں بن سکتا اس لیے طلبائے عزیز کو چاہیے کہ یہ کتاب پڑھنے کے بعد "رُسُومُ الْمُبْتَدِیْ" بھی ضرور پڑھیں تاکہ قرآن عظیم کی رسم الخط کی بھی معرفت حاصل ہو جائے۔

اللہ جلّ شانہ وعمّ نوالہ اپنی بارگاہ عالی میں اس کتاب کو قبول فرما کر کامل طور پر نافع بنائیں اور مجھ کو، آپ کو و تمام مسلمانوں کو قرآنِ کریم صحیح وکما حقہ، پڑھنے، پڑھانے اور اپنے ہر مامور پر پورے طور سے عمل کرنے نیز سب کو حسن خاتمہ کی دولت سے مالا مال فرمائیں آمین یا ربّ العالمین۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مُنْشِی الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ

ثُمَّ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِی الْقِدَمِ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ ۔ وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ ثُمَّ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ ۔ اَهْلِ التُّقٰى وَالنُّقٰى وَالْعِلْمِ وَالْحِكَمِ

وَكُلِّ قَارِئِ الْقُرْاٰنِ وَكُلِّ سَامِعٍ

بِفَضْلِكَ الْعَمِيْمِ يَا ذَا الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ

آمین

ابو سالم محمد اسمٰعیل صادق خورجوی

مدرس تحفیظ القرآن مکہ معظمہ

مورخہ ۲۲ رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۴ ہجری شب جمعہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ مضامین اربعہ

برائے ذی استعداد طلبائے کرام وحضرات شائقین تجوید وقرأت

① محلِ وقف کا بیان

علم قرأت کے متعلقات میں سب سے زیادہ دقیق اور مشکل علم وقف ہے کیونکہ اس کے جزوِ اول محلِ وقف میں عربیت اور درایت کو زیادہ دخل ہے (باقی کیفیت وقف کو قرأت اور روایت سے تعلق ہے) اور یہ ظاہر ہے کہ اکثر مبتدی طلبائے عزیز علم عربیت سے آشنا نہیں ہوتے ہیں لہٰذا اس کا بیان عربی داں طلبائے کرام کے استفادہ وانتفاع کی غرض سے بطور ضمیمہ آج مورخہ ۲۸ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ روز چہار شنبہ کو بعد صلوٰۃ العصر محض توکلاً علی اللہ تعالیٰ لکھنا شروع کرتا ہوں۔ اللہ العالمین جل شانہ، گنبدِ خضریٰ میں آرام فرمانے والے اپنے محبوب رسولِ پاک فداہ ابی وامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل سے اصل کتاب اور اس ضمیمہ کو مقبول ونافع فرمائیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

اگرچہ وقف کرنے کی بطریقِ لزوم اور اصل علّت دو ہیں یعنی ان ۲ دو حالتوں میں وقف کرنا اصل ہے۔

① اِتمامِ نَفَس: یعنی سانس کا پورا ہونا۔ کہ جب سانس پوری ہو اور وقف کا تقاضہ کرے تو وقف کر دیا جائے خواہ کلام پورا ہو یا نہ ہو۔

② اِختتامِ کلام: یعنی کلام کا پورا ہونا۔ کہ جب کلام پورا ہو جائے تو وقف کیا جائے خواہ سانس پورا ہو یا نہ ہو لیکن چونکہ وقف کرنے کی اور بھی وجوہات پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض مرتبہ ایسی جگہ وقف کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے کہ جہاں کوئی علامتِ وقف نہیں ہوتی ہے اس لیے بھی محلِ وقف (جو معرفتِ وقف میں اصل اور حضرات ائمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقف کا مبحث ہونا ہے) کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ وقف بے محل اور بے موقع نہ ہو کیونکہ وقفِ اختیاری کے واسطے محلِ وقف کی رعایت کرنا ضروری ہے (خواہ وہاں کوئی وقف کی نشانی ہو یا نہ ہو) کیونکہ اگرچہ وقف اور وصل معنیٰ پر دلالت نہیں کرتے ہیں کہ وصل کی جگہ وقف اور وقف کی جگہ وصل کرنے سے معنیٰ بدل جاتے ہوں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ان کے ذریعہ معنیٰ سمجھنے میں سہولت و آسانی ہونے کے علاوہ محلِ وقف پر وصل کرنے سے کلام کے اتصال کا اور محلِ وصل پر وقف کرنے سے کلام کے انفصال کا وہم اور بعض جگہ قرآنِ کریم کی مُراد کے خلاف دوسرے معنیٰ کا بھی وہم ہو سکتا ہے اور محلِ وقف پر وقف کرنے سے نہ تو انقطاع کلام لازم آئے گا اور نہ ہی کسی جگہ قرآنِ حکیم کے معنیٰ کے خلاف کسی قسم کا ایہام لازم آئیگا بلکہ اس سے معنیٰ کی وضاحت اور قرأت میں حُسن و زینت ہو گی۔

پس واضح ہونا چاہیے کہ (گو بخیالِ ادائے سُنّت آیات پر مطلقًا اور بوجہ اضطرار و ضرورت ہر کلمۂ مقطوعہ پر وقف ہو سکتا ہے لیکن) وقف کرنے کے واسطے اصل محل وہ ہے جہاں وقف کرنے کے بعد رعایتِ معنیٰ کے ساتھ ابتدا کرنا صحیح ہو (خواہ وہاں کوئی علامتِ وقف مرسوم ہو یا نہ ہو) اور وقف کے بعد ابتدا اس صورت میں ہوتی ہے کہ جبکہ وقف والے لفظ کے بعد والے کلام کا اس سے پہلے والے کلام سے لفظی اور ترکیبی تعلق نہ ہو (جیسے مبتدا کا تعلق خبر سے اور موصوف کا صفت سے اور موصول کا صلہ سے اور شرط کا جزا سے اور فعل کا فاعل و نائب فاعل سے تعلق اعرابی ہوتا ہے) لیکن چونکہ وقف کی رعایتیں مختلف ہیں اس وجہ سے وقف کے محل اختیار فرمانے میں قرّاء کرام کا اختلاف ہے جس کا سمجھنا اور یاد رکھنا ضروریات سے ہے۔ فَاعْلَمْهُ۔

وقف میں معمول قرّاء سبعہ کا بیان

قرأتِ سبعہ کے پہلے امام حضرت نافع مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ اور چوتھے امام ابن عامر شامیؒ حسن وقف اور حُسنِ ابتداء دونوں کی رعایت فرماتے تھے یعنی وقف بھی ایسے مقام پر ہو کہ جہاں وقف کے بعد والے کلام کا اس کے پہلے والے کلام سے تعلق نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو اور ابتدار بھی ایسے مقام سے کی جائے کہ جہاں شروع ہونے والے کلام کا اس کے پہلے کلام سے تعلق نہ ہو جیسے سورۃ الواقعہ کے پہلے رکوع میں اِلَّا قِیۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝ کہ یہاں سابقین کے انعامات ختم ہو کر وَاَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ سے عام مؤمنین کے انعامات شروع ہوتے ہیں۔

اور دوسرے امام حضرت ابن کثیر مکیؒ مطلقاً آیات پر وقف کرنا پسند فرماتے تھے چنانچہ امام ابوالفضل رازیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موصوف ذیل کے تین مقامات کے علاوہ درمیانِ آیت میں کسی جگہ بھی وقف نہیں فرماتے (۱) سورۂ آل عمران کے پہلے رکوع میں وَمَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔ پر (۲) سورۃ الانعام کے تیرھویں رکوع میں وَمَا یُشۡعِرُكُمۡ ۙ پر (۳) سورۃ النحل کے چودھویں رکوع میں اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ پر

اور تیسرے امام حضرت ابوعمرو بصریؒ کے بارے میں تین اقوال ہیں (۱) آیات پر وقف پسند تھا چنانچہ خود امام موصوف فرماتے ہیں کہ مجھے آیات پر وقف کرنا پسند ہے (۲) حُسنِ ابتدار کو پسند فرماتے تھے (جیسے سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع میں اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝ پر وقف کرنے کے بعد یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمُ سے ابتدار کہ یہاں سے توحید کا بیان شروع ہوتا ہے۔) یہ دوسرا قول ابوالفضل خزاعیؒ سے منقول ہے (۳) حُسنِ وقف کو پسند فرماتے تھے۔ یہ تیسرا قول امام ابوالفضل رازیؒ سے منقول ہے۔

اور پانچویں امام حضرت عاصم کوفیؒ کے متعلق دو قول مروی ہیں (۱) حسنِ وقف کو پسند فرماتے تھے (۲) حسنِ ابتدار کو چاہتے تھے۔ لہٰذا اگر دونوں اقوال کو جمع کر دیا جائے تو اس سے (امام نافع مدنیؒ اور امام ابن عامر شامیؒ والی) عمدہ تر صورت بن جائیگی (یعنی وقف ایسی جگہ کیا جائے جہاں موقوف علیہ کے مابعد کو اپنے ماقبل سے نہ تو اعرابی تعلق ہو اور نہ معنوی و مطلبی علاقہ باقی ہو بلکہ وہاں مضمون پورا ہو گیا ہو کہ ختم کلام پر وقف کرنے میں حُسنِ وقف کے علاوہ حُسنِ ابتدار کی بھی رعایت ہے۔ کیونکہ یہ بات ابتدار کے لیے خوبی اور عمدگی کا باعث ہے کہ مُبتدار کو موقف سے کوئی تعلق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو اسی واسطے بعض قرار کرام نے وقف کرنے میں حسنِ ابتدار کو پسند فرمایا ہے۔

اور چھٹے امام حضرت حمزہ کوفیؒ اس جگہ وقف فرماتے تھے جہاں سانس لینے کی ضرورت واقع ہوتی تھی کیونکہ موصوف کے نزدیک تمام قرآنِ عظیم ایک سورت کے حکم میں ہے اسی وجہ سے آپؒ ایک سورۃ کا دوسری سورۃ کے ساتھ وصل کرنے کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ نیز آپؒ قرأت میں اکثر ترتیل و تحقیق کو پسند فرماتے تھے اور یہ ظاہر ہے کہ ترتیلاً و تحقیقاً قرأت کرنے کی حالت میں ختم کلام وغیرہ تک سانس پہنچنا سہل نہیں۔

اور ساتویں امام حضرت کسائی کوفیؒ کلام تام پر وقف فرماتے تھے بہرحال مجموعی حیثیت سے وہ صورت بہتر ہے جو قرأت قرآن مجید میں خوبی اور عمدگی کا باعث ہو اور یہ چیز حضرات ائمۂ قرأت سبعہ کے مندرجہ بالا اصول و مذاہب میں موجود ہے۔ فَتَدَبَّرْ۔

تنبیہ:۔ وَمَا يُشْعِرُكُمْ پر روایتِ حفصؒ وغیرہ کے اعتبار سے تو (لا) ہے لیکن قرأت ابن کثیر مکیؒ وغیرہ کے لحاظ سے (ط) ہے کیونکہ ان کی قرأت بکسر الہمزہ اِنَّهَا کی رو سے يُشْعِرُكُمْ پر کلام پورا ہو کر اِنَّهَا سے جملہ مستانفہ شروع ہوتا ہے۔

اوقاف اربعہ کا بیان

جاننا چاہیے کہ کلام کی ۲ دو صورتیں ہوا کرتی ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ کلام، وقف یعنی ٹھہراؤ کی جگہ پر کامل یعنی پورا ہو جائے۔ دوم یہ کہ وہ وقف کی جگہ پر کامل نہ ہو۔ پھر کلام کا پورا ہونا بھی ۲ دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ وہ کلام ایسے طور پر پورا ہو کہ اس کا اپنے مابعد سے قطعی کوئی تعلق نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اس کلام کا مابعد سے کوئی تعلق باقی ہو۔ پھر کلام کا مابعد سے متعلق ہونا بھی ۲ دو قسم پر ہے اولؔ یہ کہ کلام کا مابعد سے صرف معنی کے لحاظ سے تعلق ہو۔ دوم یہ کہ معنیٰ اور لفظ دونوں اعتبار سے تعلق ہو۔

پس اسی تقسیم پر حضرات ائمۂ وقف نے کلام کے تعلقِ لفظ و معنوی اور عدمِ تعلق نیز حسن و قباحت کے اعتبار سے محلِ وقف کی تقسیم فرما کر اوقاف کی قسمیں متعین فرمائی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مشہور ترین قول پر وقف کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) وقف تام (۲) وقفِ کافی (۳) وقفِ حَسَن (۴) وقفِ قبیح جن میں سے پہلی تین قسمیں یعنی تام۔ کافی حَسَن اس کلام کے وقف کی اقسام ہیں جو مطلب بتانے میں پورا ہو۔ یعنی پڑھی ہوئی عبارت اور کلام میں اتنے الفاظ آچکے ہوں کہ اگر وہاں وقف کر دیا جائے تو سامع اس کلام الٰہی کے معنیٰ اور مقصود سمجھ سکے اور چوتھی قسم اس کلام کے وقف کی ہے جو مطلب بتانے میں کامل نہ ہو یعنی حرف موقوف علیہ تک جو عبارت پڑھی گئی اس سے کلامِ الٰہیہ کے معنیٰ و مقصود ظاہر نہ ہوں۔ اب چاروں اوقاف کی تفصیل لکھی جاتی ہے فَاحْضُرْ

(۱) وقف تام یعنی کلمہ موقوفہ کے بعد والے کلام کا اس سے پہلے والے کلام سے لفظی و معنوی کوئی تعلق نہ ہو (بلکہ وہاں قصّہ یا مضمون تام یعنی پورا ہو گیا ہو) یہ وقفِ اختیاری کی پہلی قسم ہے۔ اس وقف میں چونکہ لفظاً و معناً دونوں طرح تعلق ختم ہو جاتا ہے اس لیے اور اقسامِ وقف کے مقابلہ میں اس پر وقف کرنے کی زیادہ تاکید ہے۔ اور وقف تام کی مثالیں یہ ہیں۔

(۱) سورۃ الفاتحہ میں یَوْمِ الدِّیْنِ ○ پر وقف کہ اس جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی صفات کا ذکر ختم ہو کر اِیَّاكَ نَعْبُدُ سے بندہ کی طرف سے خطاب شروع ہوتا ہے۔

(۲) نَسْتَعِیْنُ ○ پر وقف۔ کہ اس جگہ خطاب ختم ہو کر اِھْدِنَا سے دعا شروع ہوتی ہے

(۳) سورۃ البقرہ کے شروع میں هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ پر وقف۔ کہ یہاں مؤمنین و متقین

لہ محل وقف کی تقسیم کے بارے میں حضرات علمائے کرام کے بقول جناب صاحب کشف النظر چھ اقوال ہیں۔
(۱) شیخ ابن الانباری اور علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ وقف کی تین قسمیں ہیں۔ تام۔ حَسَن۔ قبیح
(۲) حضرت ابوعمرو الدانی وغیرہ کے نزدیک چار قسمیں ہیں۔ تام مختار۔ کافی جائز۔ حَسَن مفہوم۔ قبیح متروک
(۳) علامہ سجاوندی کے نزدیک پانچ قسمیں ہیں جو اصل کتاب میں گذر چکی ہیں۔
(۴) بعض حضرات کے قول پر آٹھ قسمیں ہیں۔ تام۔ شبیہ تام۔ حَسَن۔ شبیہ حَسَن۔ ناقص۔ شبیہ ناقص۔ قبیح۔ شبیہ قبیح
(۵) بعض کے قول پر دس قسمیں ہیں۔ تام۔ اَتَم۔ کافی۔ اَکفیٰ۔ حَسَن۔ اَحْسَن۔ صالح۔ اَصْلَح۔ قبیح۔ اَقبَح
(۶) علامہ جزری وغیرہ کے ارشاد پر چار قسمیں ہیں۔ جن کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ اس ضمیمہ میں بالتفصیل آئے گا منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اوصاف ختم ہو کر اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے کفار کے حالات شروع ہوتے ہیں۔

④ عَظِيْمٌ ○ پر وقف کہ یہاں کفار کے احوال ختم ہو گئے۔

⑤ سورۃ البقرۃ کے دوسرے رکوع کے آخر میں قَدِيْرٌ ○ پر وقف۔

⑥ سورۃ البقرہ کے تیسرے رکوع کے آخر میں وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ پر وقف کہ آگے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ سے حضرت آدم علیہ السّلام کے قصّہ کا آغاز ہے۔

⑦ سورۃ البقرہ کے پانچویں رکوع کے آخر میں وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ○ پر وقف کہ اگلی آیت میں يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ سے یہودیوں کو خطاب ہے۔ اور ان مقاماتِ مذکورہ میں لفظاً تعلق نہ ہونا ظاہر ہے۔

وقفِ تام اکثر رؤسِ آیات پر واقع ہوتا ہے اور کبھی آیت کے درمیان میں بھی واقع ہوتا ہے جیسے سورۃ الفرقان کے تیسرے رکوع میں لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ط پر وقف کہ یہاں ظالم اُبَیّ بن خلف کے حسرت بھرے قول کی حکایت ختم ہو کر وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○ اللہ ربّ العزّت کا ارشادِ گرامی ہے۔ اور بعض جگہ وقفِ تام آیت پوری ہونے کے ایک کلمہ کے بعد واقع ہوتا ہے جیسے سورۃ الکہف کے گیارہویں رکوع میں لَمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۙ كَذٰلِكَ ط کہ آیت سِتْرًا پر پوری ہو رہی ہے مگر کلام پورا كَذٰلِكَ پر ہو رہا ہے [ے] اسی طرح سورۃ الصّٰفّٰت کے چوتھے رکوع میں وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۙ وَبِالَّيْلِ ط کہ مُصْبِحِيْنَ ○ پر آیت تمام ہو گئی مگر کلام تمام وَبِالَّيْلِ پر ہو رہا ہے۔ اسی طرح سورۃ الزخرف کے تیسرے

[ے] اور اس عبارت کی تقدیر میں حضراتِ مفسّرینِ کرامؒ کے دو قول ہیں۔ اوّل اَمْرُ ذِي الْقَرْنَيْنِ كَذٰلِكَ اي كما وَصَفَهٗ تَعْظِيْمًا لِاَمْرِهٖ۔ یعنی ذوالقرنین کا قصّہ ومعاملہ اسی طرح ہے جیساکہ پہلے مذکور ہوا پس جملہ ہذا سے اس کے قصہ ومعاملہ کی تعظیم شان کا اظہار کرنا مقصود ہے۔ اور دوسرا قول كَذٰلِكَ كَانَ خَيْرُهُمْ یعنی مطلعِ شمس کے مقام والی قوم کی خبر اور معاملہ اسی طرح ہے جیساکہ مذکور ہوا۔ بہرحال عبارت کی تقدیر اور مفہوم ومقصود میں تو مذکورہ دو اقوال ہیں لیکن اس پر تمام حضرات کا اتفاق ہے کہ وقفِ تام كَذٰلِكَ پر ہے (ملتقط من النشر مع کشف النظر ص۳۲) ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکوع میں وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ۔ کہ یَتَّکِئُوْنَ پر رأس آیت ہے لیکن وقفِ تام وَزُخْرُفًا پر ہے۔ اور وقفِ تام بعض بعض جگہ ہر ہر آیت پر اور بعض بعض مقامات پر دو دو آیت کے بعد اور بعض بعض مواقع پر کئی کئی آیتوں کے بعد واقع ہوتا ہے۔ بہرحال وقفِ تام آیت کے تابع نہیں۔ البتہ وقفِ اختیاری، وقفِ تام اور وقفِ کافی کے تابع ہے اس معنیٰ کر کہ ان دونوں اوقاف میں اصل محل کی رعایت ہے اور وقف کبھی ایک تفسیر اور معانی و اعراب کے لحاظ سے تو تام ہوتا ہے۔ اور دوسری تفسیر اور معانی و اعراب کی رُو سے غیر تام ہوتا ہے۔ مثالیں یہ ہیں۔

(۱) سورۂ آلِ عمران کے شروع میں وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ م کہ یہاں وقفِ تام ہے اور اس کے بعد وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ سے مستقل جملہ مستانفہ شروع ہو رہا ہے اور اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ متشابہات کی تاویل اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور جو حضرات علم میں راسخ و پختہ کار ہیں وہ بھی اُن کی تاویل و مُراد سے واقف نہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یعنی وہ حضرات ان متشابہات کو بھی تسلیم اور ان کی بھی تصدیق کرتے ہیں۔ یہ فرمان اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور رئیس المفسرین حضرت ابنِ عباسؓ و حضرتِ عبداللہ بن مسعودؓ و غیرہما کئی صحابہ کرامؓ کا ہے اور یہی مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی اور اکثر حضرات محدثین نیز حضرت امام نافع مدنی۔ حضرت امام کسائی کوفی۔ قرأت عشرہ کے نویں امام حضرت یعقوب بن اسحاق حضرمی بصری رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ نیز ائمۂ عربیت حضرت فرا (بنقطۂ واحدہ) حضرت اخفش حضرت ابوحاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔ ان کے علاوہ دیگر ائمۂ عربیت مثلاً ابن کیسان۔ ابن اسحاق طبری۔ احمد بن موسیٰ لوکوی۔ محمد بن عیسیٰ اصبہانی۔ ابوقاسم عباس بن فضل وغیرہم علیہم الرحمۃ بھی اسی قول کے قائل ہیں۔ چنانچہ حضرت عُروہ علیہ الرحمۃ جو مشہور تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ لَا يَعْلَمُوْنَ التَّأْوِيلَ لٰكِنْ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ یعنی (آیت مذکورہ بالا کا مطلب یہ ہے کہ) راسخین فی العلم بھی اس کی تاویل نہیں جانتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہمارا اس پر ایمان ہے۔ (حقیقت جاننے اور وصول الی المعرفت سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہم عاجز ہیں)۔

اور دوسری تفسیر کی بنا پر اسی موقع پر وقف غیر تام ہوتا ہے جس تفسیر میں وَ الرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ اسم الجلالہ یعنی لفظ اللّٰہُ پر معطوف ہے لہٰذا اس تقدیر پر بجائے اِلَّا اللّٰہُ کے فِی الْعِلْمِ پر وقف تام ہے۔ یہ مذہب امام فقہ حضرت ابو عبداللہ بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اسی کو ابن حاجبؒ وغیرہ نے اختیار فرمایا ہے۔ پس ان حضرات کے ارشاد کے مطابق حضرات علمائے راسخون فی العلم بھی متشابہات کی تاویل و مُراد سے واقف ہیں۔ ان دونوں اقوال میں تطبیق بھی ممکن ہے۔ اس طرح کہ پہلے قول سے متشابہات سے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی صفات مُراد ہیں (جن کی ماہیت وکنہ سے کوئی بھی واقف نہیں۔ نہ ماہر علمار کرام اور نہ عوام۔ اور قولِ ثانی پر متشابہات سے مُراد مشکل اور پیچیدہ مسائل ہیں (جن سے ماہر علمار کرام کا واقف ہونا ظاہر ہے)۔

(۲) حروفِ مقطعات۔ کہ ان پر وقف ان حضرات کے نزدیک تو تام ہے جو ان حرفوں کے لیے مبتدار یا خبر کو محذوف یا فعل کو مقدر مانتے ہیں اور مابعد کے کلام کو مستانفہ قرار دیتے ہیں مثلاً الٓمّٓ یعنی ھٰذَا الٓمّٓ یا الٓمّٓ ھٰذَا یا قُلْ الٓمّٓ۔ لیکن جو حضرات ان حروف مقطعات کو مبتدار قرار دے کر اس کے بعد کے جملوں یعنی باقی سورۃ الیٰ آخرہا کو خبر کہتے ہیں ان کے نزدیک وقف غیر تام ہے۔

(۳) سورۃ النمل کے تیسرے رکوع میں وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ج کہ اس جگہ ان حضرات کے نزدیک تو وقفِ تام ہے جو وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ کو حق سبحانہٗ وتقدس کا ارشاد (جو بلقیس کی کہی ہوئی بات کو مؤکد اور پختہ کرنے کے واسطے ہے) بتاتے ہیں لیکن جو حضرات اس جملہ کو بلقیس کے کلام کا جزو قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک یہاں وقف کافی ہے۔

(۴) سورۂ زخرف کے ساتویں رکوع میں قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ کہ یہاں اس تفسیر کی جہت سے تو وقف تام ہے جس میں اِنْ کو نافیہ مانا گیا ہے جو مَا کے معنیٰ میں ہے لیکن اگر اِنْ کو شرطیہ تسلیم کیا جائے تو پھر وَلَدٌ کے بجائے اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ پر وقف تام ہوگا۔

اسی طرح کبھی ایک قرأت کے اعتبار سے وقف تام ہوتا ہے اور دوسری قرأت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے موجب غیر تام ہوتا ہے۔ مثالیں یہ ہیں۔

(۱) سورۃ البقرہ کے پندرہویں رکوع میں وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ط کہ یہاں پر قرأت عشرہ میں سے آٹھ ائمہ کرام یعنی ابن کثیر مکی، ابوعمرو بصری، عاصم، حمزہ، کسائی کوفیین۔ آٹھویں امام ابوجعفر یزید بن قعقاع مدنی یعقوب حضرمی بصری اور دسویں امام حضرت خلف بن ہشام بزّار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی قرأت پر تو وقف تام ہے کیونکہ ان قرأتوں میں وَاتَّخِذُوْا (بصیغہ امر یعنی خار کے کسرہ کے ساتھ) پڑھا جاتا ہے جس میں استقلالاً حکم ہے لہٰذا یہ اپنے ماقبل سے الگ ہوگیا۔ اور نافع مدنی و ابن عامر شامی کی قرأت پر وقف غیر تام ہے کیونکہ ان دو قرأتوں میں وَاتَّخَذُوْا (بصیغہ ماضی یعنی فتحہ خار سے) پڑھا جاتا ہے جو ان صیغوں کے مناسب ہے جو اس کے دونوں جانبوں میں آرہے ہیں پس جس طرح جَعَلْنَا پر اِذْ داخل ہے اسی طرح بذریعہ عطف اِتَّخَذُوْا بھی اِذ کا مضاف الیہ ہے۔

(۲) وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی ط کہ یہاں بھی وہی تفصیل ہے جو ابھی گذری ہے

(۳) سورۃ ابراہیم علیہ السلام کے شروع میں بِاِذْنِ رَبِّھِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝ کہ اس جگہ قرأتِ عشرہ میں سے مدنیان (یعنی نافع مدنی و ابوجعفر مدنی) اور شامی کی قرأت پر تو وقفِ تام ہے کیونکہ ان کی قرأت میں اَللّٰہُ الَّذِیْ (ہار کے رفع سے) سے ہے جس کی وجہ سے بعد والا جملہ مستانفہ ہے اور باقین (یعنی عشرہ کے بقیہ سات ائمہ کرام) کی قرأت پر وقف حَسَن ہے کیونکہ ان کی قرأت اسم الجلالہ (یعنی لفظ اللہ کی ہار کے جر سے ہے اور اس صورت میں اَللّٰہِ۔ اَلْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ سے بدل یا عطف بیان ہے۔

فائدہ:۔ وقفِ تام تمامیت میں باہم ایک دوسرے سے قوی بھی ہوتا ہے لہٰذا بعض بعض جگہ وقفِ تام میں وقفِ اَتَم بھی پایا جائے گا جیسے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ط اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ط کہ دونوں جگہ وقفِ تام ہے مگر پہلا وقفِ اتم ہے یعنی زیادہ تام و اکمل ہے دوسرے وقف سے۔ کیونکہ موقعۂ ثانیہ اپنے مابعد سے خطاب کے معنیٰ میں مشترک ہے بخلاف اوّل کے کہ اس میں یہ بات نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:۔ ممکن ہے کوئی صاحب فرمائیں کہ علامہ ابو عمرو عثمان بن سعید دانی اندلسیؒ (متوفی ۴۴۴ھ) وقفِ تام کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں کہ وقفِ تام تمامی قصّوں کے اختتام پر واقع ہوتا ہے۔ اور مضمون بالا میں وقفِ تام کی تعریف کے ضمن میں معلوم ہوا کہ وقفِ تام کا وقوع درمیانِ قصّہ میں بھی ہوتا ہے۔ نیز علامہ موصوف کے ارشادِ مذکورہ سے لازم آتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے اثنائے قصّہ میں وقف تام نہ ہو۔

جواب اس کا یہ ہے کہ سورۂ یوسف علیہ السلام میں متعدد قصّے ہیں جو حضرت یوسف علیہ السلام ہی کے قصّہ سے متعلّق ہیں جیسے قصّہ رؤیا جس کی تکمیل پہلے رکوع کے ختم اِنَّهٗ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ پر ہوتی ہے۔ اسی طرح قصّہ تدبیرِ اَخ و تبعیدِ اَب (یعنی آپ علیہ السلام کے بھائی کی تدبیر اور والد ماجد علیہ السلام کی تبعید کا قصّہ) جس کی تتمیم۔ دوسرے رکوع میں اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ پر ہوتی ہے نیز بھائیوں کے فعل کا قصّہ جس کا اختتام اسی رکوع میں وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ پر ہوتا ہے۔ حاصل الجواب یہ ہے کہ وحدہٗ سے جو مُراد ہے وہ اعتباری ہے حقیقی نہیں۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ۔

② وقفِ کافی

یعنی کلمۂ موقوفہ کے بعد والے کلام کا اس سے پہلے والے کلام سے لفظی تعلق نہ ہو لیکن معنوی تعلق باقی ہو۔ یہ وقف اختیاری کی دوسری قسم ہے۔ اس وقف میں چونکہ اعراباً تعلق ختم ہو جاتا ہے جو وقف کے واسطے کافی ہے اس لئے اس پر وقف کرنا بہتر ہے (کیونکہ تعلقِ اعرابیہ کا نہ ہونا ہی وقف کے لیے اصل محل ہے جیسا کہ تحریر سابقہ میں گذر چکا ہے) اور وقف کافی کی مثالیں یہ ہیں۔

① سورۃ البقرۃ کے شروع میں وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج پر وقف کہ اس جگہ پر اعرابی تعلق ختم ہونا ظاہر ہے لیکن معنوی تعلق باقی ہے اس لیے کہ آگے وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ میں بھی مومنین و متقین کا ذکر ہے۔

② اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ق پر وقف کہ اس جگہ تعلقِ اعرابی کے انقطاع کے ساتھ تعلقِ معنوی اس طرح باقی ہے کہ آگے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ میں بھی اہلِ ایمان و اہلِ تقویٰ کی فلاح و کامیابی کی خوشخبری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ ④ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ اور خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ پر وقف کہ ان دونوں جگہ پر بھی صرف معنیٰ کی جہت سے تعلق باقی ہے کیونکہ آگے خَتَمَ اللّٰهُ الخ اور وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ میں بھی کفار ہی کا ذکر ہے۔ وقف کافی بھی آیت کے تابع نہیں ہے لہذا یہ فواصل (یعنی آیات) کی طرح غیر فواصل یعنی اوساطِ آیات پر بھی بہ کثرت واقع ہوتا ہے (جیسا کہ مثالوں سے بھی ظاہر ہے) پس اگر وقفِ کافی آیت سے قبل واقع ہو تو وقف آیت پر کیا جائے اور اگر آیت کے بعد واقع ہو تو پھر وقفِ کافی پر وقف کیا جائے کیونکہ جب آیت کے بعد محلِ وقف متصل واقع ہو تو اس صورت میں ماقبل کی آیتِ متصلہ محلِ وقف نہیں ہوگی۔

اور کبھی ایک تفسیر و ترکیب کے اعتبار سے وقف کافی ہوتا ہے اور دوسری تفسیر و ترکیب پر اسی موقع پر وقف غیر کافی ہوتا ہے مثالیں یہ ہیں۔

① سورۃ البقرہ کے بارہویں رکوع میں يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ پر وقف کہ یہاں اگلے جملہ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ کے مَا کو نافیہ ماننے کی صورت میں تو وقف کافی ہے (یعنی ہاروت اور ماروت پر سحر کا نزول تعلیم و تعلّم اور عمل کی غرض سے نہیں بلکہ صرف ابتلاء اور آزمائش کرنے کی غرض سے تھا) اور مَا کو موصولہ تسلیم کرنے کی صورت میں وقف کافی کے بجائے وقفِ حَسَن ہوگا۔

② وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ کہ یہاں مابعد کو جملہ مستانفہ قرار دے کر اُولٰٓئِكَ کو مبتدا اور عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ کو اس کی خبر مانا جائے تو وقف کافی ہے اور اگر اس کو اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کی یا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ کی خبر بنایا جائے تو پھر یہاں وقف حَسَن ہے۔

③ سورۂ توبہ کے چھٹے رکوع میں فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ کہ یہاں عَلَيْهِ کی ضمیر سے مُراد سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیا جائے تو وقف کافی ہے اور اگر بعض حضرات کے قول کے موافق عَلَيْهِ کی ضمیر کا مرجع سید الکونین حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلیم کیا جائے تو پھر یہاں وقف کافی نہیں بلکہ مابعد سے وصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر کے پڑھنا ضروری ہوگا۔

④ سورۂ توبہ ہی کے آخری رکوع میں حَرِيصٌ عَلَيْكُم کہ اس کو ماقبل سے متصل اور مربوط قرار دے کر اہلِ مکہ کے خطاب ہی میں شامل کیا جائے تو یہاں وقفِ کافی ہے لیکن جو مفسّرین کرام اس کو عمومی خطاب قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہاں وقف درست نہیں بلکہ وصل کیا جائے گا اور وصل ہی زیادہ راجح ہے (کذا فی الکتاب التمہید بحوالہ کشف النظر ۳۲۳/۳۲۴)۔

اسی طرح کبھی ایک قرأت پر وقف کافی ہوتا ہے اور دوسری قرأت پر غیر کافی ہوتا ہے۔ مثالیں یہ ہیں۔

① سورۂ بقرہ کے آخری رکوع میں يُحَاسِبْكُم بِهِ اللهُ ط کہ یہاں ابن عامر شامیؒ و عاصم کوفیؒ اور ابو جعفر مدنیؒ و یعقوب حضرمیؒ کی قرأت کے اعتبار سے تو وقفِ کافی ہے کیونکہ یہ چاروں حضرات فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ (یعنی راء اور باء پر رفع) پڑھتے ہیں (جس کی وجہ لغوی استیناف ہے جس کے معنیٰ ہیں کہ مابعد کا ماقبل سے تعلق اعرابیہ نہ ہونا) اور باقین حضرات ائمہ کی قرأت کے لحاظ سے یہاں وقف حَسَن ہوگا۔ کیونکہ وہ رفع کی جگہ جزم پڑھتے ہیں اور اس میں اتصال ہے جو فَيَغْفِرْ اور يُحَاسِبْكُم دونوں کے معنوی تعلق کا پتہ دیتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ فَيَغْفِرْ بذریعہ فاء يُحَاسِبْكُم پر معطوف ہے۔

② سورۂ آلِ عمران کے سترہویں رکوع میں يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللهِ وَفَضْلٍ کہ یہاں کسائیؒ کی قرأت وَإِنَّ اللهَ (بکسر الہمزہ) کی رُو سے وقف کافی ہے کیونکہ مابعد کا جملہ مستانفہ ہے۔ اور باقی قرّاء عشرہ کی قرأت وَأَنَّ اللهَ (بفتح الہمزہ) کی جہت سے یہاں وقفِ حَسَن ہے کیونکہ مابعد بِنِعْمَةٍ پر معطوف ہے۔

③ سورہ بقرہ کے سینتیسویں رکوع میں فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ط کہ اس کے بعد وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ میں راء کو رفع پڑھنے والوں یعنی ابن کثیر مکیؒ ابو عمرو بصریؒ۔ ابن عامر شامیؒ عاصم کوفیؒ اور یعقوب حضرمیؒ کی قرأت پر تو اس جگہ وقف کافی ہے کیونکہ باایں صورت یہ جملہ مستانفہ ہے ای هُوَ يُكَفِّرُ (باقی ابن کثیر مکیؒ۔ ابو عمرو بصریؒ، شعبہؒ اور یعقوب حضرمیؒ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یُکَفِّرُ میں یار کے عوض نون پڑھنے کی وجہ التفات ہے اور رار پر جزم پڑھنے والوں یعنی نافع و ابوجعفر مدنی۔ حمزہ وکسائی کوفیؒ اور امام خلف کی قرأت (وَنُکَفِّرْ) پر اس جگہ وقف نہیں ہے بلکہ یہ مقامِ وصل ہے کیونکہ وَنُکَفِّرْ، فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ کے محل پر معطوف ہے جو جزار ہے۔

فائدہ:۔ وقف کافی کفایت میں باہم ایک دوسرے سے قوی بھی ہوتا ہے اور یہ قوت وتفاضل اکثر رؤس آی کو حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا بعض بعض جگہ وقف کافی میں وقفِ اکفیٰ بھی پایا جائے گا۔ جیسے سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع میں فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ج وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝ کہ اس آیۃ میں تینوں جگہ وقف کافی ہے مگر پہلے سے دوسرا وقف اکفیٰ ہے اور پہلے دونوں سے آخری وقف اکفیٰ ہے۔ اسی طرح گیارہویں رکوع میں وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ط پر وقف کافی ہے اور إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ پر وقف اکفیٰ ہے۔ اسی طرح پندرہویں رکوع میں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط پر وقف کافی ہے اور إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ پر وقفِ اکفیٰ ہے۔

تنبیہ:۔ بعض مرتبہ وقفِ تام اور وقفِ کافی پر وقف کرنا عرفاً ضروری ہوتا ہے تاکہ کلام اللہ شریف کا جو مقصود ہو اس کی وضاحت ہو جائے جیسے سورۂ یونس علیہ السلام کے ساتویں رکوع میں وَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ کہ یہاں اگر وقف نہ کیا جائے تو شبہ ہوتا ہے کہ اگلا کلام إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ط کفار کا مقولہ ہے۔ حال آں کہ یہ حق سبحانہ وتقدس کا ارشاد عالی ہے جس سے جدا جملہ شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع میں وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝ کہ یہاں وقف نہ کرکے اگر اگلے جملہ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا سے وصل کر دیا جائے تو اس کے معنی وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ مُخَادِعِينَ اللَّهَ الخ ہو جائیں گے یعنی نہیں ہیں وہ مومن مخادع بخدا (یعنی وہ مومن ہیں اور مخادع نہیں ہیں) اور یہ سراسر مقصود کے خلاف ہے کیونکہ کلام حق تعالیٰ شانہٗ کی مراد منافقین کے ایمان کی نفی اور ان کے خدع جیسے قبیح فعل کا اثبات ہے یعنی وہ مومن نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ فریب کرنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں۔ (ملح القرآن بمفہومہ)

③ وقفِ حَسَن یعنی کلمۂ موقوفہ کے بعد والے کلام کا اس سے پہلے والے کلام سے لفظی تعلق ہو۔ اس طرح کہ اس موقوف علیہ تک جو عبارت پڑھی گئی اس سے کلامِ الٰہی عزّ و جل کا مقصود سمجھ میں آسکے۔ یہ وقف اختیاری کی تیسری قسم ہے۔ یہ وقف اگرچہ فی حدّ ذاتہٖ حَسَن اور مفید ہوتا ہے کہ کسی درجہ میں کلام کی مُراد صحیح مفہوم ہوجاتی ہے۔ لیکن اس میں اور اوقافِ ماسبق (یعنی وقفِ تام اور وقفِ کافی) میں یہ فرق ہے کہ اُن دونوں وقفوں میں اصل کی رعایت ہے اسی وجہ سے ان پر وقف کے بعد اعادہ جائز نہیں لہٰذا ابتدا کی جاتی ہے اور وقفِ حُسن میں وقف کی صلاحیت ہے جس کی وجہ سے وقف کی اجازت ہے (گو وقف اختیاری بہتر نہیں) اسی صلاحیت کی بناء پر اس کو وقف صَالِح بھی کہتے ہیں لیکن چونکہ لفظی تعلق باقی رہنے کی وجہ سے اس کے بعد ابتداء کی صلاحیت نہیں۔ لہٰذا وقف حسن کے بعد ابتداء جائز نہیں بلکہ اعادہ ضروری ہے (بشرطیکہ اس موقعہ پر رأس آیت نہ ہو) تاکہ کلام مربوط و مفید ہوجائے اور سامع کو فہمِ معنیٰ کے لئے کسی جملۂ متعلقہ وغیرہ کی حاجت نہ رہے۔

کیونکہ جس طرح عند القراء قرآن مجید میں کلمہ اور کلام کی تصحیح اصل مقصود ہے اسی طرح حضراتِ ائمہ وقف کے نزدیک لفظ اور معنیٰ دونوں کی صحت اصل مقصود و مطلوب ہے۔ لہٰذا قرأت میں ہر دو امور کی رعایت ضروری ہے تاکہ وقف کی صحت کے ساتھ معنیٰ کی بھی صحت و وضاحت ہو اور یہ اُسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ تصحیح وقف کے ساتھ (بوقتِ اعادہ) تصحیح اعادہ کی بھی کامل رعایت کی جائے۔

وقفِ حَسَن بھی فواصل اور غیر فواصل دونوں پر پایا جاتا ہے لیکن غیر فواصل پر زیادہ واقع ہوتا ہے اور مثالیں وقفِ حَسَن کی یہ ہیں:۔

① بِسْمِ اللّٰہِ پر وقف کہ یہاں مابعد سے تعلق لفظی باقی ہے اس لئے کہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ ہیں لیکن معنیٰ مفہوم ہو رہے ہیں (کہ شروع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے)۔

② اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر وقف کہ یہاں بھی تعلق ترکیبی باقی ہے کیونکہ آگے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اسی کی صفت ہے لیکن مفہوم ظاہر ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں۔)

③ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ پر وقف کہ آگے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بھی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کی طرح صفات ہیں۔ لیکن معنیٰ ظاہر ہیں۔

④ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ پر وقف کہ آگے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ بھی حق جلّ وعلا شانہٗ ہی کی صفت ہے۔

⑤ اِيَّاكَ نَعْبُدُ پر وقف کہ یہ بھی تعلق اعرابی کی رُو سے اپنے بعد والے کلام (وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ) سے بے نیاز نہیں ہے لیکن معنیٰ ومقصود ظاہر ہے۔

اور کبھی ایک تقدیر پر وقف حسن ہوتا ہے اور دوسری تقدیر پر وقف کافی ہو جاتا ہے نیز ایک تقدیر پر تام بھی ہوجاتا ہے جیسے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ کہ یہاں پر وقف حسن ہے اس تقدیر کہ مابعد کے جملہ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کو لِلْمُتَّقِيْنَ کی نعت وصفت مانی جائے لیکن اگر اَلَّذِيْنَ الخ کو هُمْ کی تقدیر پر رفع کی حالت میں رکھا جائے یا تقدیر اَعْنِیْ پر نصب کی حالت میں رکھا جائے یعنی هُمُ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ یا اَعْنِی الَّذِيْنَ الخ تو ہر دو صورتوں میں لِلْمُتَّقِيْنَ پر وقف کافی ہوگا نیز اگر اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کو مبتدا اور اس کی خبر اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ کو بنایا جائے تو پھر بایں صورت هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ پر وقف تام ہوگا (کذا فی النشر المجلد الاول)

فائدہ: وقفِ حسن اگر محلِ رأسِ آیت پر واقع ہو تو اس کو وقفِ اَحْسَن کہا جاتا ہے اس صورت میں مابعد سے ابتدا کرنی چاہیئے۔ اعادہ نہیں۔ البتہ اگر موقوف کے بعد والا کلام اپنا مفہوم ادا نہ کر سکے تو پھر اعادہ بھی کر سکتے ہیں جیسے سورہ صافات کے دوسرے رکوع میں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۙ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۙ

عہ کذا فی اہل التجوید از حضرۃ قاری سید کلیم اللہ صاحب حسینی مدظلہ ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: بعض نے کامل مفہوم والے کلام کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر حرف موقوف علیہ کے مابعد کا ماقبل سے کسی طرح کا تعلق نہ ہو تو وہ وقف تام ہے اور اگر موقوف علیہ کے مابعد کا ماقبل سے صرف معنیٰ کی جہت سے تعلق ہو تو وہ وقفِ کافی ہے (جیسا کہ اوپر بھی گذر چکا ہے) اور اگر موقوف علیہ کے مابعد کا ماقبل سے دونوں طرح کا تعلق ہو اور وہاں رَأس آیت ہو تو وہ وقفِ حَسن ہے اور اگر موقوف علیہ کے مابعد کا ماقبل سے دونوں طرح کا تعلق ہو اور وہاں آیت نہ ہو نیز وقف سے معنوی فساد بھی نہ لازم آئے تو وہ وقفِ صحیح ہے۔ لہٰذا اس تقسیم کے اعتبار سے وقفِ اختیاری کی چار قسمیں ہیں یعنی وقفِ تام۔ وقفِ کافی۔ وقفِ حَسن۔ وقفِ صحیح لیکن یہ خیال رہے کہ وقف کرنے میں محلِ اوقاف کے مراتب کی رعایت کرنا ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وقفِ تام یا وقفِ کافی تک سانس پہنچنے کی طاقت ہونے کے باوجود ان اوقاف کے غیر پر وقف کر دیا جائے کیونکہ محلِ اوقاف کی رعایت تفہیم معنیٰ اور تحسینِ قرأت کا باعث ہوتی ہے۔ فَخُذْ

۴ وقف قبیح یعنی کلمۂ موقوفہ کے بعد والے کلام کا اس سے پہلے کلام سے لفظی و معنوی دونوں طرح کا تعلق ہو اس طرح کہ موقوف علیہ تک قرأت کی ہوئی عبارت کے معنیٰ اور مقصود سمجھ میں نہ آ سکے یا اس کلام سے معنیٰ و مفہوم غلط نکلے۔ یہ وقفِ اضطراری کی قسم ہے لہٰذا وقف اختیاری اس موقع پر جائز نہیں کیونکہ وقفِ قبیح پر وقف کرنے سے بوجۂ اتصال کلام کوئی نہ کوئی قباحت لازم آئیگی اس واسطے وقف کرنے میں حتی الامکان اس بات کی رعایت ضروری ہے کہ جہاں کلام پورا ہو جائے یا تعلق اعرابیہ ختم ہو جائے وہاں وقف کیا جائے۔ وقفِ قبیح ہمیشہ غیر فواصل پر واقع ہوگا۔ (کیونکہ فواصل پر وقف کسی صورت میں بھی قبیح نہیں سوائے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ کے، کہ عند العلماء الکرام اس موقعہ پر وقف ممنوع قرار دیا گیا ہے)

وقفِ قبیح کی دونوں صورتوں کی مثالیں یہ ہیں:۔

(۱) مضاف پر بغیر مضاف الیہ کے وقف کرنا جیسے بِسْمِ اللّٰهِ میں بِسْمِ پر بغیر لفظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے یا رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں لفظ ربّ پر یا مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ میں لفظ مٰلِكِ پر وقف اور موصوف پر بغیر اس کی صفت کے جیسے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں الصِّرَاطَ پر وقف۔ اور مبتدا پر بغیر خبر کے جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں لفظ اَلْحَمْدُ پر وقف۔ اور موصول پر بغیر صلہ کے جیسے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ میں اَلَّذِیْنَ پر۔ اور معطوف پر بغیر معطوف علیہ کے جیسے اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ میں بِالْغَیْبِ پر۔ اور فعل پر بغیر فاعل کے جیسے (سورۃ الفرقان کے شروع میں) تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ میں تَبٰرَكَ پر۔ اور فعل پر بغیر مفعول کے جیسے (سورۃ الدّھر میں) اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا میں عَلَیْكَ پر۔ اور شرط پر بغیر جزار کے جیسے (سورۃ المائدہ کے دوسرے رکوع میں) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَكُمْ میں اِلَی الصَّلٰوۃِ پر۔ اور ذوالحال پر بغیر حال کے جیسے (سورۃ الانبیار کے دوسرے رکوع میں) وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا لٰعِبِیْنَ ۝ میں وَمَا بَیْنَھُمَا پر۔

اسی طرح وقف کرنا مستثنیٰ منہ پر بغیر مستثنیٰ کے۔ اور مبدل منہ پر بغیر بدل کے۔ اور مؤکّد پر بغیر تاکید کے۔ اور ممیّز پر بغیر تمیز کے۔ اور مفسَّر پر بغیر تفسیر کے۔ اور قسم پر بغیر جواب قسم کے۔ اور اسم الاشارہ پر بغیر مشارٌ الیہ کے۔ اور تمنّی و استفہام اور امر و نہی پر بغیر جوابات کے۔ اور افعال متعدّی بدو مفعول میں مفعول اوّل پر بغیر دوسرے مفعول کے اور معطوف علیہ پر بغیر معطوف مفرد کے۔ اور کَاَنَّ وَاَنَّ اور دونوں کی اخوات پر بغیران کے اسمار کے۔ اور کَاَنَّ وَاَنَّ کے اسمار پر بغیران کی اخبار کے۔ اور ہر متبوع پر بغیر اس کے تابع کے۔ اور ہر عامل پر بغیر اس کے معمول کے (وغیرہ وغیرہ) حضرات ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نہیں۔

(۲) سورۃ النسار کے دوسرے رکوع میں وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ پر وصل کر کے وَلِاَبَوَیْهِ پر وقف کرنا کہ اس سے کلام کا مقصد بدل جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں معنیٰ یہ ہو جاتے ہیں کہ ترکہ کے نصف حصّہ میں لڑکی کے ساتھ اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماں باپ بھی شریک ہیں۔ یا لڑکی کی طرح اس کے والدین کے لئے بھی نصف ہے۔
حالانکہ صحیح معنیٰ یہ ہیں کہ نصف حصہ صرف لڑکی کے واسطے ہے (نہ کہ اس کے اَبَوَیْنِ کے لئے بھی) پس وَلِاَبَوَیۡهِ سے کلام مستانف اور مستقل ہے جس میں میت کے ابوین کا وہ حصہ ذکر کیا گیا ہے جو اُن کے لئے اس تقدیر پر واجب ہوتا ہے جبکہ اس کی اولاد ہو۔
اور سورۃ الانعام کے چوتھے رکوع میں اِنَّمَا یَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ یَسۡمَعُوۡنَ ؕ کا وصل کر کے وَالۡمَوۡتٰی پر وقف کرنا کہ اس سے بھی مقصودِ کلام بدل جاتا ہے کیونکہ بایں صورت معنیٰ یہ نکلتے ہیں کہ ہمارے احکام وہی قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور مُردے (یعنی سننے والے کے ساتھ مُردے بھی شامل ہیں) حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ مقصودی معنیٰ یہ ہیں کہ ہمارے احکام صرف دعوتِ دین سننے والے مؤمنین قبول کرتے ہیں اور مُردے قبول نہیں کرتے اور ان کو اللہ تعالیٰ شانہٗ قبروں سے زندہ کر کے اٹھائیں گے پس اَلۡمَوۡتٰی کا تعلق یَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ سے ہے نہ کہ ماقبل سے جیسا کہ وقف کرنے کی حالت میں اس کا ایہام ہوتا ہے۔

پس وقفِ قبیح پر بلاضرورت وقف کرنا جائز نہیں تاکہ فسادِ مَعۡنَوِی یا اِیۡهَام مَالَایَلِیۡقُ یا عَدَمِ اِفَادَۃِ الۡمَعۡنیٰ نہ لازم آئے۔ لیکن اگر قاری مُضۡطَر یعنی مجبور ہو اور کسی ضرورتِ داعی جیسے انۡقِطَاعِ نَفَس و عطس و سہو یا تعلیم و تعلّم وغیرہ کی وجہ سے اضطراراً وقف ہو تو فوراً اعادہ کر لیا جائے تاکہ معنیٰ و مُراد صحیح ظاہر ہو جائے۔

فائدہ:- وقفِ قبیح میں اگر ایہام مالایلیق لازم آئے یعنی ایسے غلط و فاسد معنیٰ مفہوم ہوں جو اللہ سبحانہٗ و تقدس کی شانِ عالی کے لائق اور مناسب نہ ہوں یا وعید اور عذاب کی خبر بجائے گناہ گاروں کے صُلحاء کے لیے ہو جائے یا اُسی کے مثل کوئی اور معنیٰ پیدا ہو جائیں تو ایسا وقف اَقۡبَح ہو گا جیسے سورۃ البقرۃ کے تیسرے رکوع میں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسۡتَحۡیٖۤ اور سورۃ المآئدہ کے دسویں رکوع میں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی اور سورۃ النحل کے پانچویں رکوع میں لَا یَبۡعَثُ اللّٰهُ پر وقف اور سورۃ البقرہ کے پینتیسویں ۳۵ رکوع میں فَبُهِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ ؕ کا وصل کر کے وَاللّٰهُ پر وقف۔ اور سورۃ النحل کے ساتویں رکوع میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَثَلُ السَّوْءِ ؕ کا وصل کرکے وَلِلّٰہِ پر وقف۔ اسی طرح فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ پر وقف کرنا شروع کے پانچ مواضع پر وقف کرنے سے حق سُبحانہ وتعالیٰ کی شانِ عالی میں سوءِ ادبی کے نیز تکذیبِ قیامت کے معنیٰ پیدا ہوتے ہیں اور آخرالذکر موضع پر وقف کی صورت میں وعید نمازیوں کے لیے ہو جاتی ہے۔

اسی طرح (سورۂ آلِ عمران کے چھٹے رکوع میں) وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ ؕ اور (سورۃ النحل کے شروع میں) لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝ میں لفظ اِلٰہَ پر وقف۔ اور (سورۃ بنی اسرائیل کے آخر میں) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ اور (سورۃ الانبیاء کے آخر میں) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ میں لفظ اَرْسَلْنٰكَ پر وقف۔ اور (سورۃ الذّٰریٰت کے آخر میں) وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝ میں وَالْاِنْسَ پر۔ اور وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ میں لَا یَعْلَمُهَا پر۔ اور قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ میں اَلْغَیْبَ پر وقف وغیرہ وغیرہ کیونکہ ہر منفی پر بغیر ایجاب کے جس کے بعد حرفِ ایجاب (یعنی کلمۂ مثبت) ہو وقف کرنا قبیح ہے۔

لہٰذا ان مواقع پر یا جہاں بھی اس قسم کا ایہام مالا یلیق لازم آئے وہاں وقف کرنے سے خاص طور پر احتیاط و اجتناب کرنا اشد ضروری ہے اور بے ادبی و بے ایمانی کے معنیٰ پیدا ہونے والے مقامات پر قصداً اور اعتقاداً وقف کرنے میں کفر کا اندیشہ ہے اور یہ ہی خطرہ اس سامع کے لئے بھی ہے جو قاری کے غلط وقف کرنے کی وجہ سے فاسد اور بے ایمانی کے معنیٰ کا عقیدہ کرے اس لئے بھی قاری کو ایہام کے موقع پر وقف کرنے سے احتیاط لازم ہے اور اگر کسی مجبوری کے تحت اضطراراً وقف ہو جائے تو فوراً اعادہ کرنا ضروری ہے۔

تنبیہ:۔ قرآن کریم میں نہ کوئی وقف واجب ہے کہ جس کا وجوب ادلۂ اربعہ یعنی کتاب اللہ۔ سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ اجماعِ امّت۔ قیاس سے ثابت ہو اور اس کا تارک گنہگار ہو۔ اسی طرح اصطلاحِ فقہ میں کوئی وقف حرام بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں کہ وہاں وقف کرنے سے آدمی گنہگار ہو۔ اِلّایہ کہ جہاں کوئی سببِ تحریم اور موجبِ تاثیم پایا جائے تو وہاں قصداً وقف کرنا بے شک واجب یا حرام ہو جاتا ہے اور صورت اس کی یہ ہے کہ کسی جگہ وقف یا وصل کرنے سے فسادِ معنیٰ یا ایسا ایہام پیدا ہوتا ہو جو شانِ مؤمن سے بالکل بعید ہے مثلاً اِنِّیْ کَفَرْتُ پر بطورِ استہزاء وقف کرنا جس کے معنیٰ ہوتے ہیں کہ بے شک میں کافر ہوا۔ یا تغیُّرِ فاحش کی نیت سے وَمَا مِنْ اِلٰہٍ پر بغیر قرأت مابعد کے وقف کرنا کہ اس سے ذاتِ عالی عزّ اسمہٗ کی نفی کا اظہار ہوتا ہے لہٰذا یہاں وقف کرنا حرام اور وصل کرنا واجب ہے۔ اور وَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ پر وقف کرنا ضروری ہے۔

اور اگر بغیر قصد و ارادہ کے ایسی صورت واقع ہو جائے تو گو اس صورت میں آدمی گنہگار نہیں ہوتا ہے (کیونکہ گناہ و معصیت قصد و ارادہ کے ساتھ لازم آتے ہیں، عدمِ خیالی یا ناواقفی میں پڑھنے سے ہرگز نہیں) مگر حضراتِ اہلِ اداء کے نزدیک یہ بھی ناپسندیدہ ہے۔ لہٰذا معرفتِ وقف و وصل ہر قاری کے واسطے ضروری ہے تاکہ وقف اور وصل بے محل ہو کر معنیٰ غیر مُراد مفہوم نہ ہوں۔ افسوس کہ بہت سے حضرات حتّیٰ کہ اکثر قرّاء صاحبان بھی علمِ وقف حاصل کرنے کی ضرورت اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ نہیں فرماتے فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَالْمُسْتَعَانُ۔

تنبیہ نبیہ بعض اہلِ عربیت نحاۃ نے خلافِ قانونِ فن محض عقلی احتمال آفرینی کے پیشِ نظر اور بعض قرّاء نے بغرضِ جدّت پسندی نیز بعض خود غرض اہلِ ہوا نے اپنے مزعوماتِ باطلہ کو زبردستی قرآنِ کریم سے ثابت کرنے کی خواہش مندی میں غلط تاویلات کی آڑ لے کر بہت سے اوقاف و ابتداء کے مقامات متعین کر کے الفاظِ قرآنیہ کے صحیح معنیٰ و مفہوم میں توڑ موڑ کی ہے۔ اس قسم کے اوقاف کو حضراتِ محققین، وقفِ تعسُّف سے موسوم فرماتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ اس قسم کے اوقاف سے اجتناب کرتے ہوئے کامل تر معنیٰ اور مناسب و موزوں ترین موقعہ پر وقف کرے۔ ذیل میں وقفِ تعسُّف کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① سورۂ بقرہ کے آخری رکوع میں وَارْحَمْنَا اَنْتَ پر وقف کرکے مَوْلٰنَا سے ابتدار کرنا نداء کے معنیٰ کی بناء پر۔

② سورۂ بقرہ کے اُنیسویں رکوع میں فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ پر وقف کرکے عَلَيْهِ سے ابتدار کرنا اس بناء پر کہ عَلَيْهِ میں علیٰ واجب یا لازم کے معنیٰ کے لئے متضمن ہے۔

③ سورۂ نساء کے نویں رکوع میں ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ پر وقف کرکے بِاللّٰهِ سے ابتدار کرنا اس بناء پر کہ بِاللّٰهِ کی باء قسمیّہ ہے۔

④ سورۂ انعام کے پہلے رکوع میں وَهُوَ اللّٰهُ پر وقف کرکے فِي السَّمٰوٰتِ سے ابتدار کرنا (اور اس سے بھی زیادہ قباحت اس میں ہے کہ فِي السَّمٰوٰتِ پر وقف کرکے وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ سے ابتدار کی جائے)۔

فائدہ: متکلّمین کے یہاں ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق دو عقیدے ہیں۔ اوّل یہ کہ ذاتِ الٰہی آسمان اور زمین میں ہر جگہ موجود ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیۃ شریفہ میں وَهُوَ اللّٰهُ پر وقف نہ کرنے سے ظاہر ہے۔ دوسرا یہ کہ ذاتِ الٰہ عرش پر مُستوی ہے۔ البتہ اس کا علم آسمان اور زمین کی تمام کائنات پر محیط ہے۔ یہی لوگ ہیں جو وَهُوَ اللّٰهُ پر وقف کرتے ہوئے فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو علیحدہ کرتے ہیں تاکہ ان کے عقیدہ کے خلاف نہ ہو۔ اس آیۃ کریمہ میں اس گروہ ثانی نے وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ پر وقف کیا ہے اور وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ کو علیحدہ کر دیا ہے جس میں صورتِ اوّل سے بھی شدید قباحت ہے۔ (الجواہر النقیہ شرح الجزریہ صفحہ ۲۰۶)

⑤ سورۂ قصص کے ساتویں رکوع میں وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ پر وقف کرکے وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سے ابتدار کرنا کہ اس بناء پر کہ مَا موصولہ ہے (حالانکہ صحیح یہ ہے کہ وَيَخْتَارُ پر وقف کرکے مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سے ابتدار کرنا چاہیے۔

⑥ سورۂ دہر کے پہلے رکوع میں عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى پر وقف کرنا اس بناء پر کہ معنیٰ یہ ہیں کہ زنجبیل جنّت کا ایک چشمہ ہے جو وہاں خوب مشہور و معروف ہے، پھر سَلْسَبِيْلًا سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابتدار کرنا اس بناء پر کہ یہ جملہ امریّہ ہے یعنی تو اللہ تعالیٰ سے اس چشمہ تک پہنچنے کے راستہ کا سوال کر، حال آنکہ سَلْسَبِيلًا اس چشمہ کا نام ہے اور جملہ مصاحفِ عثمانیہ میں یہ موصول یعنی ایک کلمہ لکھا ہوا ہے۔ پس مصاحفِ عثمانیہ کا اتفاق واجماع بھی مذکورہ توجیہ کو باطل کرتا ہے۔

⑦ موقعہ نمبر ۶ کے قریب وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ پر وقف کر کے رَأَيْتَ سے ابتدار کرنا جولاشئ ہے کیونکہ إِذَا کا جواب تو ثَمَّ کے بعد ہے اور ثَمَّ اس جواب (یعنی رَأَيْتَ) کا ظرف مقدم ہے۔ (کتاب النشر ونہایۃ القول المفید وغیرہ)

۲ محلِ ابتدار کا بیان

جس طرح وقف کے لئے ابتدار ضروری ہے اسی طرح معرفتِ وقف کے بعد معرفتِ ابتدار بھی ضروری ہے اس لئے اختصاراً اس کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہونا چاہیے کہ علامہ جزری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ابتدار صرف اختیاری ہی ہوسکتی ہے، وقف کی طرح اضطراری نہیں ہوسکتی ہے لیکن علامہ مرعشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ابتدار بھی اضطراری ہوسکتی ہے! پس اس طرح ضرورت کی رُو سے ابتدار کی تین قسمیں ہوجاتی ہیں اور وہ یہ ہیں:

اوّل ابتدائے اختیاری:۔ جو اپنے ارادہ وقصد کے ساتھ کی جائے۔

دوم ابتدائے اختباری:۔ جو بارادۂ افادہ یا استفادہ کی غرض سے کی جائے مثلاً طلبائے کرام کو یہ بتانے کے لیے ابتدار کی جائے کہ اس کلمہ سے ابتدار اس طرح کی جائیگی

سوم ابتدائے اضطراری:۔ جو اضطرار و مجبوری کی بناء پر کی جائے مثلاً قرآن کریم میں کسی کافر کا طویل قول منقول ہو جس کو ایک سانس میں قرأت نہ کیا جاسکے بلکہ قاری درمیانِ کلام میں وقف کرنے پر مجبور ہو جیسے سورۂ مومنون کے تیسرے رکوع وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ سے وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ تک چھیوں آیات کفار کے قول کی حکایت ہے جس کو ترتیلاً ایک سانس میں پڑھنا قطعی ناممکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے (لہذا بایں صورت اضطرارًا ابتدار قبیح کی بھی اجازت ہے)۔

اور تعلق لفظی و معنوی و عدم تعلق نیز حسن و قباحت کے اعتبار سے ابتدار کی چار قسمیں ہیں۔ (۱) اَحسَن (۲) حَسَن (۳) صحیح (۴) قبیح

(۱) ابتدار اَحسَن: یہ اُس وقفِ تام اور وقفِ کافی کے بعد سے کی جاتی ہے جہاں وصل کرنے سے خلافِ مقصود دوسرے معنیٰ کا وہم ہوتا ہے مثالیں یہ ہیں:

(۱) سورۂ ابراہیم علیہ السلام کے چھٹے رکوع میں رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِيۡ وَمَا نُعۡلِنُ کہ یہاں وقف نہ کرنے سے یہ وہم ہوتا ہے کہ وَمَا يَخۡفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنۡ شَيۡءٍ فِي الۡاَرۡضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝ کا مَا موصولہ ہے جس سے معنیٰ یہ پیدا ہو جاتے ہیں کہ "اے ہمارے رب آپ ہمارے مخفی اور ظاہر کو بھی جانتے ہیں اور ان چیزوں کو بھی (جانتے ہیں) جو آپ پر پوشیدہ ہیں۔

(۲) سورۃ العنکبوت کے ساتویں رکوع میں اَلَيۡسَ فِيۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ۝ کہ یہاں مابعد وَالَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ سے وصل کرنے سے عطف ہو کر یہ معنیٰ نکلتے ہیں کہ جہنّم میں کافروں کا بھی ٹھکانہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد اور کوشش کرنے والوں کا بھی۔

(۳) سورۂ یٰسین کے آخری رکوع میں فَلَا يَحۡزُنۡكَ قَوۡلُهُمۡ ۘ کہ یہاں وصل کرنے سے یہ وہم ہوتا ہے کہ اِنَّا نَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ۝ مقولۂ کفّار ہے حالانکہ یہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۴) سورۃ الزّمر کے چوتھے رکوع میں اَلَيۡسَ فِيۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ۝ کہ یہاں مابعد وَالَّذِيۡ جَآءَ بِالصِّدۡقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ سے وصل کی صورت میں عطف سے یہ معنیٰ ہو جاتے ہیں کہ جہنّم میں کافروں کا بھی ٹھکانہ ہے اور سچا کلام پیش کرنے والوں کا بھی۔

(۵) سورۃ المؤمن کے پہلے رکوع میں اَنَّهُمۡ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۝ۘ کہ یہاں وصلاً پڑھنے کی صورت میں یہ وہم ہوتا ہے کہ اَلَّذِيۡنَ يَحۡمِلُوۡنَ الۡعَرۡشَ، اَصۡحٰبُ النَّارِ کی صفت ہے حالانکہ یہ مبتدار ہے۔ پس اس قسم کے مواقع پر وقف کے بعد ابتدار کرنا بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمدہ ہے۔ ابتدائِ اَحسَن کے بعد ابتدائِ حَسَن کا مرتبہ ہے (تسہیل القواعد وغیرہ بتغیر قلیل)

فائدہ: وقفِ تام کے بعد جو ابتدار کی جائے اس کو ابتدار تام بھی کہتے ہیں اور ابتدائے تام کی تعریف یہ ہوگی کہ جس کا اپنے ماقبل سے لفظی و معنوی تعلق نہ ہو۔ اور وقفِ کافی کے بعد کی ابتدار کو ابتدار کافی بھی کہتے ہیں جس کی تعریف یہ ہوگی کہ جس کا ماقبل سے لفظی تعلق نہ ہو لیکن معنوی تعلق ہو۔ اور وقفِ حَسَن رأس آیت کے بعد کی ابتدار کو ابتدار حسن بھی کہہ سکتے ہیں جس کی تعریف یہ ہوگی کہ جس کا آیت کے ماقبل سے لفظی اور معنوی تعلق ہو۔ لیکن ابتدار تام۔ کافی۔ حسن کہنے کی صورت میں ابتدار احسن کو ابتدار لازم کہا جائے۔ باقی وقفِ حسن غیر آیت اور وقفِ قبیح کے بعد کی ابتدار کو ابتدار قبیح کہتے ہیں۔ جس کی تعریف یہ ہے کہ جس کا اپنے ماقبل سے لفظی و معنوی تعلق ہو جیسا کہ ابھی ابتدائے قبیح کے ضمن میں آئے گا۔ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ ۞ وَهُوَ خَيْرُ الرَّفِيْقِ۔

۲ ابتدائے حَسَن: یہ اس وقفِ تام اور وقفِ کافی کے بعد سے کی جاتی ہے جہاں وصل کرنے سے خلافِ مراد دوسرے معنیٰ کا وہم نہ ہوتا ہو اور مثالیں ظاہر ہیں۔

فائدہ: اگرچہ وقفِ تام اور وقف کافی کے بعد کی ابتدار کو ایہام مالایلیق نہ لازم آنے کی وجہ سے ابتدار حَسَن کہا جاتا ہے لیکن جو حُسن، ابتدار تام حَسَن میں پایا جاتا ہے وہ حُسن، تعلق معنوی پائے جانے کی وجہ سے ابتدار کافی حَسَن میں نہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب

۳ ابتدار صحیح: یہ اُس آیتِ لا (ۙ) کے بعد سے کی جاتی ہے جس کے بعد کا جملہ اپنا مفہوم ادا کر رہا ہو اور اگر اتباعِ سنّت کے شوق میں یا کسی ضرورت سے ہر ہر آیت پر وقف کیا جائے تو اس صورت میں ہر آیتِ لا کے بعد سے ابتدار کرنا صحیح ہے۔

فائدہ: مرقومہ بالا تینوں اقسام ابتدار اختیاری کی ہیں کیونکہ ابتدار اختیاری وغیرہ کا کوئی مستقل محل نہیں فَافْهَمْ۔

۴ ابتدار قبیح: یہ وہ ابتدار ہے جس سے خلافِ مقصود کا وہم ہو جیسے سورۃ التوبہ کے پانچویں رکوع میں وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ اور قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ پر وقف کر کے اِبْنُ اللّٰهِ سے ابتدار کرنا قبیح ہے۔ اسی طرح وقفِ حَسَن غیر آیت اور وقفِ قبیح کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بھی ابتداء کرنا قبیح ہے (کیونکہ ان دونوں وقفوں میں کلمۂ موقوفہ کے بعد کا ماقبل کی عبارت سے ترکیباً تعلق ہوتا ہے)۔

اور بعض جگہ ابتداء اقبح ہوتی ہے جیسے قَالَتِ الْيَهُودُ اور قَالَتِ النَّصٰرٰى پر وقف کر کے عُزَيْرُنِ ابْنُ اللّٰهِ اور الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ سے ابتداء کرنا اور سورۃ المائدہ کے تیسرے رکوع میں وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى پر وقف کر کے نَحْنُ أَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ سے ابتداء کرنا۔ کیونکہ ان صورتوں میں وقف کے بعد کے جملوں سے یہ معنیٰ نکلتے ہیں کہ عزیر، مسیح علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام۔ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ هٰذِهِ الْعَقِيدَةِ الْبَاطِلَةِ الْمُهْلِكَةِ۔

۳ محلِ اعادہ کا بیان

جس طرح وقف کے لئے ابتداء لازم ہے اسی طرح بعض جگہ اعادہ ضروری ہوتا ہے لہٰذا مختصراً اس کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اعادہ کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب کہ وقف بے محل واقع ہو جائے اور وقف بے محل کی تین صورتیں ہیں۔

① وقفِ حسن:۔ (غیر رأسِ آیت پر واقع ہو) جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

② وقفِ قبیح:۔ کہ کلام کا مفہوم سمجھ میں نہ آئے جیسے وَإِيَّاكَ۔

③ وقفِ اقبح:۔ کہ غلط معنیٰ کے وہم پیدا ہو جائے جیسے إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي۔

قرأۃ کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ وقف اور ابتداء کے ساتھ (بوقتِ اعادہ) صحتِ اعادہ کا بھی حتی الامکان پورا خیال رکھا جائے کیونکہ بے محل اعادہ بھی تحسینِ قرأت اور تفہیم کلام کے واسطے مانع ہو جاتا ہے بلکہ بعض جگہ ایہام لازم آتا ہے جیسے سورۂ آلِ عمران کے انیسویں رکوع میں لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ فَقِيرٌ پر وقف کر کے قَالُوٓا سے اعادہ کرنے کے بجائے إِنَّ اللّٰهَ سے اعادہ کیا گیا۔ یا سورۃ المائدہ کے دسویں رکوع میں لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ اور قَالُوٓا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ میں إِنَّ اللّٰهَ سے اعادہ کیا گیا تو ایسا اعادہ قبیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اقبح ہوگا کیونکہ اول الذکر موقع میں یہ معنیٰ ہوتے ہیں (نعوذ باللہ تعالیٰ) کہ بیشک اللہ فقیر ہے اور ثانی الذکر میں یہ معنیٰ ہوتے ہیں کہ بے شک اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے اور ثالث الذکر موضع میں معنیٰ ہوتے ہیں کہ بے شک اللہ ہے تین میں کا ایک۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ من ذٰلک) اسی طرح اعادہ کرنا بغیر مضاف کے مضاف الیہ سے اور بغیر فعل کے فاعل سے اور بغیر موصوف کے صفت سے اور بغیر مبتدار کے خبر سے اور بدون شرط کے جزا سے اور بدون موصول کے صلہ سے (وغیرہ ذٰلک) قبیح ہے کیونکہ اعادہ کے موانعات وقف کے موانعات کا عکس ہیں۔ بہرحال جس اعادہ سے خلافِ مقصود معنیٰ مفہوم ہوں یا کلام میں بے ربطی اور بے تعلقی پیدا ہو ایسا اعادہ قبیح بلکہ بعض جگہ اقبح ہوتا ہے لہٰذا اعادہ میں حتی الامکان اقتضائے صحتِ معنیٰ کا لحاظ نہایت ضروری ہے تاکہ کلام مرتبط اور مرکب مفید کے درجہ میں ہو جائے۔ لہٰذا جہاں وقف کیا جائے اس کے ماقبل اگر وقفِ تام یا وقفِ کافی ہو تو اعادہ ان اوقاف کے بعد سے کرنا چاہیئے کہ وقفِ تام کے بعد سے اعادہ بھی تام اور وقفِ کافی کے بعد سے اعادہ بھی کافی ہوتا ہے اور مضافِ الیہ پر وقف کی صورت میں اعادہ مضاف سے اور صفت پر وقف کی صورت میں اعادہ موصوف سے اور خبر پر وقف کی صورت میں اعادہ مبتدار سے اور فاعل پر وقف کی صورت میں اعادہ فعل سے اور جزار پر وقف کی صورت میں اعادہ شرط سے اور معطوف پر وقف کی صورت میں اعادہ معطوف علیہ مفرد قریب سے اور حرفِ جر یا مجرور پر وقف کی صورت میں اس کے متعلق سے (بشرطیکہ متعلق محذوف نہ ہو) اعادہ کرنا چاہیئے کہ اس قسم کا اعادہ اور اس کے مثل اعادہ حَسَن ہوتا ہے۔ فاحفظ۔

فائدہ: جس طرح اعادہ کی کیفیت ابتدار کی کیفیت کے حکم میں ہے اسی طرح اعادہ کا محل ابتدار کے محل کے تابع ہے لہٰذا جہاں سے ابتدار کرنا صحیح ہے وہاں سے اعادہ کرنا بھی صحیح ہے اور جہاں سے ابتدار کرنا غلط ہے وہاں سے اعادہ کرنا بھی غلط ہے۔

تنبیہ: بعض قُرّار وقف تو صحیح کرتے ہیں مگر اعادہ غلط کرتے ہیں جیسے آیۃ شریفہ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (ابراہیم) میں وَّعَلَانِيَةً پر وقف کے بعد سِرًّا سے اعادہ کرنا حالانکہ وَيُنْفِقُوْا سے کرنا چاہیئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴ وقف موافقِ رسم الخط کا بیان

حضرات قُرّاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وقف رسم خطِ قرآنی کے تابع ہے۔ یعنی اگر کوئی حرف آخری کلمہ میں رسمًا محذوف ہو تو وقف میں بھی محذوف اور اگر رسم میں ثابت ہو تو وقف میں بھی ثابت رہتا ہے مگر یہ خیال رہے یہاں حذف و اثبات حقیقی مراد ہیں جو کسی عارض و مجبوری کی وجہ سے نہ ہوں ورنہ تقدیری حذف و اثبات میں جو کہ تماثُل فی الرَّسم وغیرہ کی وجہ سے ہوں رسم کا اتباع حقیقتًا نہیں ہوتا ہے جیسے مَدْجَا اور سورۂ بقرہ کے پانچویں رکوع میں بقراءۃ امام یعقوبؒ فَارْهَبُونِ یٔ کہ پہلے کلمہ پر الف کے اثبات سے وقف ہوگا۔ (حذف سے نہیں) اس لئے کہ الف تماثل فی الرسم کی وجہ سے محذوف ہے کیونکہ رسم قرآنی کا قاعدہ ہے کہ حرف مدکی دو[۲] تین[۳] شکلیں جمع ہو جانے کی صورت میں صرف ایک حرف لکھا جائے گا تاکہ رسمًا مماثلت لازم نہ آئے اور دوسرے کلمہ میں یاء کا حذف شمولِ قراءت کی وجہ سے ہے تاکہ یہ کلمہ بغیر یاء والی قراءت کو بھی شامل ہو جائے۔

اسی طرح قُرِئَ اور ثَمُوۡدَا وغیرہ کہ کلمۂ اول پر وقف ہمزہ کے ساتھ ہوگا (یاء سے نہیں) اس لئے کہ یاء خود اپنی شکل نہیں ہے بلکہ ہمزہ کی شکل ہے کیونکہ رسم کا قاعدہ ہے کہ اگر ہمزہ متحرّک کلمہ کے آخر میں حرکت کے بعد واقع ہو تو وہ اپنے پہلے والے حرف کی حرکت کے مطابق (یعنی زبر کے بعد الف کی زیر کے بعد یاء کی۔ اور پیش کے بعد واؤ کی شکل میں) لکھا جائے گا۔ اور کلمہ ثانیہ میں الف کا اثبات شمول قراءۃ کے لئے ہے تاکہ منصوب منوّن (یعنی ثَمُوۡدًا) والی قراءت کو بھی شامل ہو جائے جو حضرت نافعؒ وغیرہ اکثر ائمہ کی قراءت ہے۔

پس ان جیسے کلمات جس قراءۃ میں وہ حذف واثبات پایا جائے گا اس قراءۃ کی مطابقت رسم کے ساتھ حقیقی ہوگی اور جس قراءۃ میں وہ حذف واثبات نہیں پایا جائیگا اس کی مطابعت تقدیری ہو، لہٰذا قرّاء عظام کے ارشاد مذکورہ میں رسم الخط کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطابعت عام ہے چاہے حقیقۃً ہو یا تقدیرًا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حضرت ربّ کریم جلّ مجدہ نے حیات و صحت عطا فرمائے رکھی اور فرصت ملی تو وقف علیٰ مرسوم الخط کی مزید تفصیل ان شاء اللہ العزیز کتاب "معارفِ اربعۃ" میں سپردِ قلم کی جائے گی۔ فقط

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا بِتَوْفِیْقِ رَبِّنَا ۔۔۔ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَحْدَهٗ عَلَا

وَبَعْدُ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثُمَّ سَلَامُهٗ ۔۔۔ عَلٰى سَيِّدِ الْخَلْقِ الرِّضٰى مُتَنَخَّلَا

مُحَمَّدِنِ الْمُخْتَارِ لِلْمَجْدِ كَعْبَةً ۔۔۔ صَلٰوةً تُبَارِى الرِّيْحَ مِسْكًا وَّمَنْدَلًا

وَتُبْدِىْ عَلٰى اَصْحَابِهٖ نَفَحَاتِهَا

بِغَيْرِ تَنَاهٍ زَرْنَبًا وَّ قَرَنْفُلًا

آمین

قد تمّت هٰذه الضميمة بتوفيق الله تبارك وتعالىٰ وعونه فى المسجد النّبوى الشريف على الصفّة المباركة (متعنا الله سبحٰنه وتعالى ببركاتهما) قبل اذان المغرب فى يوم الجمعة المباركة فى غرة ربيع الاولىٰ من عام خمسة واربعمائة والف ۱۴۰۵ للهجرة النبوية الشريفة على صاحبها افضل الصّلٰوة والتحية السّرمدية.

العبد محمد اسمٰعيل الصادق الخورجوى

نزيل

المدينة المنوّرة

(زادها الله تعالىٰ شرفًا)

ے اشعار مندرجہ بالا قصیدہ "الشاطبیّۃ" سے ماخوذ ہیں ۱۲ منہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی "وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا" (سورۃ المزمل)

قال سیدنا علی المرتضیٰ رض

اَلتَّرْتِيْلُ هُوَ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ

(نشر کبیر صـ ۲۳۴)

نقشہ علم الوقف

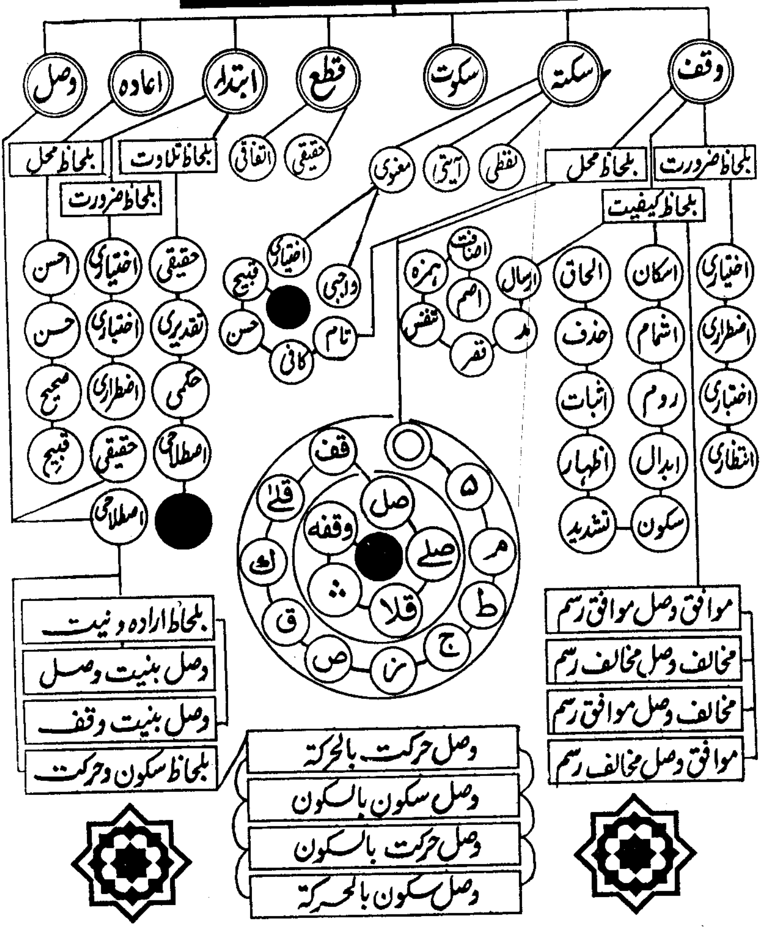

(قاری) محمد اسمٰعیل صادق خورجوی ؛ مسجد الحرام مکہ معظمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسالہ تعلیمُ الوقف کامل

مُصنّفہ

فخر العجم و مسند العرب امام القرّا حضرت مولانا حافظ قاری مقری محمد عبد اللہ صاحب مکی علیہ الرحمۃ
سابق صدر شعبہ تجوید و قرأت مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ (زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فائدہ جاننا چاہیے کہ وقف نہیں ہوتا مگر سکون پر برابر ہے کہ سکون اصلی ہو جس طرح مِنْكُمْ عَنْكُمْ یا بسبب وقف کے کیا جاوے جس طرح يَعْلَمُوْنَ یہی سمجھا جاتا ہے معنیٰ وقف سے معنیٰ وقف کے قرّار کے نزدیک یہ ہیں قَطْعُ الصَّوْتِ مَعَ النَّفَسِ وَ اِسْكَانُ الْمُتَحَرِّكِ اِنْ كَانَ مُتَحَرِّكًا یعنی قطع کرنا آواز کا اور نفس کا اور ساکن کرنا حرف کا اگر متحرک ہو۔ وقف کرنا تین طرح پر جائز ہے۔ ایک سکون محض اور یہی اصل اور احق ہے جیسے فرمایا امام شاطبیؒ نے ؎

وَالْاِسْكَانُ اَصْلُ الْوَقْفِ وَهُوَ اشْتِقَاقُهُ مِنَ الْوَقْفِ عَنْ تَحْرِيْكِ حَرْفٍ تَعَزَّلَا

دوسرا روم کہ کسرہ اور ضمہ میں جائز ہے معنیٰ روم کے یہ ہیں کہ ادا کرنا تیسرا حصہ حرکت کا جو کان رکھتا ہے سنتا ہے اور سمجھتا ہے بخلاف بہرے کے۔ تیسرا اشمام کہ فقط ضمہ اور رفع

ع اور وقف کی مختصر و جامع تعریف جو وقف بالرّوم کو بھی شامل ہو جاتی ہے یہ ہے قطع النفس اخر الكلمة زمنًا مّا یعنی کلمہ کے آخر میں کچھ وقت کے لئے سانس منقطع کرنا (اور احقر نے صرف انقطاع نفس پر اکتفا اس لئے کیا کہ وہ انقطاع صوت کو مستلزم ہے) اور وقف کی زیادہ واضح تعریف بالفاظ شمس الملّۃ والدین العلامۃ الجزریؒ یہ ہے۔ قطع الصوت على اٰخر الكلمة المقطوعة زمنًا يتنفس فيه عادة بنية اجراء القرأة لا بنية الاعراض یعنی آخری کلمہ غیر موصولہ پر بقصد اجراء قرأۃ اتنے وقت کے لئے آواز منقطع کرنا کہ جس میں فطرۃً و عادتاً سانس لیا جا سکے ۱۲ ابو سالم محمد اسمٰعیل صادق خورجوی مکہ معظمہ

عہ یعنی وقف بالاسکان وقف میں اصل ہے اور اشتقاق وقف ہی بمعنی رک جانے کے ہے اس حرف کی تحریک سے جو (بسبب وقف) حرکت سے جدا ہو گیا ہے۔ ۱۲ ابو سالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں جائز ہے۔ معنیٰ اشمام کے یہ ہیں کہ اشارہ کرنا طرف ضمہ کے ہونٹوں سے بغیر ملائے ہونٹوں کے بغیر صوت کے بغیر سکوں کے جو دیکھتا ہے سمجھتا ہے بخلاف نابینا کے۔ پھر حرف موقوف علیہ جو ساکن کیا گیا ہے بسبب وقف کے۔ سکون اس کا ضمہ سے ہوگا۔ یا رفع سے یا فتح سے یا نصب سے یا کسرہ سے یا جر سے اور حرف موقوف علیہ خود۔ یا تو حرف صحیح ہوگا یا حرف علّت، مشدد ہوگا یا مخفف، مُنوّن ہوگا یا غیر مُنوّن۔ اگر تنوین بالفتح ہوگی تو حالتِ وقف میں الف ہو جاوے گی اور حرف موقوف علیہ الف کیا جاوے گا۔ پھر حرف موقوف علیہ اگر حرفِ صحیح ہو، تو اس کی کئی صورتیں ہیں یا تو ہمزہ ہوگا یا تاء تانیث کی یا ہاء ضمیر مذکر کی ہوگی یا غیر اس کا۔

فائدہ جاننا چاہئے کہ تاء تانیث کی کبھی مربوط یعنی گول مرسوم ہوتی ہے اور کہیں دراز۔ جو گول لکھی جاتی ہے وہ حالتِ وقف میں ہاء ہو جاتی ہے اور روم اور اشمام اُس میں جائز نہیں اور ایسا ہی حرکت عارضی میں جیسے وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ۔ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ۔

فائدہ جاننا چاہئے کہ ہائے ضمیر مذکر میں دو قول ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ جب ہائے ضمیر مذکر کے ماقبل ضمہ ہو یا کسرہ یا ماقبل اس کے واؤ یا یائے مدہ ہو جس طرح يَعْلَمُهُ بِمُزَحْزِحِهٖ۔ عَقَلُوْهُ۔ وَفِيْهِ۔ تو ان صورتوں میں روم و اشمام نہیں کیا جاوے گا۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ ہر حالت میں کیا جاوے گا۔ اور یہی وجہ مروج ہے۔ اور ماقبل حرف موقوف علیہ کے یا تو حرف متحرک ہوگا یا ساکن پھر یا تو حرف صحیح ہوگا یا غیر صحیح۔ پھر غیر صحیح بھی حرفِ مدہ ہوگا یا حرفِ لین پس وقف کرنا ان صورتوں مذکورہ میں کئی وجہوں کے ساتھ جائز ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حرفِ موقوف علیہ اگر حرفِ علّت متحرک مخفف ہو اور ماقبل حرکت موافق ہو تو وقف کیا جاوے گا۔ مدِ طبعی کے ساتھ جس طرح اُوْحِيَ۔ تَتْلُوْ۔ نَسِيَ۔ وَلِيَّ۔ رَضِيَ اور اگر حرفِ موقوف علیہ مشدد ہو خواہ حرفِ علّت ہو یا حرفِ صحیح تشدید پر وقف کیا جاوے گا تشدید میں کسی قسم کا نقصان نہ ہوگا۔ پس اگر مفتوح ہے تو سکون محض ہوگا جس طرح تَبَّ۔ فَاَتَمَّهُنَّ۔ اِلَيَّ۔ صَوَآفَّ۔ اور اگر

؎ یعنی فوراً بغیر التاخیر ورنہ اشارہ ضمہ حرف کے سکونِ کامل کے بعد ہی ہوتا ہے ۱۲ ابو سالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکسور ہو تو روم بھی ہوگا جس طرح لُجِّیٍّ، بِالْمَنِّ اور اگر مضموم ہو تو اشمام بھی ہوگا جس طرح دُرِّیٌّ، مُسْتَمِرٌّ۔ مُسْتَقَرٌّ۔ جَآنٌّ۔

فائدہ جاننا چاہیئے کہ تنوین حالتِ روم بھی حذف کی جاتی ہے۔ پھر اگر حرفِ موقوف علیہ مخفف مفتوح ہو اور ماقبل حرف صحیح ساکن ہو تو اس میں سکون محض ہوگا جس طرح وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ۔ اگر مکسور ہو تو روم بھی ہوگا جس طرح وَالْفَجْرِ۔ بِالْوَحْیِ اور اگر مضموم ہو تو اشمام بھی ہوگا جیسے قَبْلُ۔ بَعْدُ۔ فَاَهْلَكْتُهُ۔ پھر اگر حرف موقوف علیہ کوئی حرف ہو سوائے ہمزہ کے اور ماقبل اس کے حرف مدّہ جس طرح الْعٰلَمِیْنَ۔ یَعْلَمُوْنَ وَالصَّلٰوۃَ۔ وَاِیَّایَ۔ پس اگر مفتوح ہے تو اس میں تین وجہیں ہوں گی۔ سکون محض کے ساتھ طول چھ[۶] حرکت کا اور توسط چار[۴] حرکت کا اور قصر دو[۲] حرکت کا مدودِ ثلٰثہ[۳] ان ہی کو کہتے ہیں۔ اور اگر مکسور ہو جس طرح الرَّحِیْمِ۔ مُسْلِمَاتٍ۔ فَارْهَبُوْنِ۔ الصَّلٰوۃِ تو اس میں چار وجہیں ہوں گی مدودِ[۳] ثلٰثہ مع السکون المحض اور روم[۱] قصر کے ساتھ۔

فائدہ جاننا چاہیئے کہ روم حکم میں وصل کے ہے۔ اسی واسطے مدّ اصلی کے ساتھ ہوتا ہے اور اگر مضموم ہو جس طرح نَسْتَعِیْنُ۔ عَقَلُوْهُ تو اس میں سات وجہیں ہوں گی۔ مدودِ ثلٰثہ[۳] مع السکون الخالص اور مدودِ ثلٰثہ[۳] مع الاشمام اور روم قصر کے ساتھ۔ اور اگر حرف موقوف علیہ کوئی حرف ہو ہمزہ یا غیر ہمزہ اور ماقبل اس کے حرف لین ہو جس طرح خَوْفٌ بَیْتٌ۔ عَلَیْهِ۔ شَیْءٌ۔ تو اس کا بھی یہی حکم ہے مگر قصر مقدم ہوگا۔ یوں کہا جاوے گا قصر توسط طول اور اگر حرف موقوف علیہ ہمزہ مفتوح ہو اور ماقبل حرفِ مدّہ جس طرح جَآءَ۔ شَآءَ۔ تو اس میں تین وجہیں ہوں گی۔ مدّ چار[للعہ] حرکت کا۔ توسط پانچ حرکت کا طول چھ حرکت کا اور اگر مکسور ہو جس طرح مِنَ السَّمَآءِ تو اس میں پانچ وجہیں ہوں گی مدودِ ثلٰثہ[ص۵] مع السکون الخالص اور روم مدّ اور توسط کے ساتھ اور اگر مضموم ہو تو اس میں آٹھ وجہیں

للعہ یہ بھی مقدار توسط ہی ہے ۱۲ ابو سالم ص۵ یہاں اور آئندہ بضمن حرف موقوف علیہ مضموم دونوں جگہ مدودِ ثلٰثہ میں قصر شامل نہیں بلکہ اس کی جگہ دو[۲] الفی مد توسط مراد ہے کیونکہ قصر بوجہ ملغی سببِ اصلی لازم آنے کے اس میں غیر جائز ہے ۱۲۔ ابو سالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مدودِ ثلثہ مع السکون الخالص اور اشمام مدودِ ثلثہ کے ساتھ۔ اور روم مدا ور توسط کے ساتھ۔

فائدہ جاننا چاہئے کہ حفصؒ سات کلموں پر وقف کرتے ہیں۔ الف کے ساتھ اور وصل میں بدونِ الف کے ایک اَنَا دوسرا لٰکِنَّا تیسرا الظُّنُوْنَا چوتھا الرَّسُوْلَا پانچواں السَّبِيْلَا چھٹا قَوَارِيْرَا اول ساتواں سَلٰسِلَا اور ساتویں کلمہ پر بغیر الف کے بھی وقف کرنا درست ہے۔

فائدہ سات کلموں کے آخر میں ہائے سکتہ بھی وصل میں اور وقف میں ساکن رہتی ہے ایک لَمْ يَتَسَنَّهْ دوسرا فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ تیسرا كِتٰبِيَهْ چوتھا حِسَابِيَهْ پانچواں مَالِيَهْ چھٹا سُلْطٰنِيَهْ ساتواں وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ۔

فائدہ جاننا چاہئے کہ لفظ يٰٓاَيُّهَا کا تمام قرآن شریف میں الف کے ساتھ مرسوم ہے اور وقف بھی الف کے ساتھ کیا جاوے گا مگر تین جگہ پر ایک سورۂ نور میں اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ دوسرا سورۂ زخرف میں يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ تیسرا سورۂ رحمٰن میں اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ تو وقف بھی بغیر الف کیا جاوے گا۔

فائدہ جاننا چاہئے کہ ہائے ضمیر مذکر کی کبھی مکسور پڑھی جاتی اور کہیں پر مضموم، مکسور اُس وقت پڑھی جاتی ہے جبکہ ماقبل ہائے ضمیر کے کسرہ ہو۔ یا یائے ساکنہ ہو جس طرح بِهٖ۔ فِيْهِ۔ عَلَيْهِ مگر دو جگہ ایک سورۂ کہف میں اَنْسٰنِيْهُ اور دوسرے سورۂ فتح میں عَلَيْهُ اللّٰهَ کہ اِن دونوں میں مضموم پڑھی جاتی ہے اور تین جگہ ساکن پڑھی جاتی ہے ایک سورۂ اعراف ع۱۴ میں اَرْجِهْ دوسرے سورۂ شعراء ع۳ میں اَرْجِهْ اور تیسرے سورۂ نمل ع۲ میں فَاَلْقِهْ اور باقی سورتوں میں مضموم پڑھی جاتی ہے مگر ایک جگہ یعنی وَيَتَّقْهِ سورۂ نور ع۷ میں مکسور پڑھی جاتی ہے۔ اور جب ہائے ضمیر کے ماقبل و مابعد حرکت ہو تو ہائے ضمیر پڑھی جاتی ہے صلہ کے ساتھ جس طرح رَبَّهٗ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ مگر ایک جگہ سورۂ زمر میں يَرْضَهُ اور اگر ہائے ضمیر کے ماقبل یا مابعد یا دونوں طرف حرف ساکن ہو تو صلہ نہیں کرتے مگر ایک جگہ سورۂ فرقان میں یعنی فِيْهٖ مُهَانًا۔

فائدہ حفصؒ کہیں امالہ نہیں کرتے مگر ایک جگہ لفظ مَجْرٖىهَا پر کہ سورۂ ہود میں ہے اور تسہیل بھی نہیں کرتے مگر ایک جگہ لفظ ءَاَعْجَمِيٌّ پر جو سورۂ حٰم سجدہ میں ہے۔

ے فائدۂ ہذا میں عبارات و کلماتِ تحت الخطوط کا بغرضِ تکمیلِ مضمون احقر نے اضافہ کیا ہے ۱۲ ابوسالم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فائدہ جاننا چاہیئے کہ چھ کلموں میں ابدال اور تسہیل دونوں جائز ہیں مگر ابدال افضل اور مختار ہے وہ چھ کلمے یہ ہیں آلْـٰٔنَ آلذَّکَرَیْنِ دو جگہ سورۂ انعام میں آلْـٰٔنَ دو جگہ سورۂ یونس میں آللّٰہُ دو جگہ ایک جگہ سورۂ یونس میں دوسرا سورۂ نمل میں۔

فائدہ جاننا چاہیئے کہ لَاتَاْمَنَّا جو سورۂ یوسفؑ میں ہے اُس میں نہ کوئی اظہارِ محض پڑھتا ہے یعنی لَاتَاْمَنُنَا۔ اور نہ کوئی ادغام محض پڑھتا ہے یعنی صرف دو وجہ جائز ہیں۔ ادغام مع الاشمام اور رَوم (مع الاظہار[معہ]) فقط

آدابِ معلّم و متعلّم

آدابِ معلّم کے یہ ہیں ● مسلمان ہو ● عاقل[۲] ہو ● بالغ[۳] ہو ● دیندار[۴] ہو ● یادخوب[۵] ہو ● فسق[۶] و بدنیتی سے منزہ ہو ● جس[۷] طرح استاد سے پڑھا ہے اسی طرح پڑھاوے ● نیت[۸] خالص رکھے ● کوئی دنیاوی غرض یا شہرت یا وجاہت یا مال مقصود نہ ہو ● اگر کوئی[۹] خدمت کرے بہ نیت اعانت لیوے اجرت کا قصد نہ ہو ● خوش[۱۰] خلق ہو ● دنیا[۱۱] کی طمع نہ رکھے ● سخی[۱۲] و حلیم ہو ● کشادہ[۱۳] رو ہو ● سکون[۱۴] و وقار و تواضع اختیار کرے ● ہیئت[۱۵] لباس وغیرہ درست رکھے ● ممنوع[۱۶] لباس نہ پہنے ● ہیئت[۱۷] تکبر سے نہ بیٹھے ● حتی[۱۸] الامکان قبلہ رو بیٹھے ● وضو[۱۹] ہو ● خوش[۲۰] بو لگائے اگر ممکن ہو ● ڈاڑھی[۲۱] یا کپڑے وغیرہ سے نہ کھیلے ● جب[۲۲] متعلم بھولے تو آہستہ سے اس کو ٹوکے اگر خود نکال لے فبہا ورنہ آہستہ سے بتلاوے ● ریا[۲۳]، حسد، کینہ، غیبت دوسرے کی تحقیر اور عجب سے بچے ● کشادہ[۲۴] مکان میں بیٹھے تاکہ طالبین فراغت سے بیٹھ سکیں ● شاگردوں[۲۵] کی علی قدر مراتب خاطر داشت کرے ● اگر حاجت[۲۶] ہو راہ میں بھی پڑھاوے[مسہ]۔

معہ کلمتین بین القوسین بھی احقر کے اضافہ کردہ ہیں ۱۲۔ ابوسالم

مسہ لیکن قرأۃ فی المصحف نہ ہو کہ بایں صورت راہگیروں کی پشت وغیرہ ہوگی۔ البتہ برعایتِ کاملہ تعظیم وآداب کلام اللہ شریف حفظ تعلیم و تعلم میں کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ ابوسالم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آداب متعلّم کے یہ ہیں ● نیت[۱] خالص رکھے ● علائق[۲] وموانع کو حتی الامکان کم کردے ● وقت[۳] کو غنیمت سمجھے ● دوسرے[۴] وقت پر نہ ٹالے ● سیکھنے[۵] پر عار نہ کرے ● شیخ[۶] کامل کو تلاش کرے ● جب[۷] اُس کے پاس جاوے تو کپڑے صاف ہوں ● ادب[۸] سے پیش آوے ● نگاہِ[۹] حرمت سے اُس پر نظر کرے ● جو[۱۰] بتلاوے اُس کو توجہ سے سُنے اور یاد رکھے ● اگر کوئی[۱۱] بات سمجھ میں نہ آوے اپنا قصور سمجھے ● اس[۱۲] کے روبرو کسی اور کا قول مخالف ذکر نہ کرے ● اگر کوئی[۱۳] اس کے استاذ کو بُرا کہے حتی الوسع اس کا دفعیہ کرے ورنہ وہاں سے اٹھ کھڑا ہو ● جب[۱۴] حلقے کے قریب پہنچے سب حاضرین کو سلام کرے پھر شیخ کو خصوصاً سلام کرے ● لوگوں[۱۵] کو پھاندتا ہوا نہ جاوے جہاں جگہ مل جاوے بیٹھ جاوے لیکن اگر شیخ کا اذن ہو تو مضائقہ نہیں ● کسی[۱۶] کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے ● دو شخصوں[۱۷] کے درمیان بدوں ان کے اذن کے نہ بیٹھے ● بیٹھنے[۱۸] میں جگہ تنگ نہ کرے ● اپنے[۱۹] رفقار سے نرمی برتے ● غُل[۲۰] نہ مچاوے ● بے ضرورت[۲۱] نہ ہنسے ● بہت[۲۲] باتیں نہ کرے ● اِدھر[۲۳] اُدھر نہ دیکھے بلکہ شیخ کی طرف متوجہ رہے ● شیخ[۲۴] کی بدخلقی کی سہار کرے ● اُس[۲۵] کی تندخوئی سے اس کے پاس جانا نہ چھوڑے نہ اس کے کمال سے بداعتقاد ہو بلکہ اس کے افعال واقوال کی تاویل کرے ● جب[۲۶] شیخ کسی کام میں لگا ہو یا ملول و مغموم ہو یا بھوکا پیاسا ہو یا اونگھتا ہو یا اور کوئی عذر ہو جس سے تعلیم شاق ہو یا حضور قلب سے نہ ہو ایسے وقت میں نہ پڑھے ● جب[۲۷] پڑھنے کا ارادہ ہو تو اول مسواک کرے ● اگر پڑھنے میں استاذ یا کوئی دوسرا بزرگ آوے تو قراۃ قطع کرکے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے۔ لعہ

تمّت

لعہ لیکن یہ قیام لغرض التعظیم ہی ہو ریا مقصود نہ ہو ۱۲ ابو سالم

نوٹ: مزید و مفصل حواشی کے لئے رسالہ ہذا کی شرح "تفہیمُ الوَصف" از احقر ملاحظہ فرمائیں فقط ابو سالم
۹/۴/۱۴۰۷ ہجری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختصر سوانح امام القراء حضرت اقدس قاری محمد عبداللہ صاحب مہاجر المکی رح

سقی اللہ تعالیٰ ثراہ ؛ وجعل الجنۃ الفردوس مثواہ

منبع التجوید والقرات حضرت اقدس قاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲۷۲ھ میں اس عالم رنگ وگل میں جلوہ افروز ہوئے۔ آپ رح کے والدِ بزرگوار جناب محمد بشیر خاں صاحب رح (متوطن قصبہ قائم گنج ضلع فرخ آباد انڈیا) میں جو انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد مع اپنے اہل وعیال و برادر کلاں و دختر وغیرہ بقصد ہجرت بلد اللہ تعالیٰ مکہ معظمہ تشریف لائے اور یہیں وصال فرمایا۔ حضرت اقدس رح کی تعلیم و تربیت بزیر سایۂ شفقت امام المناظرہ الحضرت العلامۃ مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی بانیٔ دار العلوم حرم محترم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ قدس اللہ تعالیٰ سرّہٗ (المتوفی ۱۳۰۸ھ) ہوئی۔

حضرۃ اقدس رح نے قرآن کریم و کتب تجوید اور مصری وغیرہ لہجے ماہر التجوید والقرات شیخ القراء حضرۃ قاری عبدالقادر صاحب مدراسی فارغ التحصیل جامعۃ الازہر مصر سے اور قرآت عشرہ کی تعلیم و تکمیل جامعۃ الازہر مصر کے مشہور آفاق قاری اور مصر کے شیخ القراء حضرۃ قاری ابراہیم سعد بن علی مصری الشافعی رحمہا اللہ تعالیٰ سے مدرسہ صولتیہ (مو سسہ ۱۲۹۰ھ) ہی میں فرمائی۔ اور اسی مدرسہ میں اولاً بحیثیت ابتدائی معین المدرسین شعبۂ قرآن حکیم خدمت درس پر مقرر ہوئے۔ اور پھر بتدریج ترقی فرماتے ہوئے صدر المدرسین شعبۂ تجوید و قرات متعین ہوئے جس پر اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری انفاس تک متمکن و ممتاز رہے۔ فتقبل اللہ تعالیٰ کل خیر مساعیہ۔ اٰمین۔

حضرۃ اقدس شبانہ روز کے سوائے چند گھنٹوں کے تمام اوقات کو خدمتِ قرآنیہ ہی میں صرف فرماتے تھے۔ بعد صلوٰۃ مغرب حرم شریف میں بھی شائقینِ علم مثل پروانوں کے اس شمع محفل کو گھیرے رہتے تھے۔ آپ رح نے فن کے نکات بتانے میں کبھی بخل نہیں کیا۔ آپ رح سیر چشمی اور توکل کے مجسمہ پیکر اور سچی شہرت، نیک نامی کے مالک نیز قرآنِ عظیم اور اس کی خدمت کے بڑے قدردان تھے۔ آپ رح کی خدمتِ قرآن مجید حضرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علمار سلف کے طرزِ تعلیم کا بہترین نمونہ تھی۔ آپؒ کا فیضِ تعلیم سارے عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ تلامذہ کے ساتھ ہمیشہ اپنی اولاد سے زیادہ اُنس وشفقت فرماتے تھے لیکن تعلیمی معاملہ میں آپؒ کے یہاں کوئی رعایت نہیں تھی چنانچہ بوقتِ ضرورت زدوکوب بھی فرماتے تھے (اس زمانہ میں طریقِ سزا "فلکہ" مروّج تھا جو اب بہت کم مستعمل ہے) آپؒ کی قرأت تغنیٰ اور تصنّع وتکلف سے بالکل خالی لیکن بڑی دل کش ہوتی تھی حتّیٰ کہ جدّہ میں ایک کافر آپؒ کی قرأت سُن کر مشرف بہ اسلام ہوا۔ ماہِ رمضان المبارک میں آپؒ حرم شریف میں باب العمرہ کی طرف قرآن حمید سناتے تھے اور بالمقابل دیگر حفاظ اور ائمہ تراویح کے ان کی اقتدار میں لوگ زیادہ رہتے تھے جن میں مکہ مکرمہ کے علمار کرام وقرّار عظام اور مدارس کے حضراتِ اساتذہ نیز سرکاری عہدیداران حتّیٰ کہ شریفِ مکہ بھی موجود ہوتے تھے ؎

بر مقبولی کسے دسترس نیست
قبولِ خاطر اندر دستِ کس نیست

حضرت اقدسؒ نے مدرصولتیہ میں کم وبیش چالیس سال مسندِ درس پر فائز رہ کر کلام اللہ الاعظم اور فن تجوید وقرأت کی گراں قدر خدمات انجام دیں اور اپنی شب وروز کی محنتِ مخلصانہ سے اس مبارک فن کے عدیم المثال رجال تیار فرمادیے کہ جن کی مساعی جمیلہ کے اثرات وفیوض سارے عالم پر محیط ہیں۔ آپؒ سے اکتسابِ فیض کرنے والوں کی تعداد بے شمار ہے جن میں سے چند حضرات کے اسمار گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) شیخ شیخی ومجد علمی التجوید والقرأت استاذ اساتذۃ الھند حضرۃ الحاج مولوی الحافظ القاری المقری محمد عبد الرحمٰن صاحب مکی الٰہ آبادی متوفی شب سہ شنبہ ۷ رجمادی الاول ۱۳۴۹ھ

(۲) شیخ القرار حضرت الحاج الحافظ القاری المقری محمد حبیب الرحمٰن مکی الٰہ آبادی متوفی ۱۳۴۲ھ (برادرانِ خورد حضرت اقدسؒ)

(۳) حضرۃ قاری شیخ احمد صاحب مکیؒ سابق رئیس محکمۂ شرعیہ کبریٰ مکہ معظمہ (مؤلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجلۃ الاحکام الشرعیہ) متوفی ۷ ؍ شعبان المعظم ۱۳۵۹ھ

④ حضرۃ قاری شیخ حامد صاحب مکی سابق قاضی دار القضاء ینبع البحر متوفی ربیع الاول ۱۳۹۶ھ

⑤ حضرت قاری شیخ محمود صاحب مکی سابق مشیر کلیۃ الشریفہ والدراسات الاسلامیہ مکہ مکرمہ متوفی ربیع الاول ۱۳۹۷ھ۔

⑥ حضرت قاری شیخ سراج صاحب مکی (جو بیس سالہ عمر ہی میں بعارضہ تپ دق کچھ عرصہ علالت کے بعد بمقام لکھنؤ رحلت فرما گئے) ہر چہار بزرگان حضرۃ اقدس کے صاحب زادگان ہیں۔ ان کے علاوہ صلبی اولاد میں حضرت قاری مرزا محمود بیگ صاحب کی اہلیہ بھی ہیں۔

⑦ شیخ القراء حضرۃ الحاج الحافظ القاری المقری مرزا محمود بیگ صاحب مکی بھوپالی المذکور سابق صدر مدرس مدرسہ عبیدیہ بھوپال۔

⑧ البحر العلامہ حضرۃ الحاج مولانا المولوی الحافظ القاری الشاہ عین القضاء صاحب سابق ناظم مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ ہند متوفی رجب المرجب ۱۳۴۳ھ۔

⑨ حکیم الامت حضرۃ الحاج مولانا المولوی الحافظ القاری الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی متوفی رجب المرجب ۱۳۶۲ھ۔

⑩ شیخ القراء حضرۃ الحاج مولانا المولوی الحافظ القاری المقری محمد عبد الوحید خاں صاحب الہ آبادی سابق صدر شعبۂ تجوید و قرأت دار العلوم دیوبند ہند متوفی ۱۳۶۶ھ غالباً۔

⑪ شیخ القراء حضرۃ الحاج مولانا الحافظ القاری المقری محمد سلیمان صاحب دہلوی مکی سابق استاذ التجوید والقرأت دار العلوم حیدر آباد دکن ہند متوفی غالباً ۱۳۶۷ھ۔

⑫ شیخ القراء استاذ استاذی حضرۃ الحاج مولانا الحافظ القاری المقری محمد عبد الخالق صاحب علی گڑھی سابق امام و خطیب مسجد جامع سہارنپور ہند متوفی پنجشنبہ ۱۱ اپریل ۱۹۵۷ء مطابق ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ۔

⑬ شیخ القراء شیخ استاذی حضرۃ الحاج مولانا الحافظ القاری المقری محمد عبد المالک صاحب علی گڑھی سابق و بانی دار الترتیل لاہور پاکستان متوفی ۳۰ ؍ دسمبر ۱۹۵۹ء مطابق ۱۳۷۹ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۴) شیخ القراء حضرۃ الحاج الحافظ القاری المقری محمد صدیق صاحب میمن سنگھی رحمۃ اللہ علیہ سابق استاذ مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ متوفی ۱۳۴۹ھ۔

(۱۵) شیخ القراء حضرۃ الحاج الحافظ القاری المقری محی الدین صاحب مکی رحمۃ اللہ علیہ سابق مدرس مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ۔

(۱۶) شیخ القراء حضرۃ الحاج الحافظ القاری المقری السید محمد عرب صاحب مدنی سابق استاذ مدرسہ باقیات الصالحات بجواڑہ ہند متوفی ۱۳۶۹ھ۔

(۱۷) استاذ القراء حضرۃ الحاج الحافظ القاری المقری ضیاء الدین صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ سابق استاذ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ متوفی ۱۳۷۱ھ۔

(۱۸) حضرۃ الحاج مولانا المولوی الحافظ القاری محمد سلیم صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ متوفی شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ۔

(۱۹) حضرۃ الحاج الحافظ القاری محمد رفیع صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مقیم محلہ حارۃ الباب مکہ مکرمہ متوفی رجب المرجب ۱۴۰۲ھ۔

(۲۰) حضرۃ الحاج مولانا الحافظ القاری الشاہ محمد عمر صاحب تھانوی دامت برکاتہم جو غالباً بقید حیات ہیں۔ احقر کے بزمانۂ قیام مدرسہ عربیہ خازن العلوم وطنِ مالوف خورجہ ضلع بلند شہر ہند میں کئی مرتبہ قدم رنجہ فرما کر خاکسار پر شفقت ولطف کا مینہ برسایا نیز احقر سے متعدد مرتبہ بروایتِ حفص اور قراءتِ سبعہ وغیرہ میں قراءت سنی اور بمقتضائے شفقت بزرگانہ احقر کی توثیق اور حوصلہ افزائی کے لئے تقریراً وتحریراً کلماتِ خیر بھی ارشاد فرمائے فالحمد للہ تعالیٰ علی ذٰلک۔

۱۴۰۱ھ میں حضرۃ قاری صاحب موصوف کی عمر اسّی برس تھی اس کے بعد یکم رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ بروز سہ شنبہ کو بتوفیق ایزدی احقر بقصد قیام مکہ معظمہ حاضر ہوا اور پھر حضرت موصوف سے شرفِ ملاقات حاصل نہ ہوسکا۔

حضرت اقدس قاری عبد اللہ صاحب مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات مورخہ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۳ رجون ۱۹۱۹ء بروز چہار شنبہ (بعمر شریف پینسٹھ سال) مدرسہ صولتیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی میں واقع ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ اور مکہ مکرمہ کے مشہور و معروف قبرستان جنت المعلاۃ میں سید الرسل حضور اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ سیدتنا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف سے تھوڑے فاصلہ پر امام المناظرہ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب و شیخ المشائخ حضرت الحاج امداد اللہ صاحب تھانوی مہاجر مکی علیہما الرحمۃ کے جوار میں آپ کی تدفین ہوئی۔ اس طرح یہ آفتابِ علم و عرفان زمینِ حرم میں غروب و روپوش ہوا۔ فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً وارفع درجاتہ فی الجنّۃ۔ امین۔

اللہ جلّ شانہ وعم نوالہ اپنے پاک کلام کے اس جاں نثار اور انتہائی مخلص خادم کو نعمہائے فردوس بریں سے خوب مالامال فرمائیں اور حضرت اقدسؒ کے فیضان کو تا دور شمس و قمر جاری و ساری فرمائے رکھیں۔ اور حضرت اقدسؒ جیسا تعلق مع القرآن و خدمتہ تمام خدام کلام مجید کو نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ٥

انہی کے طرز پر ہو یا خدا جینا
ویرحم اللہ عبدًا قال آمینا

ابو سالم محمد اسمٰعیل صادق خورجوی خادم التدریس مکہ معظمہ
۹ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ بروز چہار شنبہ عند الظہیرہ

رسالہ

تعلیم الوقف

محشّٰے
ختم شد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

استاذی وسندی شیخ القراء حضرت قاری نیاز احمد صاحب نگینویؒ

سابق صدر شعبۂ تجوید وقرآت مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ میں نے پیشِ نظر رسالہ تعلیم الوقف مصنّفہ امام القراء حضرت مولانا قاری عبداللہ خاں صاحب مہاجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ جو قریب یک صدی کے بعد فخر القراء جناب قاری محمد اسمٰعیل صادق خورجوی مکّی شیخ التجوید والقرآت مکہ معظمہ کی بدولت کتابی شکل میں پہلی بار طبع ہو رہا ہے دیکھا جس سے قلبی خوشی ہوئی۔

اب اس میں کتابت کی کوئی غلطی نہیں ہے اور چند حواشی و سوانح حضرت مصنّفؒ کا اضافہ مزید باعثِ مسرّت ہے۔

اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ آمین

نیاز احمد
حامد علی کمپاؤنڈ شمشاد مارکیٹ
علی گڑھ انڈیا
یکم جنوری ۱۹۸۷ء عیسوی

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب ہذا فیوضِ مکیّہ و رسالہ قواعد المبتدی (بروایۃ حفص) و کتاب تنشیط المبتدی (بقراءۃ شعبہ) ملنے کے پتے

١

مدرسہ تعلیم القرآءت

نزد جامع مسجد خورجہ۔ ضلع بلند شہر، یوپی۔ انڈیا

MADARSAH TALEEMUL QIRAT
NEAR JAMA MASJID KHURJA
Distt. Buland Shahar (U.P. India)
MOBILE No. : 9837245100

٢

مکتبہ نعیمیّہ

دیوبند ضلع سہارنپور، یوپی۔ انڈیا

MAKTABAH NAIMIYAH
Deoband (Saharanpur)
U.P. India

MOBILE No. 9897949325

٣

قراءۃ اکیڈمی

فضل مارکیٹ۔ اردو بازار لاہور۔ پاکستان

QIRAT ACADEMY
Fazal Market, Urdu Bazar,
Lahor, Pakistan
Phone No. : 042-7122423
Mobile No. : 0300-4785910

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کتابِ تجوید "فیوضِ مکیہ" سے متعلق

عنایت نامہ بنام مؤلف

محترم المقام حضرت قاری صاحب دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی

مکتوبِ گرامی اور کتاب "فیوضِ مکیہ" وصول ہوئی۔ حرم محترم اور صحنِ کعبہ کی بہت سی یادیں تازہ ہوگئیں۔

حضرت الاستاذ فضیلۃ الشیخ محمد علی (مدرس الحرم المکی الشریف) کے درس صحیح البخاری میں آپ کی شرکت ومعیّت اور آپ کی پرکشش قرأۃ مجھے خوب یاد ہے۔

بخاری شریف کے میرے تمام رفقاءِ درس میں آپ واحد شخصیت ہیں کہ مجھے یاد فرمایا جس سے نہ صرف مجھے مسرت ہے بلکہ قلب بے تاب ہوگیا۔ اللہ تعالےٰ جلد آپ کی زیارت وملاقات سے نوازے۔ آمین۔

آپ کی تالیف لطیف "فیوضِ مکیہ،، کتاب کیا ہے علمی وفنی خزانہ ہے میرے خیال میں اردو تو کجا عربی میں بھی اس شان کی کتاب نہیں۔ یہاں جس نے بھی کتاب کو دیکھا بہت ہی پسند کیا لہٰذا مکہ معظمہ سے یہاں کوئی آنے والا ہو تو پچاس کتابیں روانہ فرمادیں اللہ تعالیٰ آپ کی محنت کو قبول فرماوے۔ آمین ...... اللّٰھم آمین۔

میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور مطلع فرمائیں عین کرم ہوگا فقط والسلام مع الاکرام

آپ کا مخلص ومحبّ

(مولانا قاری ڈاکٹر) محمد محسن عبد العظیم

عجمان ـــــــــ ۵/۷/۱۴۱۸ھ

Printed & Designed by : S.H. OFFSET PRINTERS, DELHI 9811122549